

عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مع مکہ مدینہ کی زیارتیں

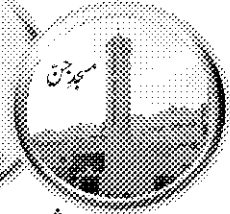
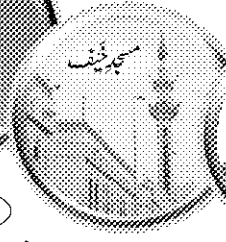
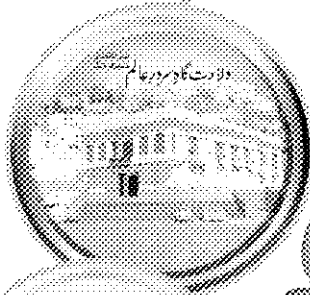


شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال

دامت برکاتہم
العتالیہ

محمد الیاس عطاء قادری رضوی

عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مکہِ مدینہ کی زیارتیں



مؤلف

شیخ طریقت، امیر آبپاسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی

کاملاً نیا
اصطلاحاً

ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب : عاشقانِ نبوک 130 حکایات کے عینے کی زیارتیں

مؤلف : شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامتہ یومکاتہم العالیہ

تاریخ اشاعت : شوال المکرم 1432ھ، ستمبر 2012ء

ناشر : مکتبہ المدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبہ المدینہ کی شاخیں

- کراچی : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون: 021-32203311
- لاہور : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون: 042-37311679
- سردار آباد : (فیصل آباد) امین پور بازار فون: 041-2632625
- کشمیر : چوک شہیدال، میرپور فون: 058274-37212
- حیدر آباد : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون: 022-2620122
- ملتان : نزد پتیل والی مسجد، اندرون بوٹریگٹ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ : کالج روڈ، القابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- راولپنڈی : فضل داد پلازہ، کیمٹی چوک، اقبال روڈ فون: 051-5553765
- خان پور : ڈرائی چوک، نہر کنارہ فون: 068-5571686
- نواب شاہ : چکر بازار، نزد MCB فون: 0244-4362145
- سکھر : فیضانِ مدینہ، میراج روڈ فون: 071-5619195
- گوہرانوالہ : فیضانِ مدینہ، شش پورہ موڑ، گوجرانوالہ فون: 055-4225653
- پشاور : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

فہرس

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
41	﴿ ۲۷ ﴾ مدینے میں شہادتی سے پرہیز	11	درد و شریف کی فضیلت
42	﴿ ۲۸ ﴾ ذکر نبی کے وقت رعب بدل جاتا	12	زائرین مدینہ کی 51 حکایات
43	﴿ ۲۹ ﴾ درکن حدیث پاک کا انداز	12	﴿ ۱ ﴾ روضہ پاک سے بشارت
43	﴿ ۳۰ ﴾ چھوٹے 16 ذکب مارے گھروس حدیث جاری رکھا	13	﴿ ۲ ﴾ در رسول پر حاسر ہونے والا بخشا گیا
44	﴿ ۳۱ ﴾ احادیث کے دوران پانی میں ڈال دینے سے	15	﴿ ۳ ﴾ اسے زائر و روضہ انور معترف یا تیر لٹ جاز
45	﴿ ۳۲ ﴾ عقیق رسول میں رونے والے شخص کی قدر دانی	16	﴿ ۴ ﴾ دیکھو مدینہ آ گیا!
45	﴿ ۳۳ ﴾ خاک مدینہ کی توہین کرنے والے کیلئے سزا	17	﴿ ۵ ﴾ سبز گھوڑے نوار
46	﴿ ۳۴ ﴾ فقہائے حاجات کے لئے حرم سے باہر جایا کرتے	18	﴿ ۶ ﴾ دوسرے کا سلام پہنچانے کی برکت سے دیر از ہو گیا
46	﴿ ۳۵ ﴾ مسجد نبوی میں آواز دہی رکھو	20	﴿ ۷ ﴾ حاضرین نے روضہ انور سے جواب سلام سنا
48	﴿ ۳۶ ﴾ روضہ رسول کی طرف منہ کر کے ڈھانگھو	21	﴿ ۸ ﴾ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِي
49	﴿ ۳۷ ﴾ جس سے ہو سکے وہ مدینہ شریف میں مرے	22	﴿ ۹ ﴾ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا مُحَمَّدُ هَانِئِمُ النَّصْرِي
50	﴿ ۳۸ ﴾ مدینے میں وفات، بوقت رخصت تک کی دعوت	22	﴿ ۱۰ ﴾ قمر انور سے دست مبارک نکلا
51	﴿ ۳۹ ﴾ محبوب ہونانے کے زمانے کا انداز	23	﴿ ۱۱ ﴾ میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں
52	﴿ ۴۰ ﴾ آذانِ کمال	24	﴿ ۱۲ ﴾ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھوایا
54	﴿ ۴۱ ﴾ غزناط کا پوسنِ علاج میں	25	﴿ ۱۳ ﴾ سرکار نے کھانا کھلایا
55	﴿ ۴۲ ﴾ زم زم کا کمال ساقی	27	﴿ ۱۴ ﴾ سرکار نے دھرم مٹا فرمائے
57	﴿ ۴۳ ﴾ تین روپیہ مدینہ..... تین روپیہ بلقان	28	﴿ ۱۵ ﴾ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی عطا فرمائی
60	﴿ ۴۴ ﴾ آقا کے کرم سے گندہ بیٹا مل گیا	29	﴿ ۱۶ ﴾ جاگا تو آؤں روٹی تاجر میں تھی!
61	﴿ ۴۵ ﴾ آقا کو پکارنے سے کزوری دور ہو جاتی	30	﴿ ۱۷ ﴾ شکر ایک کرم کا بھی ادا نہیں کتا
62	﴿ ۴۶ ﴾ گنبدِ خضر او کچھ کرم لکل گیا!	31	﴿ ۱۸ ﴾ ماگو تو بڑی چیز لگو
63	﴿ ۴۷ ﴾ قریش ادا کرادیا	34	﴿ ۱۹ ﴾ اعلیٰ حضرت نے منیٰ میں دعائے مطہرت کروائی
64	﴿ ۴۸ ﴾ ترکِ مریض کا علاج	35	﴿ ۲۰ ﴾ تم زیارت کو آئے تو ہم آگئے
66	﴿ ۴۹ ﴾ مدینے کی مٹی اور پہلوں میں شفا	36	﴿ ۲۱ ﴾ ہم نے تمہارا تقدیر قبول کر لیا ہے
66	﴿ ۵۰ ﴾ سال بھر کا بخارا ایک دن میں جا تاربا	37	﴿ ۲۲ ﴾ بیٹا قیصر سے رہا ہو گیا
67	﴿ ۵۱ ﴾ خاکِ شفا سے ڈرم کا علاج	38	﴿ ۲۳ ﴾ غیب دان آقا سے خواب میں بارش کی بشارت دی
68	حاجیوں کی 42 حکایات	39	﴿ ۲۴ ﴾ نبوی میں سے رہائی لووائی
68	درد و شریف کی فضیلت	40	شہداء و اہل بیت رسول ص 12 کے مہینے
68	﴿ ۲۵ ﴾ مدینے میں نکلے پاؤں	40	﴿ ۲۵ ﴾ مدینے میں نکلے پاؤں
69	﴿ ۲۶ ﴾ والد مرحوم پر چنگل میں کرم بالائے کرم	41	﴿ ۲۶ ﴾ ہر رات دیدار سرو کار کائنات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
104	کبہ جاہ کے حقیق اہم ترین مذہبی پھول	71	﴿ ۵۳ ﴾ اپنے آقا سے پہلے طواف نہیں کروں گا
108	اپنے مندرمیاں مٹھو بننے والے حاجیوں کے لئے مذہبی پھول	72	﴿ ۵۴ ﴾ 20 پیدل سفر
109	کیا اپنے حج و عمرہ کی تعداد بیان کرنا گناہ ہے؟	74	﴿ ۵۵ ﴾ آقا کے ساتھ بارش میں طواف کی سعادت
110	دو حج ضائع کر دینے	75	﴿ ۵۶ ﴾ مجھے حرم شریف میں لے چلو
110	نیکیاں چھپاؤ؟	76	﴿ ۵۷ ﴾ علق میں ٹوٹی ٹھنڈے کا زم زم سے علاج ہو گیا
111	﴿ ۷۷ ﴾ ایک بزرگ کا شیطان سے دکاندار	76	﴿ ۵۸ ﴾ یہ کیا س کا بیماریا اور آب زم زم کی بہار
112	﴿ ۷۸ ﴾ باندی چاہنے والے کی زسوائی	77	﴿ ۵۹ ﴾ عطاش کا گھوٹا سزاؤں کا گھوٹا
113	﴿ ۷۹ ﴾ حج کی خواہش تھی مگر پتے زرت تھا	79	﴿ ۶۰ ﴾ ہند سے یکا یک کبے کے زوڑو
115	﴿ ۸۰ ﴾ ہرول عزیزِ خلیفہ	80	﴿ ۶۱ ﴾ انوکھا کوڑھی
116	﴿ ۸۱ ﴾ ترقع پوش اعراب	84	﴿ ۶۲ ﴾ جب بلایا آتا ہے خود ہی انتظام ہو گئے
118	﴿ ۸۲ ﴾ بکثرت رونے والا حاجی	86	﴿ ۶۳ ﴾ ہم نے تیری بات ہی کی ہے
121	﴿ ۸۳ ﴾ حاجیوں کی حیرت انگیز خیر خواہی	87	﴿ ۶۴ ﴾ ضمیر کرتے تو قدموں سے چسپاں ہو جاتا
123	﴿ ۸۴ ﴾ امام شافعی کی سفر حرم میں سخاوت	88	﴿ ۶۵ ﴾ ایک طائف کی سرائی دعا
123	﴿ ۸۵ ﴾ میں کیوں نہ روؤں؟	90	﴿ ۶۶ ﴾ اللہ عودوں کی ٹھہری تو میر
124	﴿ ۸۶ ﴾ بلیک کپتے ہی بے ہوش ہو گئے	92	﴿ ۶۷ ﴾ اے کاش! میں بھی رونے والوں میں سے ہوتا
125	﴿ ۸۷ ﴾ اہل حج حاجی	92	﴿ ۶۸ ﴾ دو خوف نگر فاقات کرنے والوں کی مغفرت ہو گئی
126	﴿ ۸۸ ﴾ عیبرت یاران میں جان قربان کر دینی	93	﴿ ۶۹ ﴾ آقا کے نام کا حج کرنے والے پر کرم ہلائے کرم
129	﴿ ۸۹ ﴾ پرا سر ارحامی	94	﴿ ۷۰ ﴾ 60 حج کرنے والا حاجی
131	﴿ ۹۰ ﴾ پھر حج کے حاجی	95	﴿ ۷۱ ﴾ درخت کی اجازت کے بغیر جوان کو بشارت
136	﴿ ۹۱ ﴾ شیخ شبلی علیہ رحمۃ اللہ الہی کا حج	96	﴿ ۷۲ ﴾ ماہیوں نہ ہونے والا حاجی
137	﴿ ۹۲ ﴾ چھلا کھڑے میں سے صرف تیرا!	97	﴿ ۷۳ ﴾ دعا قبول نہ ہونے کی کھستیں
138	﴿ ۹۳ ﴾ نہیں آگور	98	﴿ ۷۴ ﴾ کس کے در پر میں جاؤں گا مولیٰ!
140	مستورات کی 4 حکایات	99	﴿ ۷۵ ﴾ حاج بن یوسف اور ایک اعرابی
140	﴿ ۹۴ ﴾ عاشق رسول خاتون نے روتے روتے جان دیدی	100	﴿ ۷۶ ﴾ جن کا حج قبول نہ ہوا ان پر بھی کرم ہو گیا
141	﴿ ۹۵ ﴾ اہل المؤمنین نے ظلی حج سے انکار فرما دیا	101	﴿ ۷۷ ﴾ سفر حج کے بہترین ہم سفر
142	﴿ ۹۶ ﴾ ایک شخص نے سفلے سب کا حج قبول ہو گیا	102	﴿ ۷۸ ﴾ عجیب انداز میں نفس کی گرفت
143	﴿ ۹۷ ﴾ پیدل سفر حج کرنے والی تاجنا بیوی	103	﴿ ۷۹ ﴾ کب جاہ لذت عبادت کی مشقت آسان کر دیتی ہے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
177	﴿۱۲۳﴾ خیر نے راستہ بتایا	144	علمائے اہلسنت کی 17 حکایات
178	﴿۱۲۴﴾ قرآن کریم کی تحظیم کرنے والے بندہ کی حکایت	144	﴿۹۸﴾ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی کو کھجوریں ملا والی
178	﴿۱۲۵﴾ بارگاہ رسالت میں استغاثہ	145	﴿۹۹﴾ اصل مراد حاضری اس پاک دکن ہے
179	﴿۱۲۶﴾ بہر نی کی پکار: خسرو شاہ شاہا و برابر	146	﴿۱۰۰﴾ امام احمد رضا اور دینار مصطفیٰ علیہ السلام علیہ السلام
181	﴿۱۲۷﴾ اونت نے طواف کعبہ کیا اور پھر ---	149	﴿۱۰۱﴾ مشہور عاشق رسول خاتم النبیین امین کھانی کا تازہ ادب
182	﴿۱۲۸﴾ اونٹوں نے آقا کو تھوہ کیا	150	﴿۱۰۲﴾ حیرت مندی شاہ کو یاد کرتے ہیں گنبد خضرا، مقام: انبی فرما
183	﴿۱۲۹﴾ غم مصطفیٰ میں جان دینے والے دو بیٹے زبان	152	﴿۱۰۳﴾ سبک مدینہ کی ناز برداری
184	﴿۱۳۰﴾ حرم شریف کے کپڑوں کی آستان محبوب سے منجست	153	﴿۱۰۴﴾ آقا بلائیں تو آؤ کر جانا چاہئے
185	مکے کی زیارتیں	155	﴿۱۰۵﴾ مولانا سرور احمد کی گجوردینے سے منجست
185	درود شریف کی فضیلت	156	﴿۱۰۶﴾ مدینے میں اپنے بال و ناخن دفن فرمائے
185	مکّۃ المکرمہ کے فضائل	156	﴿۱۰۷﴾ اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد
186	مکّۃ المکرمہ امن والا شہر ہے	157	﴿۱۰۸﴾ مدینے کا سفر ہند سے پہنچا دینے میں
187	مکّۃ المکرمہ کے دس بڑے خوبصورت آستان سے مکے کے دس نام	159	﴿۱۰۹﴾ اے مدینے کے دور دوری کی جگہ میرے دل میں ہے
187	زمضان، مکّۃ المکرمہ	160	﴿۱۱۰﴾ حجت البقیع میں لاٹوں کے کتھالے
188	مکّۃ المکرمہ: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھجور ہے	161	﴿۱۱۱﴾ غزالی قرآن اور مشق احمدیاد خاں پر سلطان دو
189	مکّۃ مکرّمہ افضل ہے یا مدینۃ المنورہ!	162	جہاں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احسان
190	ثواب میں فرق کیوں؟	163	﴿۱۱۲﴾ علامہ مکاتیبی صاحب اور خاندینہ
192	مکّۃ المکرمہ کی زمین قیامت تک حرم ہے	163	﴿۱۱۳﴾ بعد وصال اعلیٰ حضرت کی دربار مصطفیٰ میں حاضری
193	مکّۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں درجہ داخل نہیں ہوگا	165	﴿۱۱۴﴾ قطب مدینہ اور شریف زکریا مدینہ
193	مکّۃ المکرمہ کی گرمی کی فضیلت	166	جنات کی 7 حکایات
194	مکّۃ المکرمہ میں بیمار ہونے والے کا اثر	166	﴿۱۱۵﴾ کوپہ نشتر ذکا طواف کرنے والی جن عورتیں
194	مکّۃ المکرمہ میں فوت ہونے والے سے حساب نہیں ہوگا	167	﴿۱۱۶﴾ چکلیا اسباب
195	مکّۃ المکرمہ میں جتنا طار ہے!	168	﴿۱۱۷﴾ ساپ نما جن نے فجر اٹو دی؟
196	مکّۃ المکرمہ میں برائیاں اختیار کرنا کیسا؟	169	﴿۱۱۸﴾ پانی کی طرف راجع کر کے والا جن
197	مکے میں رہنے کے قابل حضرات	170	﴿۱۱۹﴾ نموش اعظم، رحمۃ اللہ علیہ کے قائلہ حج کا پھر امرار جوان
197	مکے میں ملازمت و تجارت کرنے والے کو فوراً نہیں	171	﴿۱۲۰﴾ باغ کے لذت
198	مکے میں زیادہ رہنے سے کعبہ کی ہیبت میں کمی آسکتی ہے	174	﴿۱۲۱﴾ عجیب و غریب چھوٹا سا پردہ
199	بدن کبھی بھی ہو مرنے تک مدینے میں رہے	176	حیوانات کی 9 حکایات
200	مکّۃ المکرمہ کی 19 خصوصیات	176	﴿۱۲۲﴾ ذرہ دہی کا تاج ہو گیا
202	کعبے کے بارے میں دلچسپ معلومات	177	﴿۱۲۳﴾ کیا یہ شہرت نہیں؟ کی وضاحت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
221	مرد و کورت پھرنے گئے	202	حرم میں درندے حکار کا پیچھا کس کرتے
222	بی بی باجوہ کی سنی کا ایمان افروز حکایت	203	کعبہ سارے جہان کے لئے راجہا ہے
223	مقام ابراہیم	203	کعبہ شریف کے بارے میں 12 ہندوئی پبول
225	چتر آسود	205	بیمار پرندے والے کعبہ سے علاج کرتے ہیں
226	چتر آسود کی 4 ٹھوس بات	206	کعبے کی زیارت عبادت ہے
227	ملکہ ملکن مرزا دا اللہ شرفا و تعظیما کی مساجد	206	کعبہ قبلہ ہے
227	مسجد الحرام	207	کعبے کے اندر نماز میں کہاں زرع کرتے؟
227	مسجد الحرام میں 70 نینیاے کرام کے مزارات	207	صرف تین مسجدوں کے لئے سفر کی حدیث مع تشریح
228	مسجد الحرام میں انما و مصطفیٰ کے 11 مقامات	209	ہر قدم پر نیکی اور خطا کی معافی
229	مسجد جنین	209	سیدنا آدم علیہ السلام اور کعبہ
230	بوز حاشین	210	ولادت کی خوشی میں کعبے پر پھینڈا
230	مسجد الزبیر	210	کعبے کی ایک زبان اور دو دہنت ہیں
231	مسجد نبوت	211	نظر سلیمان اور کعبہ
232	مسجد چترانہ	211	کعبہ سونے کی زنجیروں میں پاندھ کر کھنڈر میں لایا جائے گا
233	مسجد مجسم	213	بروز قیامت کعبہ مشرقی ڈاہن کی طرح اٹھایا جائے گا
234	الغائب اور اس کی بیوی کی قبریں	214	طواف کے فضائل
235	مسجد مجسم کی تعمیرات	214	طواف کی ابتدا کیسے ہوئی؟
235	مسجد فرہ	215	طواف میں ہر قدم کے بدلے بس نیکیاں اور.....
235	مسجد ذی طون	215	غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب
236	مسجد کبکین	215	غلام آزاد کرنے کی فضیلت
237	عائر مرسلات	216	روزانہ 120 راتوں کا ٹوٹل
237	ولادت کا و مرد و عالم جنک اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلمہ	216	پچاس مرتبہ طواف کرنے کی عظیم فضیلت
238	جنک ابو قحس	217	طواف نماز کی طرح ہے
239	حدیث عبد اللہ بن زبیر علیہ السلام کا مکان بستان نشان	217	طواف کعبہ کے لئے دشواریاں ہیں
240	عائر جنک شوہر	218	شدید گرمی میں طواف کی فضیلت
241	عائر جرا	218	برسات میں طواف کی فضیلت
242	دار ارقم	218	جب ہم بارش میں طواف کر چکے تو
243	تخلہ سفند	219	اہل حضرت نے بارش میں طواف کعبہ کیا
243	جنت المعنی	220	آج کل بارش میں طواف کی دشواریاں
244	مزار سکوہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	221	سفار مرد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
268	حجرِ کعبہ مبارک میں وصالِ مدینہ	245	بعد وفاتِ پیغمبرِ نبی نے انور کھائے
269	شہین کریمین کی حجرِ مطہرہ میں تدفین	247	مدینے کی زیارتیں
270	حجرِ کعبہ سردو حصوں میں تقسیم تھا	247	درود شریف کی فضیلت
272	شہین کریمین کے بعد نبوی یہاں دفن نہیں ہوا	247	مدینۃ المنورہ کے فضائل
273	حجرِ کعبہ مبارک کا دروازہ بند کر دیا گیا	248	قرآن پاک میں ذکرِ مدینہ
273	حجرِ کعبہ مبارک کی دیواروں کی تعمیر	249	مدینے کے 12 نام
274	جالی مبارک کی تاریخ	249	مدینۃ المنورہ میں مرنے کی فضیلت
275	تین قبروں کی نقلی تصاویر	250	ذخاں مدینۃ المنورہ میں داخل نہیں ہو سکتا
275	روضہ انور پر پتھرِ اطہر کی تعمیر	250	مدینۃ المنورہ ہر آفت سے محفوظ
277	بڑے اور چھوٹے شہید شریف کی تعمیر	251	مدینے کے تازہ پھل
279	نوفذ پر دورانِ اذان آسانی چلی گئی	252	مدینہ لوگوں کو پاک و صاف کرے گا
280	سبز گنبد بنا دیا گیا	252	مدینے کو حُجْرَب کہا گیا ہے
280	دونوں گنبدوں میں ایک چھوٹا سا سوراخ رکھا گیا	253	حُجْرَب کہا کیوں بنتے؟
281	گنبد شریف کے مختلف رنگ	254	مدینے کی تختیوں پر مہر کرنے والے کیلئے عطا ہوتی کی بشارت
282	مسجدِ نبوی کے 8 ستونِ رحمت	255	مدینۃ المنورہ بہتر ہے
282	(۱) اسطوانۃ خات	256	مدینۃ المنورہ کی گنبدوں پر مہر کرنے والے کیلئے عطا ہوتی کی بشارت
283	(۲) اسطوانۃ عائشہ	257	مدینۃ المنورہ کی تکالیف پر پھر کی فضیلت
283	آگر لوگوں کو جاگ جائے تو قرعہ اندازی کریں	257	مدینے میں رہائش اختیار کرنا کیسا؟
284	(۳) اسطوانۃ توبہ	258	مدینے میں استیجاب کرنے کے متعلق حکایت
285	(۴) اسطوانۃ اشیر	259	مدینے کا اصل قیام آقا کے انکار پر عمل کرنا ہے
285	(۵) اسطوانۃ انجس	259	مدینۃ المنورہ کی 18 خصوصیات
286	(۶) اسطوانۃ یونس	262	مسجدِ نبوی شریف علی صلی اللہ علیہ وسلم کی راضی کا حصول
286	(۷) اسطوانۃ جبرائیل	263	بارگاہِ رسالت میں جبرائیل امین کی حاضری
287	(۸) اسطوانۃ عقیقہ	264	مسجدِ نبوی شریف علی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر
287	دگر ستون بھی منجبرک ہیں	265	تعمیر مسجدِ نبوی میں آقا نے شرکت فرمائی
288	روضہ الجیمہ (خاکِ نبوی)	265	مسجدِ نبوی شریف علی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کے فضائل
289	حرا بیتِ نبوی علی صلی اللہ علیہ وسلم	266	روضہ رسول کے بارے میں دلچسپ معلومات
290	منبرِ رسول	267	سردرد و جہان کا مکانِ عرش نشاں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
310	(۱۶) مسجد نبوی آرام	290	اصل نمبر مہر مہر کلوی کا تھا
311	(۱۷) مسجد شہین	291	مقام اذان بلال کی نشاندہی نہیں ہو سکتی
312	(۱۸) مسجد شجر اح	293	عظ شریف
313	(۱۹) مسجد شجر (یا مسجد نبی الحکیم)	295	مساجدِ طریقت
313	(۲۰) مسجد نبی اُرتش	296	(۱) مسجد قبا
314	(۲۱) مسجد آئینہ	296	عمرے کا ثواب
315	(۲۲) مسجد نبی دینار	296	فاروق اعظم اور قبا
316	(۲۳) مسجد بنی زینب	297	عبداللہ بن عمر اور قبا
317	مری ہوئی بکری	297	(۲) مسجد شجر
318	(۲۴) مسجد خُفہ	298	(۳) خُفہ (باید) مساید
318	(۲۵) مسجد شجر اح	299	(۴) مسجد غمامہ
319	(۲۶) مسجد ڈوڈا علیہ	300	(۵) مسجد اجابہ
320	(۲۷) مسجد قبیلین	301	(۶) مسجد شہین
321	ذکلی اُحد	302	(۷) مسجد کعبہ
322	مزار سیدنا ہارون	303	(۸) مسجد زیاب (یا مسجد رایہ)
322	مزار سیدنا حمزہ	303	(۹) مسجد شہین
323	بعض شہدائے اُحد کے مزارات کی نشاندہی	304	(۱۰) مسجد شجر پیامِ ابراہیم
324	شہدائے اُحد علیہم السلام کو سلام کرنے کی فضیلت	305	(۱۱) مسجد نبی خُزیمہ
324	سیدنا حمزہ کی خدمت میں سلام	306	(۱۲) مسجد انور
325	شہدائے اُحد کو گونگی سلام	307	(۱۳) مسجد شجر
327	تذکرہ مراجع	308	(۱۴) مسجد نبی ظفر (یا مسجد بخلہ)
		309	(۱۵) مسجد مایکہ

مناسک حج سیکھنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی چار ڈی ویسیٹوں کا

سیٹ حاصل کیجئے۔ نیز ویڈیو ڈیز (۱) حج کا طریقہ (۲) عمرہ کا طریقہ (۳)

مدینے کی حاضری بھی ملاحظہ کیجئے۔ نیز رسالہ، ”احرام اور خوشبودار صابن“

پڑھئے اور اپنی الجھنیں دور کیجئے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عاشقانِ رسولؐ کی 130 حکایات مکہ مکرمہ کی زیارتیں

شیطان لاکھ سُستی دلائے یہ کتاب مکمل پڑھ لیجئے ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ایمان تازہ ہو جائے اور آپ مکے مدینے کی حاضری کیلئے بے تاب ہو جائیں گے۔

دُرود شریف کی فضیلت

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ صاحبِ معراج، محبوبِ ربِّ بے نیاز صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی بندہ مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو فرشتہ اس دُرود کو لے کر اوپر جاتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اس دُرود کو میرے بندے کی قبر میں لے جاؤ یہ دُرود اپنے پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتا رہے گا اور اُس (بندہ خاص) کی آنکھیں اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی رہیں گی۔“ (جمع الجوامع ج 6 ص 321 حدیث 1946)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

زائرینِ مدینہ کی 51 حکایات

(ان حکایات میں مدینے کی حاضری وغیرہ کا بالخصوص ذکر ہے)

﴿۱﴾ روضہ پاک سے بشارت

امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات، علی المرتضیٰ شیر خدا
 کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، قر اقلب وسینہ صَلَّى اللهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مزارِ فاضل الانوار میں جلوہ گری کے تین روز بعد ایک بدو
 حاضر ہوا اور اُس نے اپنے آپ کو قبرِ منور پر گرا دیا اور اُس کی خاکِ پاک اپنے سر پر
 ڈالی اور یوں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! جو کچھ آپ
 نے اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے۔ (اور وہ یہ ہے:)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ

اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب!

تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے

معافی چاہیں اور رسول! ان کی شفاعت

فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول

کرنے والا مہربان پائیں۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ

جَاءُواكَ فَاسْتَعْفَرُوا اللَّهَ وَ

اسْتَعْفَرُوا لَكَ الرَّسُولَ لَوَجَدُوا

اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿۳۱﴾

(پہ، النساء: ۶۴)

یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے (یعنی گناہ کئے ہیں) اور آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے واسطے استغفار فرمائیں۔ قبرِ انور سے آواز آئی: ”قَدْ غُفِرَ لَکَ“ یعنی تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

(وفاء الوفا ج ۲ ص ۱۳۶۱)

غیبِ محشر میں کھلا ہی چاہتے تھے میں بنا

ڈھک کے پردہ اپنے دامن کا مچھپایا شکریہ (وسائلِ بخشش ص ۳۰۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلِیِّ مُحَمَّد

﴿۲﴾ درِ رسول پر حاضر ہونے والا بخشا گیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 413

صفحات پر مشتمل کتاب ”مُعْیُونُ الْحَکَایَات“ حصہ دُوُم صَفْحَہ 308 پر امام

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلِیِّ جَوَزِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ نقل فرماتے ہیں: حضرت

سیدنا محمد بن حُزْبِ بِلَالِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ نے بیان کیا: ایک مرتبہ میں روضہ رسول

پر حاضر تھا کہ ایک اعرابی (یعنی عرب کے دیہات کا رہنے والا) آیا اور حُضُوْرِ انور، شافع

محشر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اس طرح

عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو سچی کتاب نازل فرمائی اُس میں یہ آیت بھی ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿۲۱﴾

(پہ، النساء: ۶۴)

اے میرے آقا و مولیٰ (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)! میں اللہ غفور و عزوجل سے اپنے گناہ و قصور کی معافی طلب کرتے ہوئے حاضر دربار ہوں اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ عاشقِ رسول رونے لگا اور اُس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے:۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنْتُ بِالقَاءِ اعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طَيْبِهِنَّ القَاءُ وَالْاَكْمُ
رُوْحِي الفِدَاءِ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُهُ فَيَدِ العِفَافِ وَفِيهِ الجُودُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: (۱)..... اے وہ بہترین ذات جس کا مبارک ڈبؤ اس زمین میں دفن کیا گیا تو اس کی نمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے معطر ہو گئے۔ (۲)..... میری جان فدا ہو اُس قبر انور پر جس میں آپ (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) آرام فرما میں! جس میں پاک دامن، سخاوت اور عفو و کرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشقِ رسول کافی دیر تک ان اشعار کی تکرار کرتا رہا، پھر اپنے

گناہوں کی معافی مانگتا ہوا اشک بار آنکھوں سے وہاں سے رخصت ہو گیا۔

حضرت سیدنا محمد بن حرب ہلالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَعْدُ فرماتے ہیں: جب میں سویا تو

خواب میں سرکارِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

زیارت سے شرفِ یاب ہوا، آپ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد

فرمایا: ”الْحَقُّ الرَّجُلُ فَبَشِّرْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَہٗ بِشَفَاعَتِیْ یَعْنِ

اُس اعرابی سے ملو اور اُسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ رَبُّ الْعِزَّتِ عَزَّوَجَلَّ نے میری سفارش

کی وجہ سے اُس کی مغفرت فرمادی ہے۔“ (عیون الحکایات ص ۳۷۸ ملخصًا) اللہ

عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب

مَغْفِرَاتِ ہوں۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بیشنوانا مجھ سے عاصی کا رَوا ہو گا کسے!

کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۳﴾ اے زائرِ روضہ انور! مغفرتِ یافتہ ٹوٹ جاؤ

حضرت سیدنا حاتمِ اَصَمِّ عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَعْدُ نے رحمتِ عالم، نورِ مُجَسَّم،

رسولِ مُحْتَشَم، شاہِ آدم و بنی آدم صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہٴ مُعْظَم پر

کھڑے ہو کر دُعا کی: ”یا ربَّ عَزَّوَجَلَّ! میں نے تیرے حبیبِ مکرم صَلَّى اللّٰہُ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی اب تو مجھے نامراد نہ لوٹا۔“ آواز آئی: ”اے بندے! ہم نے تمہیں اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاکیزہ ثربت کی زیارت کی اجازت ہی تب دی جب تمہیں پاک کرنا منظور فرمایا، اب تم اور تمہارے ساتھ زیارت کرنے والے مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے اور اُن سے راضی ہو گیا جنہوں نے پیارے نبی محمد مَدَنی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ پر انوار کا دیدار کیا۔“ (الروض الفائق ص ۳۰۶) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت

ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بلا تے ہیں اسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں

کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو گھلنا ہے قسمت کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلِیِّ مُحَمَّد

﴿۴﴾ دیکھو مدینہ آگیا!

حضرت سیدنا ابراہیم خواص رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں ایک سفر میں شدتِ پیاس سے بے تاب ہو کر گر پڑا، تو کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا، میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسین و جمیل بزرگ خوب صورت گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھے پانی پلایا اور فرمایا: میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ فرمایا: دیکھو! کیا نظر آ رہا ہے؟

میں نے کہا: ”یہ تو مدینہ منورہ زادگاں اللہ شرفاً و تعظیماً ہے۔“ فرمایا: اُتر اور جاؤ، رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمتِ اَقْدَس میں سلام عرض کرو اور یہ بھی عرض کرنا کہ حَضْر (عَلَيْهِ السَّلَام) نے بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ (رَوْضُ الرِّيَّاحِيْنَ ص ۱۲۶) **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ اَنْ يُّرَحِمْتَ هُوَ** اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ
﴿ہ﴾ سبز گھوڑے سوار

حضرت سیدنا شیخ ابو عمران واسطی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِيْ فرماتے ہیں کہ میں مکّہ مکرمہ زادگاں اللہ شرفاً و تعظیماً سے سوئے مدینہ منورہ زادگاں اللہ شرفاً و تعظیماً سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مزارِ فَاخْضُ الْاَنْوَارِ کے دیدار کی نیت سے چلا، راستے میں مجھے اتنی سخت پیاس لگی کہ موت سر پر منڈلانے لگی، نہ ڈھال ہو کر ایک کیکر کے دَرْنَخْت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دَفْعَتَا (یعنی یکا یک) سبز لباس میں ملبوس ایک سبز گھوڑے سوار نمودار ہوئے، اُن کے گھوڑے کی لگام اور زین بھی سبز تھی نیز اُن کے ہاتھ میں سبز شربت سے لبالب سبز پیالہ تھا، وہ اُنہوں

نے مجھے دیا اور فرمایا: پیو! میں نے تین سانس میں پیا مگر اُس پیالے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً تاکہ سرورِ کونین، رحمتِ دَرین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہوں میں سلام عرض کروں۔ فرمایا: جب تم وہاں پہنچو اور اپنا سلام عرض کر لو تو اُن تینوں بلند و بالا ہستیوں سے عرض کرنا کہ **رِضْوَانِ** (فرشتہ، خازنِ جنت) بھی آپ کھڑات کی خدمات میں سلام عرض کرتا ہے۔ (روض الریاحین ص ۳۲۹) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

امینِ بجاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

جاں بَلْب ہوں جاں بَلْب پر رحم کر

اے لَبِ عِیْنِ دَوْرانِ الْغِیَاثِ (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

﴿۶﴾ دوسرے کا سلام پہنچانے کی برکت سے دیدار ہو گیا

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ملک، یمن کے شہر صعا سے بارادہ حج نکلا تو کافی عاشقانِ رسول رُخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر تک

آئے ایک عاشقِ رسول نے مجھ سے کہا کہ سرورِ کونین، رحمتِ دَرین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، حضراتِ شیخینِ کریمین اور دیگر صحابہ کرام رِضْوَانِ اللہ تعالیٰ علیہم

آجَبَيْنَ کی مبارک خدمتوں میں میرا سلام عرض کر دینا۔ جب میں مدینہ منورہ رَہَ ذَاکَا
 اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا حاضر ہوا تو اُس عاشقِ رسول کا سلام عرض کرنا بھول گیا، جب
 وہاں سے رخصت ہو کر ذُو الْخَلِيفَةِ پہنچا اور احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو مجھے اُس
 عاشقِ رسول کا سلام پہنچانا یاد آ گیا۔ میں نے اپنے رُفقا سے کہا کہ میرے واپس
 آنے تک میرے اُونٹ کا خیال رکھنا، مجھے مدینہ طیبہ رَہَ ذَاکَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا
 ایک ضروری کام کے لئے جانا ہے۔ ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلے کی روانگی کا
 وقت ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر تم قافلے سے جُدا ہو گئے تو پھر اسے مَکَّة
 مُعَظَّمَه رَہَ ذَاکَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا تک بھی نہ پاسکو گے۔ میں نے کہا: تو پھر میری
 سواری کو بھی اپنے ساتھ ہی لیتے جانا۔

میں واپس مدینہ منورہ رَہَ ذَاکَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا آیا اور روضہ اَقْدَس پر حاضر
 ہو کر اُس عاشقِ رسول کا سلام شہنشاہِ خیرِ الانام صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور
 حضراتِ صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کی مبارک بارگاہوں میں پیش کیا۔ رات ہو
 چکی تھی، میں مَسْجِدُ النَّبِيِّ الشَّرِيفِ عَلَى صَاحِبَيْهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَام سے باہر نکلا تو
 ایک شخص ذُو الْخَلِيفَةِ کی طرف سے آتا ہوا ملا، میں نے اُس سے قافلے کے مُتَعَلِّق
 پوچھا، اُس نے بتایا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے۔ میں مَسْجِدُ النَّبِيِّ الشَّرِيفِ عَلَى
 صَاحِبَيْهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَام میں لوٹ آیا اور خیال کیا کہ کسی دوسرے قافلے کے ساتھ
 چلا جاؤں گا اور سو گیا۔ آخِرِ شَبِّ میں خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّى اللهُ

تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت سے شرفیاب ہوا۔ حضرت سیدِ ناصدِ بقی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم! یہی وہ شخص ہے۔“ حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: ”ابو الوفاء!“ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم! میری کنیت تو ابو العباس ہے۔

فرمایا: تم ابو الوفاء (یعنی وفادار) ہو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مگہ مکرمہ زاد کا اللہ شرفاً و تعظیماً میں اور وہ بھی خاص مسجد الحرام میں رکھ دیا! میں نے مگہ معظّمہ زاد کا اللہ شرفاً و تعظیماً میں 8 دن تک قیام کیا اس کے بعد میرے رُفقا کا قافلہ مگہ مکرمہ زاد کا اللہ شرفاً و تعظیماً پہنچا۔ (روض الریحان ص ۳۲۲) اللہ عزّوجلّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

غز دوں کو رضا مُردہ دیجے کہ ہے

بیکوں کا سہارا ہمارا نبی (حدائق بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۷﴾ حاضریں نے روضہ انور سے جوابِ سلام سنا

حضرت سیدنا شیخ ابونصر عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن ابوسعید صوفی کرفی علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ

تم کو تو غلاموں سے پہنچا ایسی مَجَّت

ہے تڑکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو! (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ
﴿۹﴾ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا مُحَمَّدُ هَاشِمُ التَّوَي

شیخ الاسلام حضرت سیدنا محمد و محمد ہاشم ھٹھوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی نے

جب مدینۃ الْمُنَوَّرَہ زادَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا میں روضہ انور پر حاضر ہو کر صلوة و

سلام عرض کیا تو پیارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کی آواز مبارکہ سنائی دی: ”وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا مُحَمَّدُ هَاشِمُ التَّوَي“

(انوارِ علمائے اہلسنت، سندھ ص ۷۱، ملخصاً) اللہ عَزَّوَجَلَّ کِی اُن پر رَحْمَتِ هُو

اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ هُو۔

اُمَیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اے مدینے کے تاجدار سلام اے غریبوں کے نمگسار سلام

تیری اک اک ادایہ اے پیارے سو دُرودیں فدا ہزار سلام (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۱۰﴾ قَبْرِ اَنوَرِ سَے دَسْتِ مُبَارَكِ نَکَلَا

حضرت سیدنا شیخ سید احمد کبیر رفاعی رَضَّہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ جب حج سے فارغ

ہو کر مدینۃ منورہ زادَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا روضہ انور پر حاضر ہوئے تو عربی میں دو

اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ﴿۱﴾..... دُورِی کِی حَالَتِ مِیْن، مِیْن اِیْطِی رُوْحِ کُو

خدمتِ اقدس میں بھیجا کرتا تھا تو وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارکہ کو چوما کرتی تھی

﴿۲﴾..... اور اب بدن کے ساتھ حاضر ہو کر ملنے کی باری آئی ہے تو اپنا دست مبارک دراز

فرمائیے تاکہ میرے ہونٹ اُس کو چومیں۔ جونہی اشعار ختم ہوئے دستِ انورِ قمرِ منور

سے باہر نکلا اور انہوں نے اُس کو چوما۔ (الْحَاوِی لِلْفَتَاوِی ج ۲ ص ۳۱۴)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقہ ہماری بے

حساب مغفرت ہو۔ اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

واہ کیا جُود و کرم ہے شہ بھگیا تیرا

”نہیں“ سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۱﴾ میں سرکارِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس آیا ہوں

حضرت سیدنا داؤد بن ابی صالح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: دو جہان

کے سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے آستانِ عرشِ نشان پر

ایک دن خلیفہ مروان حاضر ہوا، وہاں اُس نے ایک صاحبِ کو قمرِ منور پر مُنہ رکھے

ہوئے دیکھا تو اُس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا: جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ وہ ”ہاں

جاننا ہوں“ کہہ کر اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ محبوبِ باری صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے مشہور صحابی حضرت سیدنا ابویوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے۔

فرمایا: میں رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ باعظمت میں حاضر

مقام ابراہیم

حجرِ اسود

غار ثور

غار حرا

بیتِ اہل

محرابِ نبوی

منبرِ رسول

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد لمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعد

مسجد شیبین

ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے رسولِ اکرم ﷺ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دین پر اُس وقت نہ رُو وجب کہ اس کا والی ائیل (یعنی لائق) ہو لیکن اُس وقت ضرور رُو وجب کہ اُس کا والی نا ائیل (یعنی نالائق) ہو۔ (الْمُسْتَدْرَک ج ۵ ص ۷۲۰ حدیث ۸۶۱۸) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
عُشَاقِ رَوْضِ سَجْدے میں سُوئے حَرَمِ ٹھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد
﴿۱۲﴾ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھانا بھجوا یا

حضرت سیدنا امام ابو بکر بن مُقَرَّمِ عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں اور حضرت سیدنا امام طبرانی قَدِیْسُ سَدِّہُ الثُّوْرَانِی اور حضرت سیدنا ابوالشَّیْخ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ ہم تینوں مدینہ منورہ زَادَمَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا میں حاضر تھے، دو دن سے کھانا نہیں ملا تھا، بھوک سے بڑھال ہو چکے تھے۔ جب عشا کا وقت آیا تو میں نے روضہ پاک پر حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ”الْجُوع!“ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ”بھوک!“ میں نے اس کے سوا اور کچھ زبان سے نہ کہا اور لوٹ آیا، میں اور ابوالشَّیْخ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ

سو گئے اور طہرانی عَدِيسِ سَيِّدَةُ النُّورَانِ بیٹھے کسی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے، اتنے میں کسی نے ہمارے مکان پر دستک دی، ہم نے دروازہ کھولا تو ایک علوی صاحب اپنے دو ٹھلا موں کے ہمراہ تشریف لائے، دونوں کے پاس کھانے سے بھری ہوئی ایک ایک ٹوکری تھی، وہ علوی بُوْزُؤْگ کہنے لگے: شاید آپ صاحبان نے بارگاہ رسالت میں بھوک کی شکایت کی ہے کیونکہ میں خواب میں جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے شرفیاب ہوا، سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ حضرات کے بارے میں فرما رہے تھے: ”اِنْ کُوکْھَانَا کْھَلَاوْ۔“ بہر حال انہوں نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور جو کچھ بیچ گیا وہ ہمیں دے دیا اور تشریف لے گئے۔ (جَدْبُ الْقُلُوْبِ ص ۲۰۷، وفاء الوفا ج ۲ ص ۱۳۸۰) اللہُ عَزَّوَجَلَّ کِی اَنْ پَر رَحْمَتِ هُو اُوْر اَنْ کِی صَدَقَہِ هَمَارِی بَی حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اِمِیْنِ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں

سلطان وگدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں (وسائل بخشش ص ۳۳۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلِیِّ مَحْمَدٍ

﴿۱۳﴾ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھانا کھلایا

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ!

ہمارے بیٹھے بیٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے غلاموں پر

نظر کرم فرماتے، مصیبت میں پھنس جانے کی صورت میں امداد کو آتے اور بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اس ضمن میں ایک اور حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت سیدنا امام یوسف بن اسمعیل نبہانی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَيِّدَةُ الرَّبَّانِي نقل کرتے ہیں: حضرت سیدنا شیخ ابوالعباس احمد بن نفیس تُونِسِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: میں ایک بار مدینہ منورہ زَادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں سخت بھوک کے عالم میں سرکارِ عالی وقار، مکہ مدینے کے تاجدار، بیاضی پروردگارِ غیبوں پر خبردار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، یا رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں بھوکا ہوں۔ یکا یک آنکھ لگ گئی، دریں اثنا کسی نے جگادیا اور مجھے ساتھ چلنے کی دعوت دی، چنانچہ میں ان کے ساتھ ان کے گھر آیا، میزبان نے گھجوریں، گھی اور گندم کی روٹی پیش کر کے کہا: پیٹ بھر کر کھا لیجئے کیوں کہ مجھے میرے جدِ امجد، مکئی مدنی مُحَمَّد صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے آپ کی میزبانی کا حکم دیا ہے۔ آئندہ بھی جب کبھی بھوک محسوس ہو ہمارے پاس تشریف لایا کریں۔

(حُجَّةُ اللهِ عَلَى الْعَالَمِينَ ص ۵۷۳)

پیتے ہیں ترے در کا کھاتے ہیں ترے در کا

پانی ہے ترا پانی دانہ ہے ترا دانہ (سامانِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبُ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿۱۴﴾ سرکار نے درہم عطا فرمائے

حضرت سیدنا احمد بن محمد صوفی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِیْ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ میری سب کھال گل گئی۔ بالآخر میں مدینہ منورہ زادگان اللہ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوا اور میں نے غمزوں کے دلوں کے چین، سرور کوئین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہوں میں سلام عرض کیا اور سو گیا۔ خواب میں جناب رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت سے شرفیاب ہوا، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرما رہے تھے: ”احمد“ تو آ گیا، دیکھ تیرا کیا حال ہو گیا ہے! میں نے عرض کی: اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا ضَعِيفٌ يَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یعنی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ سرکارِ دو جہاں، مالکِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ہاتھ کھول!“ جب میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو اُس میں چند درہم تھے، جب آنکھ کھلی تو وہ درہم میرے ہاتھ میں موجود تھے، میں نے بازار سے جا کر روٹی اور فالودہ خرید کر کھایا۔ (جَذْبُ الْقُلُوبِ ص ۲۰۷، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۱۳۸۱) اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کِی اُن پَر رَحْمَتِ هُو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے

جس کو مرے سرکار سے ٹکرا نہ ملا ہو! (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۱۵﴾ سرکارِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ نے روشی عطا فرمائی

حضرت سیدنا ابنِ الجلاء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ

رَأَيْتُكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا مِثْلَ حَاضِرٍ هُوَ اَوْرِمْجْهُ بِرِوَايِكَ فَاقْتَرَعْتَهُ كَرَّرْتُ - سرکارِ نادر صَلَّی

الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اَنَا ضَيْفُكَ

يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ! یعنی ”یا رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ! میں آپ کا مہمان ہوں۔“ پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ والی دو جہان،

رَحْمَتِ عَالَمِيَانِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ نے خواب میں تشریف لاکر مجھے ایک

روئی عنایت فرمائی، میں خواب ہی میں کھانے لگا، ابھی آدھی کھائی تھی کہ آنکھ

گھل گئی، مزید آدھی ابھی میرے ہاتھ میں باقی تھی۔ (جَدْبُ الْقُلُوبِ ص ۲۰۷،

وفاء الوفاج ۲ ص ۱۳۸۰) اللهُ عَزَّوَجَلَّ كَيْ اَنْ پَر رَحْمَتِ هُو اَوْر اَنْ كَيْ

صَدَقَ هَمَارِي بِي حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اَمِيْن بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿ ۱۶ ﴾ جاگا تو آدھی روٹی ہاتھ میں تھی!

حضرت سیدنا ابوالخیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: میں پیارے پیارے آقا، مکے مدینے والے مصطفےٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مبارک شہر بیٹھے بیٹھے مدینے میں حاضر ہوا تو پانچ دن کے فاقے سے تھا، میں نے شہنشاہِ کونین صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مقدس بارگاہوں میں بھی سلام پیش کیا، پھر عرض کی: **أَنَا ضَيْفُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** یعنی ”یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں آپ کا مہمان ہوں۔“ اس کے بعد منبرِ منور کے پاس جا کر سو گیا، سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں دل کی آنکھیں کھل گئیں، کرم بالائے کرم ہو گیا اور میں خواب میں جناب رسالت مآب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دیدار سے شرفیاب ہوا، شیخینِ کریمین اور مولیٰ مشکل کُشاعلیٰ المُرْتَضَى عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان بھی ہمراہ تھے، مولا علی كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ نے مجھے ہلایا اور فرمایا: ”اُٹھو! محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے ہیں۔“ میں نے اُٹھ کر (خواب ہی خواب میں) حبیبِ ربِّ قیوم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نورانی پیشانی چوم لی۔ نبی رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی خواب ہی میں کھالی اور جب آنکھ کھلی تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ (شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق ص ۲۴۰) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت

ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

سرکارِ کھلاتے ہیں سرکارِ پلاتے ہیں

سلطان و گدا سب کو سرکارِ نبھاتے ہیں (وسائلِ بخشش ص ۳۳۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۱۷﴾ شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا

حضرت سیدنا ابو عمران موسیٰ بن محمد بسن زرقی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے

ہیں: میں مدینہ منورہ زَاكَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا میں حاضر تھا، مالی پریشانی کی فریاد

لیکر سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے مزار پر

انوار پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: يَا حَبِیْب، يَا رَسُولَ اللهِ! اَنَا فِي ضِيَاْفَةِ

اللهِ وَضِيَاْفَتِكَ. میں اللہ تعالیٰ اور آپ کی ضیافت (یعنی مہمانی) میں ہوں۔ نماز

عصر کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے مجھے اُوٹکھ آگئی، کیا دیکھتا ہوں کہ حجرہ مبارک کھل

گیا ہے اور اس میں سے تین حضرات باہر تشریف لائے ہیں، میں شہنشاہ

خیر الانام صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ سراپا عظیمت میں سلام پیش

کرنے کے لیے اٹھنے لگا تو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: بیٹھ جاؤ،

کیونکہ محی کریم، رَعُوْفٌ رَحِيْمٌ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ الشَّيْبِيْمِ حُجَّاجِ كِرَامٍ كُوْا سَلَامٌ، کا

تحفہ عنایت کرنا اور جو بے سرو سامان ہیں ان میں ”کھانا“ تقسیم فرمانا چاہتے

ہیں۔ میں نے کہا: ”میں بھی انہیں میں سے ہوں۔“ چنانچہ جب حبیبِ خدا، احمد

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعہ

مسجد شہین

مجتبے، محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو مُجَاج کو سلام ارشاد فرمایا: میں نے بھی مُصَافحہ اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حلوے کی مانند کوئی چیز میرے ہاتھ میں رکھ دی جو میں نے اُسی وقت منہ میں ڈال لی۔ جب آنکھ کھلی تو اُس کو نگننے کے لیے منہ چلا رہا تھا اور اُس چیز کا ذائقہ بھی منہ میں موجود تھا۔ جب باہر نکلا تو اللہ تَعَالَى نے مجھے ایسا شخص مہیا فرمادیا جس نے بلا اُجرت سُواری کا بندوبست کر دیا اور ایک شخص کی ذمے داری لگا دی جو مکہ مکرمہ زادِمَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا پہنچنے تک میری خدمت کرتا رہا۔ (شواہد الحق ص ۲۴۱ ملَخَصًا) اللہُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقہ ہماری بے حساب مَغفرت ہو۔

اَمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل تم پہ فدا جانِ حسن تم پہ فدا ہو (ذوق نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلِیِّ مُحَمَّد

﴿۱۸﴾ مانگو تو بڑی چیز مانگو

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں مدینہ طیبہ زادِمَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں

مقیم تھا، مجھے بھوک نے پریشان کیا تو مزارِ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی:

”یا رسولَ اللہ! الْجُوعُ! یعنی یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں

بھوکا ہوں، یہ عرض کرنے کے بعد میں حجرہ مبارکہ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ ایک سید صاحب میرے پاس تشریف لائے اور کہا: ”چلئے۔“ میں نے پوچھا: ”کہہ رہے؟“ جواب دیا: ”ہمارے گھر پر تاکہ آپ کچھ کھا پی لیں۔“ میں اُن کے ساتھ چل دیا، انہوں نے مجھے ٹریڈ کا ایک بہت بڑا پیالہ دیا جس میں گوشت اور زیتون شریف وافر (یعنی کثیر) مقدار میں تھا۔ میں نے خوب کھایا اور واپسی کا ارادہ کیا، انہوں نے فرمایا: ”مزید کھائیے۔“ میں نے تھوڑا اور کھالیا، جب واپس ہونے لگا تو انہوں نے نصیحت کے مدنی پھول میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: ”اے بھائی! ذرا سوچئے تو سہی! آپ حضرات کتنے دُور دراز علاقوں سے چلتے، جنگل و بیابان طے کرتے، سُمندر کو عبور کرتے ہو، اہل و عیال کو پیچھے چھوڑتے ہو اور پھر کہیں حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری سے مُشرَّف ہوتے ہو، مگر یہاں پہنچ کر آپ کا مُنتہائے مقصود (یعنی سب سے بڑا مقصد) یہی رہ جاتا ہے کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم روٹی کا ٹکڑا عطا کر دیجئے! اے میرے بھائی! اگر آپ نے جنت مانگی ہوتی، گناہوں کی مَغْفِرَت کا سُوال کیا ہوتا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضامندی کا مطالبہ کیا ہوتا یا اسی قسم کا کوئی عظیم مقصد و مَدعا ان کے حضور پیش کیا ہوتا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَرَکت سے وہ عظیم مقاصد بھی حاصل ہو جاتے۔“ (شواہد الحق ص ۲۴۰) اللہ

عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رَحْمَتِ ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب

مَغْفِرَتِ ہو۔ اَمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

سرکار میں نہ ”لا“ ہے نہ حاجت ”اگر“ کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ذہن میں رہے! سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے اپنی بھوک کی فریاد کرنے میں مَعَاذَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ کوئی

قُباحت (یعنی عیب) نہیں، بلکہ یہ بھی بہت بڑی سعادت ہے اور اس سلسلے میں مُتَعَدِّد

عُلَمَاءُ وَمُحَدِّثِیْنَ رَحِمَهُمُ اللهُ النَّبِیْنَ کی حکایات پیچھے گزریں۔ تاہم سپرِ صاحب کے مَدَنی

پھول بھی اپنی جگہ مدینہ مدینہ ہیں کہ جب بَعَطَانِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کُلِّ عَالَمِ کے سخی داتا،

مَلِکِیْنَ گنبدِ خضرا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے دربارِ گہر بار میں دامنِ پَسَارا ہے تو کم

کیوں مانگیں؟ آپ کی بارگاہ میں تو دنیا و آخرت کی بہت ساری بھلائیاں کا سوال

کرنا چاہئے۔ مال و جان کی حفاظت، دین و ایمان پر استقامت، میٹھے مدینے میں

عَافِیَّتِ کے ساتھ شہادت، بقیع شریف میں جائے ثُرْبَتِ، بے حساب مغفرت اور

جَنَّتِ الْفَرْدُوسِ میں خود ان ہی کا جو رحمت مانگ لینا چاہئے۔

مانگنے کا سُحُور دیتے ہیں جو بھی مانگو سُحُور دیتے ہیں

کم مانگ رہے ہیں نہ بوا مانگ رہے ہیں جیسا ہے غنی ویسی عطا مانگ رہے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿ ۱۹ ﴾ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نَعْمَ مَنِ مِیْنِ

دَعَا نَعْمَ مَغْفِرَتِ کَرَوَانِی

اسی طرح کسی بُوڑگ سے حُسنِ عقیدت اور بارگاہِ الہی میں ان کی مقبولیت ہونے کا حسن ظن قائم ہو تو اُن سے فقط دُنیوی حاجت پوری ہونے کی دُعا کی درخواست کرنے کے بجائے بے حساب مغفرت کی دُعا کا بھی کہنا چاہئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ کا بُوڑگوں سے صِرْف دُعا نَعْمَ مَغْفِرَتِ کَرَوَانِی کا مَعْمُول تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: (پہلی بار حاضریِ مدینہ کے موقع پر جب مٹی شریف کی مسجد میں سے سب لوگ چلے گئے) تو مسجد کے اندرونی حصے میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رُو و وظیفہ میں مصروف ہیں، میں صَحْنِ مسجد میں دروازے کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا۔ یکا یک ایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔ فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی: ”اَهْلُ اللهِ كَلْبٌ جِیسے شہد کی مکھی بولتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔“ (المستدرک ج ۲ ص ۱۸۰ حدیث ۱۸۹۸) میں وظیفہ چھوڑ کر اُن کی طرف چلا کہ ان سے دُعا نَعْمَ مَغْفِرَتِ کَرَوَانِی، کبھی میں کسی بُوڑگ کے پاس بِحَمْدِ اللهِ تَعَالَى دنیوی حاجت لے کر نہ گیا، جب (بھی) گیا اسی خیال سے کہ ان سے دُعا نَعْمَ مَغْفِرَتِ کَرَوَانِی گا۔ غرض وہی قدم اُن کی طرف چلا تھا کہ اُن بُوڑگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا: ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰخِیْ هٰذَا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰخِیْ هٰذَا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰخِیْ هٰذَا“ (اے اللہ میرے اس بھائی کو بخش دے، اے اللہ

میرے اس بھائی کی مغفرت فرما، اے اللہ میرے اس بھائی کو معاف فرما۔) میں نے سمجھ لیا کہ فرماتے ہیں ”ہم نے تیرا کام کر دیا اب تو ہمارے کام میں مُخْلِ (رکاوٹ) نہ ہو۔“ میں ویسے ہی لوٹ آیا۔
(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۴۹۰)

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا، انتخاب ہوں (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۲۰﴾ تم زیارت کو نہ آئے تو ہم آگئے

حضرت سیدنا ابو الحسن بنان الحَمَل علیہ رحمة اللہ الجلال فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ زادگانِ شرفاً و تعظیماً میں ایک بزرگ تھے جو ”ابن ثابت“ کے نام سے مشہور تھے، وہ سن 60 سال تک ہر سال فقط شاہِ خیر الانام صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ زادگانِ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوتے رہے۔ ایک سال کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو ایک دن انہوں نے اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے کچھ غنموں کی حالت میں تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرما رہے تھے: ”ابن ثابت!

تم ہماری زیارت کو نہ آئے تو ہم آگئے۔“ (الْحَاوِی لِلْفَتَاوِی ج ۲ ص ۳۱۶)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَيْ أَنْ يَرْحَمْتَ هُوَ وَأَنْ كَيْ هَمَارِي بِي حَسَاب

مغفرت ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آ گیا

گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿۲۱﴾ ہم نے تمہارا عُذْر قبول کر لیا ہے

حضرت سیدنا ابوالفضل محمد بن نَعِيْم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: حضرت

سیدنا محمد بن یَعْلَى كِنَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ الْتُّورَانِي كَثُرَتْ سَعْيِي رَحْمَتًا، شَفَعْتُ اُمَّتَ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي مُقَدَّسِ ثُرْبَتِ كِي زِيَارَتِ كِيَا كَرْتِي تَحْتِي، نِيْزَا كَثُرَ خَوَابِ

مِيْلِي جَنَابِ رِسَالَتِ مَآبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي دِيْدَارِ فَيْضِ اَآثَارِ سِي بَحِي

شُرْفِيَابِ هُوْتِي تَحْتِي۔ اِيْكِي دِنِ دَرْبَارِ حَبِيْبِ كِي حَاضِرِي كِي اَرَادِي سِي نَكَلِي لِيْكِي

پَاؤِي مِيْلِي چُوْطِ لَگْنِي كِي سَبَبِ سَفَرِ مَدِيْنِي جَارِي نِي رُكْهِ سَكِي۔ اَبِي رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نِي

اِيْكِي رُفْعَةِ لَكْهِ كَر كِي حَاجِي كُو دِيَا و فرمایا: ”مَدِيْنَتُهُ مَنُوْرَةٌ زَاذَحَا اللهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيْمًا مِيْلِي مَزَارِ

فَانْفُضِ الْاِنْوَارِ كِي قَرِيْبِ مِيْرَا يِي رُفْعَةَ رُكْهِ كَر عَرْضِ كَرْنَا: ”يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! كِنَانِي مَعِ السَّلَامِ مُلْتَمِسِي هِي كِي اَبِي صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

جَانْتِي هِي كِي كِنَانِي كِي حَاضِرِي مِيْلِي كِيَا چِيْزُ رُكَاوْطِ بَنِي هِي!“ اُس شَخْصِ نِي اِيْسَا هِي

كِيَا۔ حضرت سیدنا كِنَانِي قُدِّسَ سِرُّهُ الْتُّورَانِي كِي خَوَابِ مِيْلِي جَنَابِ رِسَالَتِ مَآبِ صَلَّى

الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نِي تَشْرِيفِ لَا كَر اَرشَادِ فَرْمَا يَا: ”اِي كِنَانِي! تَمَهَارَا خَطُّ پَهْنُجِ

گیا ہے اور ہم نے تمہارا عذر بھی قبول کر لیا ہے۔“ (الروض الفائق ص ۳۰۶)

پاس والے یہ راز کیا جانیں
دور سے بھی سلام ہوتا ہے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿۲۲﴾ بیٹا قید سے رہا ہو گیا

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ بن محمد اُردوی اَنْدَلُسِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي

فرماتے ہیں کہ اَنْدَلُس میں رومیوں نے ایک عاشقِ رسول کے فرزند کو قید

کر لیا۔ وہ صاحبِ بارگاہِ رسالت مآب میں فریاد کے ارادے سے سُوئے مدینہ روانہ

ہو گئے۔ سرِ راہ بعض شناساؤں (یعنی جاننے والوں) سے ملاقات ہوئی، بر سبیل

تذکرہ اُن صاحبان نے کہا: پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے تو گھر بیٹھے

بھی استغاثہ (یعنی فریاد) کی جاسکتی ہے، اس مقصد کیلئے حاضری ہی ضروری نہیں، لیکن

انہوں نے سفرِ مدینہ جاری رکھا۔ مدینہ منورہ زَادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا پہنچ کر بارگاہِ

رسالت میں حاضری سے مُشرف ہوئے اور بعدِ سلام اپنا مُدَّ عَاغِض کیا۔ کرم نے

یاوری کی، رات خواب میں سرورِ کائنات صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے زیارتِ بخشی

اور ارشاد فرمایا: ”اپنے شہر پہنچو، تمہارا مقصد پورا ہو چکا ہے۔“ جب وہ اپنے وطن پہنچے

تو ان کا فرزند دل بند (یعنی پیارا بیٹا) سچ مُج گھر آ چکا تھا، استفسار پر بیٹے نے

بتایا: قلاں رات مجھ سمیت بہت سارے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے اچانک رہائی

نصیب ہوگئی! جب عاشقِ رسول نے حساب لگایا تو یہ وہی رات تھی جس میں خواب کے اندر بشارت ملی تھی۔ (شواہد الحق ص ۲۲۵) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مٹتے ہیں جہاں بھر کے آلام مدینے میں بگڑے ہوئے بنتے ہیں سب کام مدینے میں آقا کی عنایت ہے ہر کام مدینے میں جاتا نہیں کوئی بھی ناکام مدینے میں (ماہنامہ بخشش ص ۴۰۱)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۲۳﴾ **غَيْبِ دَانَ آقَانِے خَوَابِ مِيں بَارَشِ كِي بِشَارَتِ دِي**

حضرت سیدنا امام بخاری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِي کے محترم استاد حضرت امام ابن ابی شیبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں قُط سالی ہوئی، ایک صاحبِ حضور انور، محبوب رب اکبر صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ! اپنی امت کیلئے بارش طلب فرمائیے، کہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔“ جناب رسالت مآب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اُن صاحب کے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور ان کو خبر دو کہ بارش ہوگی۔ (مُصَنَّفِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ج ۷ ص ۴۸۲ حدیث ۳۵ مختصرآ، فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۹۵) وہ صاحب صحابی رسول حضرت سیدنا بلال

بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۴۳۰ تحت الحدیث ۱۰۱۰)
 حضرت سیدنا امام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ الثورانی نے فرمایا: یہ روایت امام ابن
 ابی شیبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نے صحیح اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔ (ایضاً) اللهُ عَزَّوَجَلَّ
 کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت
 ہو۔
 اَمِيْن بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت

بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے (حدائق بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿۲۴﴾ کُنُوْنِيْنَ سِے رِهَانِي دِلَوَانِي

حضرت سیدنا احمد بن محمد سلّوا وی علیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ایک

بار جب میں سفر پر روانہ ہونے لگا تو سرکارِ نامدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے

مزار پر انوار پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: يَا سَيِّدَ الْكُوْنِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

وَسَلِّمْ! دَوْرَانِ سَفْرِ مِيْرَا صَحْرَا وَبِيَابَانَ سِے گزر ہوگا، جب کوئی مُصِيْبَتِ دَرِپِش

ہوئی تو اللهُ عَزَّوَجَلَّ سِے دُعا کروں گا اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا وسیلہ

اِخْتِيَارِ كَرُوں گا۔ ‘شَيْخِيْنَ كُوْنِيْمِيْنَ حَضْرَاتِ سَيِّدِيْنَا اَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُؤُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی اسی طرح عرض کی۔ ہفتہ بھر جنگل و بیابان میں

سفر کرتا رہا، اسی دَوْرَانِ اِیْکِ كُوْنُوْمِيْنَ كِے اَنْدَرِگَرِگِيَا، اُس ميں كَافِي پَانِي تَهَا،

مقامِ ابراہیم

حجرِ اسود

غارِ ثور

غارِ حرا

جبلِ احد

محرابِ نبوی

منبرِ رسول

مسجدِ خیف

مسجدِ جن

مسجدِ جبرائیل

مسجدِ نمرہ

مسجدِ غمامہ

مسجدِ جمعہ

مسجدِ شیعین

چاشت سے لے کر عصر کے بعد تک کُنوئیں میں غوطے کھاتا رہا، موت سر پر منڈلا رہی تھی کہ اتنے میں بارگاہِ رحمتِ کونین اور شیخینِ کریمین سے رخصت ہوتے وقت جو کچھ عرض کیا تھا، یاد آ گیا چنانچہ میں نے عرض کی:

”یا حبیبی! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری التجا قبول کرتے ہوئے میری دُشٹ گیری فرمائیے۔“ اور اسی طرح حضراتِ شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے درخواست کی، دیکھتے ہی دیکھتے کسی نے مجھے کُنوئیں کی تہ سے اٹھا کر منڈیر پر بٹھا دیا! یوں میں محبوبِ ربِّ العبادِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوٰةِ وَالسَّلَامِ کی امداد سے موت کے منہ سے باہر نکل آیا۔ (شواہد الحق ص ۲۳۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

فریاد اُمّتی جو کرے حال زار میں

ممکن نہیں کہ خیر بئثر کو خبر نہ ہو (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

مشہور عاشقانِ رسولؐ کی ۱۲ حکایات

﴿۲۵﴾ مدینہ میں ننگے پاؤں

کر وڑوں مالکیوں کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ

زبردست عاشقِ رسول تھے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ مَدِينَةُ پاك زادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا كِي
گلیوں میں ننگے پیر چلا کرتے تھے۔ (الطبقات الكبریٰ للشَّعْرَانِي الجزء الاول ص ۷۶)

﴿۲۶﴾ ہر رات دیدارِ سرورِ کائنات

حضرت سیدِ نامثنیٰ بن سعید علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْمَجِيدِ كَا بَيَانِ هِيَ:
حضرت سیدنا امام مالک عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ فرماتے تھے، کوئی رات ایسی نہیں
گزری میں نے جس میں تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي زِيَارَتِ
نہ كِي هُو۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۴۶)

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دڑدا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں (حدائق بخشش شریف)
صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّد

﴿۲۷﴾ مدینے میں سواری سے پرہیز

حضرت سیدنا امام شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي فرماتے ہیں: میں نے
مَدِينَةُ مَنْوَرَه زادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں حضرت سیدنا امام مالک عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ
الْخَالِقِ كے دروازے پر خراسان یا مضر كے گھوڑے بندھے دیکھے جو آپ رَحْمَةُ اللهِ
تَعَالَى عَلَيْهِ كُو بطورِ ہدیہ (GIFT) پیش كئے گئے تھے، اس قدر اعلیٰ گھوڑے میں
نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ چنانچہ، میں نے عرض كی: ”یہ گھوڑے کتنے عمدہ ہیں!“
فرمایا: ”میں یہ سب آپ كو تحفے میں دیتا ہوں۔“ میں نے عرض كی: ”ایک گھوڑا

اپنے لئے تو رکھ لیجئے۔“ فرمایا: ”مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ اُس مبارک زمین کو اپنے گھوڑے کے قدموں تلے روندوں جس میں اُس کے پیارے پیسمر، بی بی آمنہ کے دلبر، مدینے کے تاجور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم موجود ہیں یعنی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کا روضہ نور ہے۔“

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۸، الروض الفائق ص ۲۱۷)

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
 او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے (حدائق بخشش شریف)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۲۸﴾ ذِکْرِ نَبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وقت رنگ بدل جاتا
 حضرت سَیِّدُ نَامُضْعَبِ بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ
 حضرت سَیِّدُ نَامَامِ مالِکِ عَلَیْہِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ کے عشقِ رسول کا عالم یہ تھا کہ جب اُن
 کے سامنے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکْر کیا جاتا تو اُن کے چہرے کا
 رنگ بدل جاتا اور وہ ذِکْرِ مِصْطَفٰی کی تعظیم کے لئے خوب جھک جاتے۔ ایک دن آپ
 رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ”اگر تم وہ دیکھتے جو میں
 دیکھتا ہوں تو اس بارے میں سوال نہ کرتے۔“ (الشفاء ج ۲، ص ۴۱-۴۲)

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فُزوں کرے خدا
 جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں (حدائق بخشش شریف)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۲۹﴾ درسِ حدیثِ پاک کا انداز

حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ (نے 17 برس کی عمر میں درسِ حدیث دینا شروع کیا) جب احادیثِ مبارکہ سنائی ہوتی (تو غسل کرتے)، چوکی (مسند) بچھائی جاتی اور آپ عمدہ لباس زیب تن فرما کر خوشبو لگا کر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لا کر اُس پر باادب بیٹھتے (درسِ حدیث کے دوران کبھی پہلو نہ بدلتے) اور جب تک اُس مجلس میں حدیثیں پڑھی جاتیں انگیٹھی میں غو دو لو بان سلگتا رہتا۔ (بُشْتَانُ الْمُحَدِّثِينَ ص ۱۹، ۲۰)

عنبر زمیں عنبر ہوا مُشک تر عُبَار!

ادنیٰ سی یہ شائخِ تری رہ گزر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۳۰﴾ پچھو نے 16 ڈنک مارے مگر درسِ حدیث جاری رکھا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو عبد اللہ امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ درسِ حدیث دے رہے تھے کہ پچھو نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ کو 16 مرتبہ ڈنک مارے۔ درد کی شدت سے چہرہ مبارک زرد (یعنی پیلا) پڑ گیا مگر درسِ حدیث جاری رکھا۔ (اور پہلو تک نہ بدلا) جب درس ختم ہوا اور لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کی: اے ابو عبد اللہ! آج میں نے آپ میں ایک عجیب بات دیکھی! آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ

نے فرمایا: ہاں! مگر میں نے حدیثِ رسولِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کی بنا پر صبر کیا۔
(الشفاء ج ۲ ص ۴۶)

ایسا گما دے اُن کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو (حدائقِ بخشش شریف)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد
﴿۳۱﴾ احادیث کے اوراقِ پانی میں ڈال دیئے مگر۔۔۔۔۔

عاشقِ مدینہ حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْخَالِقِ نے فرمائی حدیث کی باقاعدہ مرتب کتاب سب سے پہلے مَدَوْن (یعنی مُرْتَب) فرمائی جو کہ مُوَطَّأ امام مالک کے نام سے مشہور ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ خُلُوص کے پیکر تھے۔ چنانچہ حضرت سیدنا شیخ محمد عبدالباقی زَرَقَانِی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ نقل کرتے ہیں: امام مالک جب ”مُوَطَّأ“ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا اِخْلَاص ثابت کرنے کے لیے مُوَطَّأ کے مُسَوَّدے کے تمام اوراق (papers) پانی میں ڈال دیئے اور فرمایا: ”اگر ان میں سے ایک وَرَق بھی بھیک گیا تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔“ لیکن یہ حضرت امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْخَالِقِ کی صِدْق نیت اور اِخْلَاص کا ثمرہ تھا کہ ایک وَرَق بھی نہ بھیکا۔ (شرح الزرقانی علی الموطأ، ج ۱ ص ۳۶ ملخصاً)

بنادے مجھ کو الہی خُلُوص کا پیکر
قریب آئے نہ میرے کبھی ریا یارت (وسائلِ بخشش ص ۹۳)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۳۲﴾ عشقِ رسول میں رونے والے محدث کی قدر دانی

حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَالِقِ سے کسی نے (آپ کے
استاذِ محترم) حضرت سیدنا ابوب سَخْتِیَانِی قُدْسٌ سَلَامٌ اللہ دانی کے بارے میں پوچھا
تو فرمایا: میں جن حضرات سے احادیثِ مبارکہ روایت کرتا ہوں وہ اُن سب
میں افضل ہیں، میں نے انہیں دو مرتبہ سفرِ حج میں دیکھا کہ جب ان کے سامنے
نبی کریم، رَأَوْهُ وَرَحِمَ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ کا ذکر انور ہوتا تو وہ اتنا
روتے کہ مجھے ان پر رحم آنے لگتا۔ جب میں نے تعظیمِ مصطفیٰ اور عشقِ رسول کا یہ عالم
دیکھا تو متاثر ہو کر ان سے حدیث روایت کرنا شروع کی۔ (الشفاء ج ۲ ص ۴۱)

یادِ نبوی پاک میں روئے جو عمر بھر
مولیٰ مجھے تلاش اسی چشمِ تری کی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۳۳﴾ خاکِ مدینہ کی توہین کرنے والے کیلئے سزا

حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَالِقِ کے سامنے کسی نے یہ کہہ دیا
کہ ”مدینے کی مٹی خراب ہے“ یہ سن کر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے فتویٰ دیا کہ اس
گستاخ کو تیس دُرّے لگائے جائیں اور قید میں ڈال دیا جائے۔ (ایضاً ص ۵۷)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدمِ سیدِ عالم

اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۳۴﴾ قَضَائے حَاجَتِ كے لئے حَرَم سے باہر جَایا كرتے

حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ نے تعظیمِ خاکِ مدینہ کی خاطر مدینہ منورہ زَادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں کبھی بھی قَضَائے حَاجَتِ نہیں کی،

اس کیلئے ہمیشہ حَرَمِ مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتہ حالتِ مَرَض میں مجبور تھے۔
(بستان المحدثین ص ۱۹)

اے خاکِ مدینہ تُو ہی بتا کس طرح پاؤں رکھوں یہاں

تُو خاکِ پا سرکار کی ہے آنکھوں سے لگائی جاتی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۳۵﴾ مَسْجِدِ نَبَوِی میں آواز دھیمی رکھو

حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ سے مَسْجِدِ النَّبَوِیِّ

الشَّرِیْفِ عَلَی صَاحِبِهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ میں گفتگو کے دَوْرانِ خَلِیْفَةُ الْوَجْهَرِ نے آواز

بلند کی تو اُس سے فرمایا: اے خَلِیْفَةُ! اِس مَسْجِدِ میں آواز بلند مت کرو، اللهُ تَعَالَى

نے بارگاہِ رسالت میں آوازیں دھیمی رکھنے والوں کی مَدْح (یعنی تعریف) فرمائی

ہے، چنانچہ پارہ 26 سورَةُ الْحُجُرَاتِ کی تیسری آیتِ مَبَارَكَة میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَعْضُونَ أَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ
امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى ط
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝^۲

ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو اپنی
آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ
کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے
پرہیزگاری کے لئے پڑکھ لیا ہے ان کے
(پ ۲۶، الحجرات: ۳) لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

جبکہ آوازیں بلند کرنے والوں کی ان الفاظ میں مَدَّتْ بیان فرمائی
ہے، چنانچہ اسی سورۃ کی چوتھی آیتِ کریمہ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَبْأَدُونَكَ مِنْ
وَسَاءِ الصَّجَرَاتِ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُونَ ۝^۴

ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ جو تمہیں
جُڑوں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں
اکثر بے عقل ہیں۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۴)

تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عِزَّت و حُرْمَت یقیناً آج
بھی اُسی طرح ہے جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھی۔ امام مالک عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ
الْحَالِقِينَ کی اس گفتگو سے ابو جعفر خاموش ہو گیا۔ (الشفاء ج ۲ ص ۴۱)

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿۳۶﴾ روضہ رسول کی طرف منہ کر کے دُعا مانگو

حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْخَالِقِ سے خلیفہ ابو جعفر منصور نے دریافت کیا کہ میں (روضہ انور پر حاضری کے موقع پر) قبلے کی طرف منہ کر کے دُعا مانگوں یا نبی اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی طرف رُخ رکھوں؟ حضرت سیدنا امام مالک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْخَالِقِ نے فرمایا: نبی پاک صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے تم کیونکر منہ پھیر سکتے ہو؟ حضور تاجدارِ رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تو بروز قیامت اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہارے اور تمہارے والدِ گرامی حضرت سیدنا آدم صَفِيُّ اللَّهِ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کیلئے بھی وسیلہ ہیں، تم نوحِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہی کی طرف منہ کر کے شفاعت کی بھیک مانگو، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت ضرور قبول فرمائے گا، اللہ ربُّ العباد عَزَّ وَجَلَّ خود ہی ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بیعت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ ۵، النساء: ۶۴)

(الشفاء ج ۲ ص ۴۱)

مُجْرِمِ بِلَاءِ آءِ هِيَ "جَاءُ وُكَّ" ہے گواہ
 پھر رَد ہو کب یہ شان کریوں کے دَر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)
 صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ
 ﴿۳۷﴾ جس سے ہو سکے وہ مدینہ شریف میں مرے

حضرت سَيِّدُنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے،

فرماتے ہیں کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ
 اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا
 یعنی جو مدینے میں مر سکے وہ وہیں مرے کیونکہ میں مدینے میں مرنے والوں کی شفاعت
 کروں گا۔" (ترمذی ج ۵ ص ۴۸۳ حدیث ۴۳۹۳)

مُقَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمَانِ فرماتے
 ہیں: ظاہر یہ ہے کہ یہ بشارات اور ہدایت سارے مسلمانوں کو ہے نہ کہ صرف
 مہاجرین کو یعنی جس مسلمان کی نیت مدینہ پاک میں مرنے کی ہو وہ کوشش بھی وہاں
 ہی مرنے کی کرے کہ خدا (عَزَّ وَجَلَّ) نصیب کرے تو وہاں ہی قیام کرے خصوصاً
 بڑھاپے میں اور بلا ضرورت مدینہ پاک سے باہر نہ جائے کہ موت و دفن وہاں کا ہی
 نصیب ہو، حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دعا کرتے تھے کہ "مولا! مجھے اپنے محبوب کے
 شہر میں شہادت کی موت دے۔" آپ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ سُبْحَانَ اللهِ! فجر کی
 نماز، مسجد نبوی، محرابِ نبی، مُصَلِّيِ نَبِيٍّ اور وہاں شہادت۔ میں نے بعض لوگوں کو

دیکھا کہ تیس چالیس سال سے مدینہ منورہ میں ہیں، حد و مدینہ بلکہ شہر مدینہ سے بھی باہر نہیں جاتے اسی خطرے سے کہ موت باہر نہ آجائے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی دستور رہا۔
(مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۲۲۲)

﴿۳۸﴾ مدینے میں وفات، بوقتِ رخصت نیکی کی دعوت

سیدنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق کی وفات 179ھ کے ماہِ صفرِ المظفرِ یاربیع الاول شریف کی 10 یا 11 یا 14 تاریخ کو مدینہ منورہ زادگاہ اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہوئی اور جنّت البقیع میں دفن ہوئے۔ بوقتِ رحلت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیکی کی دعوت دی۔ سیدنا یحییٰ بن یحییٰ مضموی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: سیدنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ربیعہ نے فرمایا: ”میرے نزدیک کسی شخص کو نماز کے مسائل بتانا روئے زمین کی تمام دولت صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سوچ کرنے سے افضل ہے۔“
نیز سیدنا ابن شہاب زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے فرمایا: ”میرے نزدیک کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو عزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔“
سیدنا یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: اس گفتگو کے بعد سیدنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ (تذکار الحدیث ص ۳۸، ۳۹) اللہ عزوجل کسی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

امین بجا النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
 سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے (حدائق بخشش شریف)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
﴿۳۹﴾ محبوب کو منانے کے نرالے انداز

کسی نے محمود غزنوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی کو حاضریِ مدینہ منورہ زَادَا اللہُ شَرَفَا
 وَتَعْظِیْمًا کے دوران مسجد النبی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں
 فقیرانہ لباس پہنے، کندھے پر مشکیزہ اٹھائے زائرین حرم کو پانی پلاتے دیکھ کر کہا:
 کیا آپ غزنی کے شہنشاہ نہیں؟ یہ کیا حال بنا رکھا ہے! جواب دیا: میں شہنشاہ
 ہوں مگر غزنی میں، اس دربار میں تو شہنشاہ بھی فقیر و گدا ہوتے ہیں۔ پوچھنے
 والے کو یہ دیوانگی بھرا جواب بہت ہی پیارا لگا۔ کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ
 مضر کا شہنشاہ شاہی گرو فرور رعب داب کے ساتھ چلا آ رہا ہے، اُس شخص نے
 بڑھ کر کہا: آپ نے اتنی بڑی جسارت کی! مدینہ منورہ زَادَا اللہُ شَرَفَا وَتَعْظِیْمًا کی
 حاضری اور یہ شاہی دہدہ! جو جواب مضر کی شہنشاہ نے دیا وہ بھی سنہری حروف
 سے لکھنے کے قابل ہے۔ شاہ مضر بولا: اے سوال کرنے والے! یہ بتاؤ یہ
 بادشاہی کس ہستی نے عطا کی؟ یقیناً مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 نے ہی عنایت فرمائی ہے۔ لہذا شاہی تاج و لباس کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ
 دینے والا اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھ لے۔ (بارہ تقریریں ص ۲۰۴ بِتَغْیْرِ)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقہ ہماری بے

حساب مغفرت ہو۔ اَمِین بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تری گلی میں

دنیا تری گلی میں غنّی تری گلی میں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۴۰﴾ اَذَانِ بِلَال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشق بے مثال حضرت سیدنا بلال رضی

الله تعالیٰ عنہ کا نام زبان پر آتا ہے تو بے ساختہ ایک سر تا پا عاشق رسول کا تصوّر

قائم ہو جاتا ہے ایمان لانے اور غلامی سے آزادی پانے کے بعد عاشق بے مثال

حضرت سیدنا بلال رضی الله تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے حسین ایام سرکارِ عالی

وقار، مدینے کے تاجدارِ صلی الله تعالیٰ علیہ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں گزارے لیکن

وصالِ ظاہری کے بعد حجّ رسول کی تاب نہ لا کر مدینہ منورہ ذَاکُمَا اللهُ شَرَفًا تَعَبًا

سے ہجرت کر کے ملکِ شام کے علاقے ”ذاریّا“ میں سکونت اختیار فرمائی۔ کچھ

عرصہ گزرنے کے بعد ایک رات خواب میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدارِ صلی الله

تعالیٰ علیہ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کے ویدارِ فیض آثار سے مُشرف ہوئے، لہجائے مبارکہ کو

جنّش ہوئی، رحمت و محبت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب

پائے: ”مَا هَذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَال! اَمَّا اَنْ لَكَ اَنْ تَزُوْرُنِي يَا بِلَال! یعنی

اے بلال! یہ کیا جفا ہے! کیا ابھی وہ وقت نہ آیا کہ تم میری زیارت کیلئے حاضری دو۔“ عاشق بے مثال حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوتے ہی حکم سرکار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تعمیل میں مدینہ منورہ زادِ کمالِ شرفاً و تعظیماً کی جانب روانہ ہو گئے اور سفر کرتے ہوئے مرکزِ عشاق دیارِ مدینہ کی نورانی اور پرکیرف فضاؤں میں داخل ہو گئے، بے تابانہ مدنی سرکار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے، ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور اپنا چہرہ مزارِ پاک کی مبارک خاک پر مس کرنے لگے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد کی خبر سن کر گلشنِ رسالت کے دونوں مہکتے پھول سیدنا حسنین کریمین (یعنی حضرات سیدنا حسن و حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف لے آئے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے ساختہ دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لپیٹ لیا اور پیار کرنے لگے۔ شہزادوں نے فرمائش کی: اے بلال! ہمیں ایک بار پھر وہ اذان سنا دیجئے جو آپ نانا جان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی حیاتِ ظاہری میں دیا کرتے تھے۔ اب انکار کی گنجائش کہاں تھی! چنانچہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد النبی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی چھت پر اُس حصے میں تشریف لے گئے جہاں وہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی حیات

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعد

مسجد شیبین

مقام ابراہیم

حجرِ اسود

غار ثور

غار حرا

جبل احد

مغار نبوی

مبارک رسول

ظاہری میں اذان دیا کرتے تھے۔ جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“ سے اذان کا آغاز فرمایا تو مدینہ منورہ زادگان اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہلکی مچ گئی اور لوگ بے تاب ہو گئے، جب ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے کلمات کہے تو ہر طرف آہ و بکا کا شور برپا ہو گیا، پھر جب اس لفظ پر پہنچے: ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ تو لوگ بے تابانہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے: کیا سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مزار پر انوار سے باہر تشریف لے آئے ہیں؟ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد مدینہ منورہ زادگان اللہ شرفاً و تعظیماً میں اُس دن سے زیادہ کبھی گریہ و زاری نہیں ہوئی۔ اس واقعے کے بعد عاشق بے مثال حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تادمِ حیات سال میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ زادگان اللہ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوتے اور اذان دیا کرتے تھے۔

(تاریخ دمشق ج ۷ ص ۱۳۷ و فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج ۱۰ ص ۷۲۰ ملخصاً)

جاہ و جلال دو نہ ہی مال و منال دو

سوِ بلال بس مری جھولی میں ڈال دو (وسائل بخشش ص ۲۹۰)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

﴿ ۴۱ ﴾ غُرْنَاطُ كَامَايُوسُ الْعِلَاجُ مَرِيضٍ

ابو محمد اشبیلی اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ غُرْنَاطُ میں ایک

ایسے بیمار کے ہاں ٹھہرے جو طبیعوں کی طرف سے لاعلاج قرار دیا جا چکا تھا۔

اُس بیمار کے ایک خادم ابن ابی نِصَال نے سرکارِ عالم مدار، مدینے کے تاجدار
 صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دربارِ گوہرِ بار میں عریضہ لکھا جس میں اس نے اپنے
 آقا کی بیماری کا ذکر کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ اسے شفا نصیب ہو۔ ابو محمد
 فرماتے ہیں: وہ عریضہ لئے ایک زائرِ مدینہ غرناطہ سے مدینہ منورہ زادکَا اللهُ شَرَفًا
 وَتَعْظِيمًا حَاضِر ہوا، اُس نے جوں ہی یہ خط دربارِ رسالت میں پڑھا بیمار کو غرناطہ میں
 شفا مل گئی۔

(وفاء الوفا، ج ۲، ص ۱۳۸، ملخصاً)

فَقَطْ أَمْرَاضِ جِسْمَانِي كِي هِي كَرْتَا نَهِيں فَرِيَادِ

گناہوں کے مرض سے بھی شفا دو یا رسول اللہ (وسائلِ بخشش ص ۵۵)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ
 ﴿٤٢﴾ زَمِ زَمِ كَا بَا كَامَالِ سَاتِي

شیخ ابوالبراء تیم و زَادَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْجَوَادِ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ

حج و زیارت کی سعادت پائی، زَادَ وَقَالَہ کی قَلَّت (یعنی اخراجات کی کمی) کے سبب

قافلے والے مدینہ منورہ زادکَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں مجھے اکیلا چھوڑ کر روانہ ہو

گئے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر فریاد کی: ”یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میرے رُفُقًا مجھے تنہا چھوڑ کر جا چکے ہیں۔“ جب سویا تو خواب

میں جنابِ رسالت مآب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت سے شرفیاب

ہوا، آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”مکہ شریف جاؤ، وہاں ایک

شخص زمزم کے کنوئیں پر پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہا ہوگا، اُس سے کہنا، رسول اللہ (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) نے حکم دیا ہے کہ مجھے میرے گھر تک پہنچا دو۔“ میں حسبِ ارشادِ مکہ مکرمہ زادِ اَللّٰهُ شَرِفاً وَتَعْظِيماً پہنچا اور زمزم شریف کے کنوئیں پر گیا، جہاں ایک شخص پانی کھینچ رہا تھا، اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں، وہ کہنے لگا: ”ٹھہرو! میں ذرا لوگوں کو پانی پلا لوں۔“ جب وہ فارغ ہوا تو رات ہو چکی تھی۔ اُس نے کہا: ”بیٹا اللہ شریف کا طواف کر لو پھر میرے ساتھ مکہ مکرمہ زادِ اَللّٰهُ شَرِفاً وَتَعْظِيماً کے بالائی (یعنی اونچائی والے) حصے کی طرف چلو۔“ چنانچہ میں طواف سے مُتَرَف ہونے کے بعد اس کے ساتھ اس کے قدم بقدم چل پڑا۔ جب صُبحِ قریب ہوئی تو میں نے خود کو ایسی وادی میں پایا جس میں بےت گھنے درخت اور پانی کے چشمے تھے، میں نے سوچا یہ وادی تو میری وادی ”شَفَاوہ“ جیسی لگتی ہے۔ جب اچھی طرح سَیِّدۃ سَحْر (یعنی فجر کا اُجالا) نُمُو دار ہوا اور میں نے غور سے دیکھا تو واقعی وہ وادی ”شَفَاوہ“ ہی تھی۔ میں خوشی خوشی اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچا اور اپنے مکان پہنچنے کی داستانِ کرامت نشانِ سنا کر سب کو وَطْطِ حیرت میں ڈال دیا! لوگوں نے میرے قافلے کے مُتَعَلِّقِ دریافت کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ تو مجھے مُفَلِّس و نادار سمجھ کر مدینہ منورہ زادِ اَللّٰهُ شَرِفاً وَتَعْظِيماً میں اکیلا چھوڑ کر سُوئے وطن روانہ ہو گئے تھے۔ کچھ لوگوں نے میری بات کو

دُرست تسلیم کیا اور بعض نے مجھے جھٹلایا، چند ماہ گزرے تو میرا قافلہ آپہنچا اور لوگ حقیقتِ حال سے واقف ہوئے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! سب نے مجھے سچا مان لیا۔ (شواہدِ الحق ص ۲۲۹) چونکہ پہلے زمانے میں اُونٹوں اور چتروں وغیرہ پر سفر ہوا کرتا تھا، غالباً اسی وجہ سے قافلہ کچھ مہینوں کے بعد پہنچا۔) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَتِ ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تکا بھی ہمارے تو بلائے نہیں پلٹنا

تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۴۳﴾ تین روپیہ مدینہ۔۔۔۔۔ تین روپیہ ملتان

یہ حکایت کسی نے مجھے (سگِ مدینہ غنی عزیز کو) کافی عرصہ قبل سنا تھی اپنی

یادداشت کے مطابق اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی سعی کرتا ہوں: حاجیوں کا

ایک قافلہ مدینہ الاولیاء ملتان (پاکستان) سے مدینہ الْمُصَطَفٰۃ سے رَاوَدَا اللّٰہَ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا

چلا، اُس میں ایک مدینے کا دیوانہ بھی شامل تھا۔ حج بیت اللہ اور حاضری

مدینہ منورہ رَاوَدَا اللّٰہَ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا سے فراغت کے بعد جب سب ملتان شریف

پہنچ گئے۔ ایک حاجی نے دیوانے کو چھیڑتے ہوئے کہا: تجھے بارگاہِ رسالت سے

کوئی سند بھی عطا ہوئی یا نہیں؟ وہ بولا: نہیں۔ اُس حاجی نے اپنے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی ایک چٹھی دیوانے کو دکھاتے ہوئے کہا: دیکھ! مجھے روضہ انور پر یہ سند ملی ہے! چٹھی میں لکھا تھا: ”تیری مغفرت کر دی گئی ہے۔“ دیوانہ یہ پڑھ کر بے قرار ہو گیا، اُس نے رونا دھونا مچا دیا اور یہ کہتے ہوئے چل پڑا: میں بھی اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مغفرت کی سند لوں گا۔“ گرتا پڑتا جب روڈ پر آیا تو ایک بس کھڑی تھی اور کنڈکٹر آواز لگا رہا تھا: ”تین روپیہ مدینہ! تین روپیہ مدینہ!!“ دیوانہ لپک کر بس میں سوار ہو گیا، تین روپے ادا کئے اور بس چل پڑی۔ کچھ ہی دیر بعد کنڈکٹر نے صدا لگائی: مدینہ آ گیا!! مدینہ آ گیا!! ”دیوانہ بس سے اتر گیا، سُبْحٰنَ اللّٰہ! وہ سچ سچ مدینے ہی میں تھا، اور اُس کی نگاہوں کے سامنے سبز سبز گنبد اپنے جلوے لٹا رہا تھا! اُس نے بے تابی کے ساتھ قدم آگے بڑھائے، مسجد النّبویّ الشّریف علیّ صابیحہا الصلوٰۃ والسلام میں داخل ہوا اور سنہری جالیوں کے روبرو حاضر ہو گیا، اس کے سینے میں تھا ہوا اشکوں کا طوفان آنکھوں کے راستے اُمنڈنے لگا، بعد عرض سلام اُس نے برستی ہوئی آنکھوں سے مغفرت کی سند کی التجائے شوق پیش کر دی۔ ناگاہ ایک پرچہ اُس کے سینے پر گرا، بے قرار ہو کر اُس نے پڑھا تو لکھا تھا: ”تیری مغفرت کر دی گئی ہے۔“ اُس نے وہ کاغذ احتیاط سے جیب میں رکھا اور خوش خوش باہر نکلا۔ وہی بس نظر آئی

کنڈکٹر صدائیں لگا رہا تھا: ”تین روپیہ ملتان! تین روپیہ ملتان!!“
دیوانہ بس میں سوار ہو گیا، تین روپے ادا کئے، بس چل پڑی، کچھ ہی
دیر کے بعد کنڈکٹر نے آواز لگائی: ”ملتان آگیا! ملتان آگیا!!“ دیوانہ
اُتر اور اپنے قافلے والوں کے پاس آپہنچا، چونکہ یہ سب چند لمحوں میں ہی ہو گیا
تھا لہذا تمام مہجاج ابھی وہیں موجود تھے، انہوں نے جب دیوانے کے پاس
”سند“ دیکھی تو حیران رہ گئے، انہوں نے دیوانے کا بڑا احترام کیا، خصوصاً جس
حاجی نے دیوانے کے ساتھ مذاق کیا تھا، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور اُس
نے اپنے جرم سے توبہ کی، دیوانے سے بھی مُعافی مانگی۔ اور عزم کیا کہ جب تک
”سند“ عطا نہ ہوئی ہر سال حج کروں گا اور حاضر دربارِ مدینہ ہو کر ”سندِ مغفرت“
کی خیرات مانگتا رہوں گا، مجھے اپنے کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے امید
واثق ہے کہ مجھ گنہگار کو مایوس نہیں فرمائیں گے۔ دیوانے اپنے آپ میں نہ تھا چند
ہی روز میں اُس کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ حاجی اب تک ہر سال برابر حاضری حرمین
شریفین سے مُشرف ہو رہا ہے۔ (تادم تحریر (۸ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ) واقعہ سنے
کم و بیش 35 سال کا عرصہ گزر چکا ہے، فی الحال اُس حاجی کے احوال معلوم نہیں۔)

تمنا ہے فرمائیے روزِ محشر

یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿۴۴﴾ آقا کے کرم سے گمشدہ بیٹا مل گیا

شیخ ابوالقاسم بن یوسف اسْكَندَرَانِي قُدْسِي سَيِّدُ الْاَشْرَافِ فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ زَادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں تھا، ایک عاشقِ رسولؐ کو دیکھا کہ وہ

قبرِ انور کے پاس کچھ اس طرح سے فریاد کر رہا ہے: ”یا رسولَ اللهُ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! میں آپ کا وسیلہ پکڑتا ہوں تاکہ میرا بیٹا مجھے واپس مل

جائے۔“ میرے استفسار پر اُس نے بتایا: ”جَدَّہ شریف سے آتے ہوئے میں

قضائے حاجت کیلئے گیا اسی اثنا میں میرا بیٹا لاپتا ہو گیا۔“ چند سال بعد وہ شخص

مجھے مَضر میں ملا تو میں نے اس کے بیٹے کے بارے میں دریافت کیا۔ اُس نے

بتایا: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرا بیٹا مل گیا تھا، ہوا یوں تھا کہ ایک قبیلے نے

اُسے زبردستی اپنا غلام بنا کر اُونٹ چرانے پر لگا دیا تھا۔ اُسی قبیلے کی ایک عاشقِ رسولؐ

اور نیک سیرت خاتون نے خواب میں بحرِ ویر کے بادشاہ، دو عالم کے شہنشاہ، اُمّت

کے خیر خواہ، آمنہ کے مہر و ماہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی، آپ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اُس سے کچھ یوں فرمایا: ”مصری نوجوان کو آزاد کروا کر اُس

کے گھر بھیج دو۔“ پُنانچہ اُس عاشقِ رسولؐ خاتون کی سفارش پر میرے بیٹے کو آزاد

کر دیا گیا۔ (شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق ص ۲۳۰ مَلْخَصًا) اللهُ عَزَّوَجَلَّ

کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت

هو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

اتنا بھی تو ہو کوئی جو ”آہ“ کرے دل سے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۴۵﴾ آقا کو پکارنے سے کمزوری دور ہو جاتی

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن سالم سَجَلْمَاسِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ النَّقَوِي

فرماتے ہیں: میں محترم نبی، مکی مدنی، محبوبِ ربِّ غنی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کے روضہٴ انور کی زیارت کی نیت سے پیدل چلنے والے قافلہٴ مدینہ کا مسافر بن

گیا۔ دورانِ سفر جب کبھی کمزوری محسوس ہوتی تو عرض کرتا: اَنَا فِي ضِيَاْفَتِكَ

يَا رَسُوْلَ اللهِ یعنی یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں آپ کی

ضیافت (یعنی مہمانی) میں ہوں تو وہ ناٹوانی (یعنی کمزوری) فوراً زائل ہو جاتی۔

(شواہدُ الحق ص ۲۳۱) اللهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَى اَنْ پَر رَحْمَتِ هُو اور ان کے

صَدَقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تھکا ماندہ ہے وہ جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا

وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا گئے جاناں میں (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۶۶﴾ گنبدِ خضرا دیکھ کر دم نکل گیا!

مولانا حافظ بصیر پوری اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں: 1972ء

میں مجھے مدینہ منورہ زادکَا اللہُ شرفاً و تعظیماً میں رَمَضانُ المبارک کا مہینا

نصیب ہوا۔ غالباً رَمَضانُ المبارک کا دوسرا جُمعہ تھا، ایک عاشقِ رسول

اپنے ساتھیوں کو مجبور کر کے مکّہ مکرمہ زادکَا اللہُ شرفاً و تعظیماً سے قبل از وقت

ہی مدینہ طیبہ زادکَا اللہُ شرفاً و تعظیماً لے آیا۔ اور آتے ہی سامان سے بے پرواہ ہو

کر آقائے دو جہاں، سلطانِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربارِ

اقدس میں حاضر ہو گیا۔ سلام عرض کرنے کے بعد دو نفل ادا کئے اور بابِ جبریل

سے باہر نکلا، پلٹ کر گنبدِ خضرا پر نظر ڈالی اور غش کھا کر گر پڑا، منہ سے خون بہنے

لگا اور تڑپے بغیر ٹھنڈا ہو گیا۔ (انوارِ قطبِ مدینہ ص ۶۲) **اللہُ عَزَّوَجَلَّ کِی اُن پر**

رَحْمَتِ ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کاش! گنبدِ خضرا پر نگاہ پڑتے ہی

کھا کے غش میں گر جاتا پھر تڑپ کے مرجاتا (وسائلِ بخشش ص ۴۱۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی عَلِیِّ مُحَمَّدٍ

﴿۴۷﴾ قَرْضِ ادا کروا دیا

حضرت سیدنا محمد بن منکدر علیہ رحمۃ اللہ المقتدر کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک آدمی نے میرے والد صاحب کے پاس 80 دینار رکھواتے ہوئے عرض کی: ”اگر ضرورت پڑے تو انہیں خرچ کر لینا، جب واپس آؤں تو مجھے ادا کر دینا۔“ اور وہ خود جہاد کے لیے چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد مدینہ منورہ رَاكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں سخت قحط اور خشک سالی نے غلبہ کیا، والد صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے وہ دینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص واپس آ گیا اور اُس نے اپنی رقم طلب کی۔ والد محترم نے کہا: ”کل تشریف لائیے۔ اور خود اُس رات مسجد النبوی الشریف میں ٹھہرے رہے، کبھی مزارِ فاضل الانوار پر حاضر ہوتے اور سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نگاہِ کرم بار کے طلب گار ہوتے اور کبھی منبرِ اطہر کے پاس آ کر دُعا و التجاء کرتے، حتیٰ کہ سپیدہ سحر نمودار ہونے لگا، دُھند لگے میں ایک شخص نے تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا: ”اے محمد بن منکدر! یہ لیجئے۔“ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ہاتھ بڑھا کر تھیلی لے لی، کھول کر دیکھا تو اُس میں 80 دینار تھے۔ صُبح ہوئی تو رقم رکھوانے والا شخص آ گیا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے 80 دینار اُس کے حوالے کر دیئے۔ یوں آپ رَحْمَةُ اللهِ

تعالیٰ علیہ اِس بَارِ قَرْض سے نَجی اکرَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ کرم سے سَبْکُدُوش ہو گئے۔ (شواہدُ الحق ص ۲۲۷) اللہُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مَغْفِرَت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہر طرف مدینے میں بھیرے فقیروں کی

ایک دینے والا ہے گل جہاں سُوالی ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۴۸﴾ تُوْرک مریض کا علاج

مدینہ منورہ زادَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا میں ایک شخص کو دیکھا گیا جو زخموں

سے چورچوڑ تھا، معلوم ہوا وہ تُوْرکی کا باشندہ ہے اور 15 سال سے بیمار ہے، تُوْرکی

میں علاج ناکام رہا، کسی نے مدینہ منورہ زادَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا کی خَاکِ شِفَا

استعمال کرنے کا مشورہ دیا، تُوْرک مریض نے ہدایت پر عمل کیا، جو مرض پندرہ

سال میں ٹھیک نہ ہوا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وہ ایک سال میں دو حصہ خْتَم ہو گیا۔ وہ

تُوْرک رو رو کر اپنا درد ناک واقعہ سنایا کرتا اور خَاکِ مدینہ کے گن گایا کرتا۔

(مدینۃ الرسول ص ۳۳ ملخصاً)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے

اٹھالے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! بے شک خاکِ

مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے، اگر اعتقادِ صادق ہو تو اِنْ شَاءَ اللهُ

عَزَّوَجَلَّ مایوسی نہیں ہوگی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَدِیْنَةُ مُنَوَّرَةٍ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا

کی مٹی میں شفا ہونے کی بشارتیں احادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں چنانچہ تین

فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ملاحظہ ہوں: ﴿۱﴾ غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ

شِفَاءٌ مِّنَ الْجُدَامِ یعنی خاکِ مدینہ میں جذام سے شفا ہے۔ (جامع صغیر ص

۳۵۵ حدیث ۵۷۵۳) حضرت علامہ قسطلانی قُدْسِ سِرُّهُ الرَّوَّانِ فرماتے ہیں: مَدِیْنَةُ

مُنَوَّرَةٍ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی مبارک خاک

کوڑھ اور سفید داغ کی بیماریوں بلکہ ہر بیماری سے شفا ہے۔ (الْمَوَاهِبُ اللَّذَنِيَّةُ

ج ۳ ص ۴۳۱) ﴿۲﴾ غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ يُبْرِئُ الْجُدَامِ یعنی خاکِ مدینہ جذام کو

اچھا کر دیتی ہے۔ (جامع صغیر ص ۳۵۵ حدیث ۵۷۵۴) ﴿۳﴾ وَالَّذِي نَفْسِي

بِيَدِهِ اِنَّ فِيْ غُبَارِهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت

میں میری جان ہے بیشک خاکِ مدینہ ہر بیماری کی شفا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۲۲ حدیث ۱۸۸۵)

﴿۴۹﴾ مدینے کی مٹی اور پھلوں میں شفا

جذبُ الْقُلُوبِ میں ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مدینہ منورہ زادکما اللہ شرفاً و تعظیماً کی مٹی اور پھلوں میں شفا رکھی ہے اور کئی احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے، خاکِ مدینہ میں ہر مَرَض سے شفا ہے اور بعض احادیثِ مبارکہ میں مِنْ الْجُدَامِ وَ الْبَرَصِ یعنی کوڑھ اور پھلہمہری (یعنی بَرَص) سے شفا کا ذکر ہے اور بعض ”اخبار“ میں مدینے کے ایک خاص مقام صُعَيْب (عوام اس جگہ کو ”خاکِ شفا“ بولتے ہیں) کا تذکرہ ہے بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے بعض صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس خاک سے بخار کا علاج کریں۔ بزرگوں سے اس خاص مقام ”صُعَيْب“ کی خاک مبارک سے علاج کی حکایات بھی ملتی ہیں۔ (جذب القلوب، ص ۲۷ ملخصاً)

﴿۵۰﴾ سال بھر کا بخار ایک دن میں جاتا رہا

حضرت سیدنا شیخ مجدالدین فیروز آبادی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي فرماتے ہیں: میرا غلام سال بھر سے بخار میں مبتلا تھا، میں نے (مقامِ صُعَيْب) یعنی ”خاکِ شفا“ سے (خاکِ مدینہ کی اور پانی میں (قلیل مقدار میں) گھول کر پلائی،

(ایضاً)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اُسی دن شفا یاب ہو گیا۔

﴿ ۵۱ ﴾ خاکِ شفا سے وَرَم کا علاج

شیخِ مُحَقِّق، حضرت علامہ شیخ عبدالحق مُحَدِّثِ دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ

النَّوِی فرماتے ہیں: جن دنوں میری مدینۃ المنورہ زادگان اللہ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا میں حاضری

تھی، کسی مَرَض کے سبب میرا پاؤں سُو ج گیا، طبیبوں نے مل کر اسے مہلک عارضہ (یعنی ہلاک کر دینے والا مَرَض) قرار دیتے ہوئے علاج سے ہاتھ روک دیا۔

میں نے (مقامِ صُعِیْب سے) خاکِ پاک لی اور استعمال شروع کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تھوڑے ہی دنوں میں بڑی آسانی سے وَرَم (یعنی سو جُن) سے نجات مل

گئی۔ (ایضاً) عاشقانِ رسول ”مقامِ صُعِیْب“ کو ”خاکِ شفا“ کے نام سے جانتے ہیں، افسوس! وہ مبارک جگہ اب چھپا دی گئی ہے، بسا اوقات عشاق کھود

کر ”خاکِ شفا“ حاصل کر لیتے ہیں، مگر انتظامیہ ڈامر وغیرہ ڈال کر پھر سے بند کر دیتی ہے۔

مدینے کی مٹی ذرا سی اٹھا کر

پو گھول کر ہر مَرَض کی دوا ہے (وسائلِ بخشش ص ۳۴۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حاجیوں کی 42 حکایات

دُرود شریف کی فضیلت

شہنشاہِ اَنَامِ عَلَیْهِ السَّلَامُ کا سلام اپنے ایک غلام کے نام

حضرت سیدنا ابوالفضل ابن زبیرؓ کو مسانی قُدسِ سَمَاءُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: میرے پاس خراسان سے ایک عاشقِ رسول آیا اور کہنے لگا: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ میں مسجد النبیؐ الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سویا ہوا تھا کہ جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر خواب میں کرم فرمایا: لہجہائے مبارکہ واہوئے، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل ابن زبیرؓ کو میرا سلام کہنا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان پر اس کرم کی وجہ؟ فرمایا: ”وہ روزانہ 100 بار مجھ پر دُرُودِ پَاک پڑھتا ہے۔“ سیدنا ابوالفضل رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: پھر وہ خراسانی (مجھ سے) کہنے لگا: مجھے بھی وہ دُرُودِ پَاک بتا دیجیے (جکا آپ ورد کرتے ہیں) تو میں نے اسے بتایا کہ میں روزانہ 100 یا اس

سے زیادہ مرتبہ یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہوں: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ۔

اُس عاشقِ رسول نے یہ دُرُودِ پاک مجھ سے سیکھ لیا اور قسم کھا کر کہنے لگا:
میں آپ کو جانتا تھا نہ آپ کا کبھی نام سنا تھا، آپ کے بارے میں مجھے نبی کریم صَلَّی اللہ
تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہی بتایا۔ حضرت سیدنا ابوالفضل ابن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
فرماتے ہیں: میں نے اُس خوش نصیب عاشقِ رسول کو تحفہ پیش کیا تا کہ اپنے پیارے
آقا صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں کچھ مزید اُس سے سُنوں، لیکن قبول
کرنے سے انکار کرتے ہوئے وہ بولا: میں سلطانِ انبیائے کرام، رسولِ ذیِ الاحترام
صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مبارک پیغام پہنچانے کا کوئی دُنویٰ بدلہ نہیں
چاہتا۔ اس کے بعد اُس عاشقِ رسول کو میں نے دوبارہ کبھی نہ دیکھا۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ج ۳۲ ص ۶۳)

﴿۵۲﴾ والدِ مرحوم پر جنگل میں کرم بالائے کرم

حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ التَّوَّابِ فرماتے ہیں: ”میں نے
دورانِ طواف ایک عاشقِ رسول کو ہر قدم پر رُحُورِ نبوی پاک، صاحبِ لولاک،
سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو
پوچھا: ”بھائی! ”سُبْحٰنَ اللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کے بجائے صرف دُرُودِ
پاک پڑھے جانے میں کیا راز ہے؟“ تو اُس نے میرا نام دریافت کیا، پھر کہا:
میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حجِ بیتِ اللہ کے لئے چلا، اثنائے سفر (یعنی

سفر کے دوران (والدِ بزرگوار شدید بیمار ہو گئے، ہم ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ علاجِ مُعَالَجَہ کیا مگر قضاے الہی سے وہ وفات پا گئے، یکا یک اُن کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں تر چھی ہو گئیں اور پیٹ بھی پھول گیا۔ یہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور روتے ہوئے پڑھا:

”اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّآ اِلَيْهٖ لٰرٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾“ میں نے مرحوم کے چہرے پر چادر اڑھا دی۔ اسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند نے آگھیرا، میں نے خواب میں انتہائی

صاف سُتھرے لباس میں ملبوس ایک حُسن و جمال کے پیکرِ مُعَطَّرِ بُرُذُگ کی زیارت کی، ایسا صاحبِ حُسن و جمال میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ایسی خوشبو بھی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی، وہ میرے والدِ مرحوم کے قریب تشریف

لے آئے، چادر ہٹائی اور اپنا نورانی ہاتھ اُن کے چہرے پر پھیرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مرحوم کے چہرے کی سیاہی نُور میں تبدیل ہو گئی، آنکھیں اور پیٹ بھی دُرست ہو گئے، جب وہ نُورانی بُرُذُگ واپس جانے کے لئے پلٹے تو میں اُن

کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی: ”آپ کون ہیں؟ جن کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے والدِ مرحوم پر اس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔“ فرمایا: ”کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحبِ قرآن محمد بن عبد اللہ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

وَسَلَّمَ) ہوں، تمہارے والدِ گنہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک بھیجتے تھے، جب یہ اس تکلیف میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے فریاد کی تھی اور بے شک جو

لترجمہ کنز الایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (پ ۲، البقرہ: ۱۵۶)

مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے میں اُس کی فریاد رسی کرتا ہوں۔“
 پھر میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ حقیقت میں بھی میرے والدِ مرحوم کے
 چہرے پر نُور پھیلا ہوا تھا اور پیٹ بھی اپنی اصلی حالت پر آچکا تھا۔ (مُلَخَّص از
 تفسیرِ رُوحِ البیان ج ۷ ص ۲۲۵) **اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ اَنْ يَّرْحَمْتَ هُوَ اَوْ اَنْ
 كَسَىٰ صَدَقَ هَمَارَىٰ بَعِ حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُوَ۔**

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
 دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت بیارے پڑھوں نہ کیوں کرتم پر سلام ہر دم
 لِّلّٰہِ اب ہمارى فریاد کو پہنچے! بے حد ہے حال اَبْتَسْرَتَمِ پر سلام ہر دم (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۵۳﴾ اپنے آقا سے پہلے طواف نہیں کروں گا

محبوبِ ربِّ غنی، آقائے مکی مدنی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے صَلَّحْ عَلَیْہِ
 کے موقع پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ
 زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا بھیجا کہ کفار سے مذاکرات کریں کیونکہ ان لوگوں نے یہ
 طے کیا تھا کہ اس سال شاہِ خیر الانام صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مکہ مکرمہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا میں داخل نہیں ہونے دیں
 گے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمِ کعبہ پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ اس
 سال آپ لوگ حج نہیں کر سکتے۔ کفارِ مکہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: چونکہ آپ یہاں آگے ہیں، اس لئے چاہیں تو طواف کر لیجئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ عزوجل کے پیارے نبی مکی مدنی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بغیر طواف کرنا گوارا نہ ہوا لہذا فرمایا:

”مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتَّى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی میں اُس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طواف نہ کر لیں۔“ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۸۹ حدیث ۱۸۹۳۲) اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب

مغفرت ہو۔ اَمِيْن بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْن صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا

محبوب خدا یار ہے عثمان غنی کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

﴿۵۴﴾ 20 پیدل سفر حج

راکبِ دَوْشِ مِصْطَفٰی، سَيِّدِ الْاَسْحِيَاءِ، برادرِ شہیدِ کربلا، جگر گوشہ

فاطمہ، دلبرِ مرتضیٰ، سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں

بہت شرمندہ ہوں، آہ! اللہ عزوجل سے کس طرح ملاقات کروں گا! افسوس! اُس

کے پاک گھر (یعنی کعبہ مشرفہ) تک کبھی پیدل چل کر نہیں آیا۔ اس کے بعد آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ 20 بار مدینہ منورہ زادگانِ اللہ شرفاً و تعظيماً سے مکہ مکرمہ زادگان

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعہ

مسجد شیبین

اللہ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا حَجَّ کے لیے پیدل آئے۔ منقول ہے: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کی پھر اپنا رخسار مبارک مقام ابراہیم پر رکھ دیا اور زار و قطار روتے ہوئے اس طرح مناجات کی: ”اے میرے ربِّ قدیرِ عَزَّوَجَلَّ! تیرا حقیر بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے، تیرا بھکاری تیرے دروازے پر حاضر ہے، تیرا مسکین بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے، انہی الفاظ کو بار بار دہراتے اور روتے رہے۔ اس کے بعد مسجد الحرام سے باہر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر چند مسکینوں کے پاس سے ہوا جو بیٹھے (صدقے کی) روٹیوں کے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سلام کیا، جواب سلام کے بعد انہوں نے کھانے کی دعوت دی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا تکلّف اُن کے دسترخوان پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر یہ روٹیوں کے ٹکڑے صدقے کے نہ ہوتے تو آپ حضرات کے ساتھ کھانے میں ضرور شرکت کرتا، مگر ہم آلِ رسول کیلئے صدقہ حرام ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مسکینوں کو اپنی قیام گاہ پر ساتھ لے آئے اور سب کو عمدہ کھانا کھلایا، پھر رخصت ہوتے وقت سب کو درہم بھی عنایت فرمائے۔ (المستطرف ج ۱ ص ۲۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حَسَنٌ مُّجْتَبَى سَيِّدُ الْأَسْحَابِ

رَاكِبٌ دَوْشِ عِزَّتٍ فِي لَأْكُوهٍ سَلَامٍ (حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

﴿۵۵﴾ آقا کے ساتھ بارش میں طواف کی سعادت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بارش میں طواف کی بھی کیا بات ہے!

حضرت سیدنا ابو عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میں نے بارش میں طواف کی سعادت حاصل کی،

جب ”مقامِ ابراہیم“ پر ہم دو رکعت ادا کر چکے تو حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نئے سرے سے عمل کرو بے شک تمہارے گناہ بخش دیئے گئے

ہیں، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہم سے اسی طرح فرمایا اور ہم نے رسولِ اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بارش میں طواف کا

شرف حاصل کیا۔ (ابن ماجہ ص ۵۲۴ ج ۳ حدیث ۳۱۱۸)

آج ہے رُوہرو برے کعبہ سلسلہ ہے طواف کا یارب

اَبْرُ بَرَسَا دے نور کا کہ لوں

بارشِ نور میں نہا یارب (وسائلِ بخشش ص ۸۷)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

﴿۵۶﴾ مجھے حَرَمِ شریف میں لے چلو

حضرت مولانا عبدالحق آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَامِي ہند کے باشندے اور جلیل القدر عالم دین تھے، چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے۔ التزاماً (ضرور) ہر سال حج کرتے۔ ایک سال زمانہ حج میں آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تعالیٰ علیہ بہت علیل اور صاحبِ فراش (یعنی بیمار ہو کر بستر پر پڑے) تھے، (ذُو الْحِجَّةِ الْحَرَامِ کی) نویں تاریخ اپنے تلامذہ (یعنی شاگردوں) سے کہا: ”مجھے حرم شریف میں لے چلو!“ کئی آدمی اٹھ کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بیٹھایا، زمزم شریف مگنا کر پیا اور دُعا کی کہ ”الہی (عَزَّوَجَلَّ) حج سے محروم نہ رکھ۔“ اُسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عَرَافَات شریف گئے اور حج ادا کیا۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اگر یقین محکم ہو تو بے شک آبِ زم زم پینے کے بعد جو دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللَّهُ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: ”زم زم جس مُراد کیلئے پیا جائے اُسی کیلئے ہے۔“

(ابن ماجہ ج ۳ ص ۴۹۰ حدیث ۳۰۶۲)

یہ زم زم اُس لئے ہے جس لئے اس کو پئے کوئی

ای زم زم میں جنت ہے ای زم زم میں کوثر ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۵۷﴾ حَلَق میں سُوئی چُھنے کا زم زم سے علاج ہو گیا

حمزہ بن واصل اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں: حرم محترم میں ایک آدمی نے سٹو کھائے، اُس میں سُوئی تھی جو کہ حَلَق میں چُھ گئی اور اُس کی جان پر بن گئی، لاکھ جتن کرنے کے باوجود آرام نہ ہوا، اُس نے کراہتے ہوئے کہا: میرا آخری علاج زم زم ہے مجھے آبِ زم زم پلاؤ اِنَّ شَاءَ اللّٰه میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اُسے آبِ زم زم پلایا گیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ آبِ زم زم شریف کی بَرَکت سے اُسے صِحّت مل گئی۔ راوی کہتے ہیں: میرے والد صاحب نے اُس آدمی کو کئی دن بعد حرم شریف میں دیکھا کہ وہ پُر سکون اور مکمل صِحّت یاب ہے۔

(شفاء الغرام ج ۱ ص ۳۳۸)

میں مکے میں جا کر کروں گا طواف اور

نسیب آبِ زم زم مجھے ہوگا پینا (وسائل بخشش ص ۳۲۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۵۸﴾ پیاس کا بیمار اور آبِ زم زم کی بہار

ایک یمنی جو کہ اسْتِشْقَا (اش - تش - ق) - یعنی پیٹ بڑھ جانے اور شدید

پیاس لگنے کے مَرَض میں مبتلا تھا، یمن کے طبیبوں نے اسے لا علاج قرار دے

دیا تھا مگہ مکرّمہ زادِ اللّٰه شَرَفًاو تَعْظِیْمًا حاضر ہوا، یہاں کے طبیبوں نے بھی

معذرت کر لی۔ اللّٰه تَعَالٰی نے اس کے دل میں ڈالا کہ وہ آبِ زم زم پئے

چنانچہ اُس نے خوب پیٹ بھر کر آبِ زم زم پیا، اور ربُّ الأرباب عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے شفا یاب ہو گیا۔
(ایضاً ص ۲۵۵)

تُو مَلِّے کی گلیاں دکھا یا الہی
وہاں خوب زم زم پلا یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۵۹﴾ عطاؤں کا کُنواں سزاؤں کا کُنواں

مجاہد بن یحییٰ البخی فرماتے ہیں: ایک خُراسانی 60 سال سے مکّہ

مکرمّہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً میں رہتا تھا جو کہ بڑا عابد و زاہد شب زندہ دار شخص تھا، دن کو قرآنِ کریم پڑھتا، ساری رات طواف کرتا۔ ایک نیک اور صالح آدمی اور اُس خُراسانی کے درمیان دوستی تھی۔ اُس صالح مَرَد نے اپنے خُراسانی دوست کو

دس ہزار دینار بطورِ امانت دیئے اور سفر پر چلا گیا۔ جب سفر سے لوٹا تو پتا چلا اُس کا خُراسانی دوست فوت ہو چکا ہے، یہ اس کے وارثوں کے پاس گیا اور اپنی امانت مانگی، انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اُس صالح شخص نے فقہاءِ مکّہ مکرمّہ سے اس واقعے کا ذکر کیا، انہوں نے فرمایا: ہمیں امید ہے مرحوم خُراسانی جنتی ہوگا، تم

آدھی رات کے بعد بِسْمِ زَمِ زَم کے اندر جھانک کر اس طرح آواز دینا: ”اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی۔“ وہ جواب دے دے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا مگر زم زم کے کُنویں سے جواب نہ آیا۔ اُس نے پھر علماءِ مکّہ مکرمّہ سے

رابطہ کیا، انہوں نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: شاید وہ جہنمتوں میں سے نہیں
 ورنہ اس کی روح بِسْرِ زَم میں ہوتی، اب تم یمن میں بِسْرِ بَر ہوت پر جا کر اُسی
 طرح بِلَاؤ۔ وہ گنواں جہنم کے گنارے پر ہے وہاں جہنمیوں کی رُو حیں ہوتی ہیں۔
 چنانچہ یہ یمن پہنچا اور بِسْرِ بَر ہوت میں جھانک کر آواز دی: ”اے خُرَّاسانی! میں
 نے تمہیں امانت دی تھی۔“ وہاں رُو حوں کو چیختے سُنَا، ایک سے پوچھا: تُو کیوں
 عذاب میں مبتلا ہے؟ اُس نے کہا: ”میں ظالم تھا حرام کھاتا تھا مَلْکُ الْمَوْت نے
 مجھے یہاں پھینک دیا ہے۔“ دوسری روح بولی: ”میں عبدُ الملک بن مروان کی
 رُو ح ہوں، ظلم کی وجہ سے یہاں عذاب میں ہوں۔“ اُس مرد صالح کا بیان
 ہے: میں نے تیسری آواز سنی جو کہ مرحوم خُرَّاسانی دوست کی تھی، میں نے پوچھا:
 تم یہاں کیسے؟ تم تو عابد و زاہد تھے! خُرَّاسانی نے کہا: ”میری ایک معذور بہن تھی
 جس سے میں نے لا پر واہی اور قَطْعِ رَحْمٰی کی (یعنی رشتہ توڑا) جس کی وجہ سے ساری
 عبادت تباہ ہو گئی اور مبتلا ءِ عذاب ہوں۔“ اُس نے پوچھا: میری امانت کہاں
 ہے؟ خُرَّاسانی نے کہا: ”میرے مکان کے فُلاں کو نے میں مدفون ہے جا کر نکال
 لو۔“ چنانچہ یہ مرد صالح مرحوم خُرَّاسانی کے مکان پر گیا، وہاں سے اپنی رقم نکالی اور
 پھر اُس کی بہن کے پاس پہنچا، اس کی ضروریات پوری کیں، وہ خوش ہو گئی۔ مرد
 صالح نے مَکَّہ مَکْرَمَہ رَا دَا لَہُ اللّٰہُ شَرَفًا وَ تَعْظِيْمًا حَاضِر ہو کر بِسْرِ زَم میں جھانک
 کر آواز دی، مرحوم خُرَّاسانی نے جواب دیا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ بِسْرِ بَر ہوت سے

نجات مل گئی ہے اور اب بشوِ زم زم میں اُمن و چمن سے ہوں۔ (بلدالائین ص ۹۸، ۹۹)

یا الہی ! رشتے داروں سے کروں حُسنِ سُلوک

تَقَطِّعْ رَحْمٰی سے بچوں اِس میں کروں نہ بھول چوک

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۶۰﴾ ہند سے یکایک کعبے کے رُو بَرُو

ہند میں موجود ایک گھاس کاٹنے والے بوڑھے صاحب کو 9

ذوالحجۃ الحرام کے روز خیال آیا کہ آج یومِ عَرَفہ ہے، خوش نصیب حُجَّاج

کرام میدانِ عَرَفَات میں جمع ہوں گے یہ خیال آتے ہی بوڑھے صاحب نے

ایک آہ سرد دلِ پُر درد سے کھینچ کر نہایت حسرت سے کہا: اے کاش! میں بھی حج سے مُشرف

ہوا ہوتا۔ قُدُوۃُ الْکُبْرٰ، محبوبِ یزدانی، حضرت سیدنا شیخ سید اشرف جہانگیر

سَمٰنٰی قُدَاسِ سَیِّدِ الْکَلْبُوْدَانِ قریب ہی تشریف فرما تھے، آپ نے اُس کی حسرت بھری

آواز سنی تو فرمایا: ”ادھر آئیے!“ بوڑھے صاحب قریب آئے، اب زَبان سے

نہیں صَرَفِ دستِ مبارک کے اشارے سے فرمایا: ”جائیے!“ اشارہ ہوتے ہی

اس بوڑھے صاحب نے ہاتھوں ہاتھ اپنے آپ کو مگنہ مکرّمہ دَاخَمَا اللّٰهُ شَرَفَاؤَ تَعٰظِيْمًا

کی مسجد الحرام میں عین کعبے کے سامنے کھڑا پایا! انہوں نے جھوم جھوم کر طواف کیا،

عَرَفَات پہنچے اور دیگر مناسک حج ادا کئے۔ جب ایام حج پورے ہو گئے تو بوڑھے

حاجی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اب اپنے وطن کس طرح پہنچوں گا! اس خیال کا آنا تھا کہ انہوں نے حضرت سیدنا شیخ جہانگیر سمنانی قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سامنے کھڑا پایا، فرمانے لگے: ”جائیں!“ بوڑھے حاجی صاحب نے جوں ہی سر اٹھایا تو ہند میں اپنے گھر کے اندر تھے۔ (طائف اشرفی حصہ ۳ ص ۶۰۲-۶۰۳ ج ۲ صفحہ ۲۰۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کیوں کہ نہ میرے کام میں غیب سے حسن بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۶۱﴾ انوکھا کوڑھی

حضرت سیدنا ابوالحسن درّاج علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الوہاب فرماتے ہیں: ایک سال میں اکیلا حج پر روانہ ہوا اور تیزی سے منز لیں طے کرتا ہوا ”قاویسیہ“ جا پہنچا۔ وہاں کسی مسجد میں گیا تو میری نظر ایک مَجْدُوْم یعنی کوڑھی شخص پر پڑی۔ اُس نے مجھے سلام کیا اور کہا: ”اے ابوالحسن! کیا حج کا ارادہ ہے؟“ اسے دیکھ کر مجھے بہت زیادہ کراہت (یعنی گھن) محسوس ہو رہی تھی لہذا میں نے بڑی بے رُخی سے کہا: ”ہاں۔“ وہ کہنے لگا: ”پھر مجھے بھی ساتھ لے چلئے۔“ میں نے دل میں کہا: ”یہ ایک نئی مصیبت آن پڑی! میں تو تندرست لوگوں کی رفاقت (یعنی

ہمراہی) سے بھی بھاگتا ہوں اور ایک کوڑھی مجھے اپنے ساتھ رکھنے کی فرمائش کر رہا ہے!“ میں نے صاف انکار کر دیا۔ وہ نجات سے بولا: ”آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، مجھے ساتھ لے لیجئے۔“ مگر میں نے قسم کھالی: ”خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز تمہیں اپنا رفیق (ساتھی) نہ بناؤں گا۔“ اُس نے کہا: ”ابو الحسن! اللہ عَزَّوَجَلَّ کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!“ میں نے کہا: ”تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں تمہیں ساتھ نہیں رکھ سکتا۔“ عصر کی نماز پڑھ کر میں نے دوبارہ سفر شروع کیا اور صبح کے وقت ایک بستی میں پہنچا تو حیرت انگیز طور پر اسی کوڑھی شخص سے ملاقات ہوئی، اُس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا اور بولا:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں! اس کی یہ بات سن کر مجھے اس کے بارے میں عجیب و غریب خیالات آنے لگے۔ بہر حال میں وہاں سے روانہ ہوا، جب مقام ”قرعہ“ پہنچ کر نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہوا تو اُسے بھی وہاں بیٹھے دیکھا، اُس نے کہا: ”اے ابو الحسن! اللہ عَزَّوَجَلَّ کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!“ یہ سن کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور میں نے بڑے ادب سے عرض کی: ”ٹھور! میں اللہ غفار عَزَّوَجَلَّ سے معافی کا طلبگار ہوں اور آپ سے بھی درگزر کا خواستگار ہوں، مجھے معاف فرما دیجئے۔“ فرمانے لگے: ”یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟“ میں نے عرض کی: مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی کہ آپ کے ساتھ سفر نہ کیا، براہ کرم!

مجھے مُعانی سے نوازتے ہوئے شریکِ سفر کر لیجئے۔ فرمایا: ”آپ مجھے ساتھ نہ رکھنے کی قسم کھا چکے ہیں اور میں آپ کی قسم نہیں ٹُروانا چاہتا۔“ میں نے کہا: اچھا! پھر اتنا کرم فرما دیجئے کہ ہر منزل (پڑاؤ) پر اپنی زیارت کی ترکیب فرما دیجئے۔ فرمایا: ”إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔“ پھر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے اور میں بھی آگے بڑھ گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کی بَرَکت سے باقی سفر میں مجھے بھوک و پیاس اور تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ مجھے ہر منزل پر اس بُرڈگ کی زیارت ہوتی رہی یہاں تک کہ میں مَدِينَةُ الْمُنَوَّرَةِ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی مُشکبار فُضَاؤں سے فیضیاب ہونے کے بعد مَكَّةَ مَعْظَمَةَ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا پہنچ گیا۔ وہاں پر حضرت سَيِّدُنا ابوبکر کَتَّانِي اور حضرت سَيِّدُنا ابوالحسن مُرْتَبِيْن رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيهِمَا سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جب میں نے انہیں یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: ”ارے نادان! جانتے ہو، وہ کون تھے؟ وہ حضرت سَيِّدُنا ابوجعفرِ مَجْدُومِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَبِيْمِ تھے، ہم تو دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش! اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اس وَلِي کا دیدار نصیب فرمائے۔ سنو! اب جب بھی تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ہمیں ضرور بتانا۔ دسویں ذُو الْحِجَّةِ الْحَرَامِ کو جب میں نے جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ یعنی بڑے شیطان کو رمی کی (یعنی نکلریاں ماریں) تو کسی شخص نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا: ”اے ابوالْحُسَيْنِ! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔“ جیسے ہی میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو میرے سامنے وہی

بُورِگ یعنی حضرت سیدنا ابوبختر مجذوم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَلِیْمِ موجود تھے۔ انہیں دیکھتے ہی مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور میں روتے روتے بے سدھ ہو کر گر پڑا! جب میرے حواس بحال ہوئے تو وہ تشریف لے جا چکے تھے۔ پھر آخری دن طوافِ رخصت کر کے ”مقامِ ابراہیم“ پر دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد میں نے جیسے ہی دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اچانک کسی نے مجھے اپنی طرف کھینچا، دیکھا تو حضرت سیدنا ابوبختر مجذوم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَلِیْمِ تھے، فرمانے لگے: ”ابو الحسنین! گھبرانے یا شور مچانے کی ضرورت نہیں! بے فکر رہئے۔“ میں خاموش رہا اور میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں تین دعائیں کی، انہوں نے میری ہر دُعا پر ”آمین“ کہا۔ اس کے بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور دوبارہ نظر نہیں آئے۔ میری تین دعائیں یہ تھیں، (۱) اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے نزدیک ”فقر“ ایسا محبوب بنا دے کہ دنیا میں اس سے زیادہ کوئی شے مجھے پیاری نہ ہو (۲) مجھے ایسا نہ بنا نا کہ میری کوئی رات اس حالت میں گزرے کہ میں نے صُبح کے لئے کوئی چیز ذخیرہ کر کے رکھی ہو۔ پھر ایسا ہی ہو اکتی سال گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز اپنے پاس ذخیرہ کر کے نہ رکھی اور تیسری دعا یہ تھی: (۳) ”اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جب تُو اپنے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَامُ کو اپنے دیدار کی دولتِ عَظْمَا سے مشرّف فرمائے تو مجھے بھی اُن میں شامل فرمالینا۔“ مجھے اپنے ربِّ مجید عَزَّوَجَلَّ سے پوری اُمید ہے کہ میری ان دعاؤں کو ضرور پورا

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد لمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعد

مسجد شیبین

فرمائے گا کیونکہ ان پر ایک ولی کامل نے ”آمین“ کی مہر لگائی تھی۔ (عیون الحکایات ص ۲۹۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اَمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے (حدائق بخشش شریف)

﴿۶۲﴾ جب بلا یا آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی انتظام ہو گئے

حضرت علامہ اَبُو الْفَرَجِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَلِیِّ بْنِ اِبْنِ جُوزَی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِیِّ اپنی کتاب عیون الحکایات میں تحریر کرتے ہیں: ایک پرہیزگار شخص کا بیان ہے: ”میں مسلسل تین سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری حسرت پوری نہ ہوئی، چوتھے سال حج کا موسم بہار تھا اور دل آرزوئے حَرَم میں بے قرار تھا۔ ایک رات جب میں سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں خواب میں جناب رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے شرفیاب ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم اس سال حج کے لئے چلے جانا۔“ میری آنکھ کھلی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا، سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ میٹھی میٹھی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی، ”تم اس سال حج کیلئے چلے جانا۔“ بارگاہ

مقام ابراہیم

حجر اسود

غار ثور

غار حرا

جبل احد

محراب نبوی

مبارک رسول

نبوت سے حج کی اجازت مل چکی تھی، میں بہت شاداں و فرحان تھا۔ اچانک یاد آیا کہ میرے پاس زادِ راہ (یعنی سفر کا خرچ) تو ہے نہیں! اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہو گیا۔ دوسری شب محبوبِ رب، شہنشاہِ عرب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خواب میں پھر زیارت ہوئی، لیکن میں اپنی غربت کا ذکر نہ کر سکا۔ اسی طرح تیسری رات بھی خواب میں بارگاہِ رسالت سے حکم ہوا: ”تم اس سال حج کو چلے جانا۔“ میں نے سوچا اگر مکی مدنی سرکار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ چوتھی بار خواب میں تشریف لائے تو میں اپنی مالی حالت کے متعلق عرض کر دوں گا۔

آہ! پلے زر نہیں رختِ سفر سرور نہیں
تم بلاو تم بلانے پر ہو قادرِ یابی

چوتھی رات پھر سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے میرے غریب خانے میں جلوہ گری فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”تم اس سال حج کو چلے جانا۔“ میں نے دست بستہ عرض کی: ”میرے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ!

میرے پاس اخراجات نہیں ہیں۔“ ارشاد فرمایا: ”تم اپنے مکان میں فلاں جگہ کھو دو وہاں تمہارے دادا کی زرہ موجود ہوگی۔“ اتنا فرما کر سلطانِ محرور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خوش تھا۔ نمازِ فجر کے بعد آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زرہ موجود تھی وہ بالکل صاف ستھری تھی گویا اُسے کسی نے

استعمال ہی نہ کیا ہو! میں نے اُسے چار ہزار دینار میں بیچا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! شہنشاہِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نظر عنایت سے اسبابِ حج کا خود ہی انتظام ہو گیا۔ (عیون الحکایات ص ۳۲۶ ملخصاً)

جب بلایا آقا نے

خود ہی انتظام ہو گئے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۶۳﴾ ہم نے تیری بات سن لی ہے

حضرت سپدنا علی بن مُؤْتِقِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَيْرُ فرماتے ہیں: میں نے حج

کی سعادت حاصل کی، کعبہ مُشَرَّفَہ کا طواف کیا، حجرِ اَشُوْد کا بوسہ لیا، دو رَكَعَتِ نَمَازِ

طواف پڑھی اور کعبہ شریف کی دیوار کے ساتھ بیٹھ کر رونے لگا اور بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ

میں عرض کی: ”یا اللہ! میں نے تیرے پاک گھر کے گرد نہ جانے کتنے ہی چکر

لگائے مگر میں نہیں جانتا کہ قبول ہوئے یا نہیں!“ پھر مجھ پر غُضُوْدِ گِ طاری ہو گئی، میں

نے ایک غیبی آواز سنی: ”اے علی بن مُؤْتِقِ! ہم نے تیری بات سن لی ہے، کیا تو اپنے

گھر میں صرف اُسی کو نہیں بلاتا جس سے تو مَحَبَّتِ کرتا ہے!“ (الروض الفائق ص ۵۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَتِ ہو اور ان کے صَدَقَے ہماری بے

حساب مَغْفِرَتِ ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

بلا تے ہیں اسی کو جس کی بگڑی یہ بنا تے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو گھلنا ہے قسمت کا (ذوقِ نعت)

﴿۶۴﴾ صبر کرتے تو قدموں سے چشمہ جاری ہو جاتا

حضرت سیدنا عبداللہ بن حنیف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”میں حج کے ارادے سے چلا، بغداد پہنچنے تک حالت یہ تھی کہ لگا تار چالیس دن تک کچھ نہ کھایا تھا۔ سخت پیاس کی حالت میں جب ایک گنوں میں پر گیا تو وہاں ایک ہرن پانی پی رہا تھا، مجھے دیکھتے ہی ہرن بھاگ کھڑا ہوا، جب میں نے گنوں میں جھانکا تو پانی بہت نیچے تھا اور اسے بغیر ڈول کے نکالنا نہیں جاسکتا تھا۔ میں یہ کہتے ہوئے چل دیا: ”میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرا مرتبہ اس ہرن کے برابر بھی نہیں!“ تو مجھے پیچھے سے آواز آئی: ”ہم نے تجھے آزما یا تھا لیکن تُو نے صبر نہ کیا، اب واپس جا اور پانی پی لے۔“ جب میں گیا تو گنوں اور پر تک پانی سے بھرا ہوا تھا، میں نے خوب پیاس بجھائی اور اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا تو غیب سے ایک آواز سنی: ”ہرن تو مشکیزے کے بغیر آیا تھا لیکن تم مشکیزے کے ساتھ آئے ہو۔“ میں راستے بھرا اسی مشکیزے سے پانی پیتا اور وضو کرتا رہا مگر پانی ختم نہ ہوا۔ پھر جب حج سے واپس ہوئی اور جامع مسجد میں داخل ہوا تو وہاں حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَيْهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ تشریف فرما تھے، انہوں نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: ”اگر تم لمحہ بھر بھی صبر کر لیتے تو تمہارے قدموں سے

چشمہ جاری ہو جاتا۔“ (الروض الفائق ص ۱۰۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا
اُن کے سائل نے جو مانگا مل گیا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد
﴿۶۵﴾ ایک طائف کی نرالی دُعا

حضرت سیدنا قاسم بن عثمان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰحٰثَانِ جو کہ صاحبِ علم و فضل

اور مُتقی بُرڈگ تھے، فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دورانِ طواف
صرف یہی دُعا کئے جا رہا تھا: اَللّٰهُمَّ قَضِیْتُ حَاجَةَ الْمُحْتَاجِیْنَ وَحَاجَتِیْ

لَمْ تَقْضِ یعنی ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے سب حاجت مندوں کی حاجت پوری فرمادی
اور میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔“ میں نے اُس سے جب اِس نرالی دُعا کی تکرار

کے بارے میں استفسار کیا تو بولا: ہم سات افراد چہاد میں گئے، غیر مسلموں
نے ہمیں گرفتار کر لیا، جب بسا رادہ قتل میدان میں لائے، میں نے یکا یک اوپر

سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں سات دروازے کھلے ہیں اور ہر
دروازے پر ایک حُور کھڑی ہے، جیسے ہی ہمارے ایک رفیق کو شہید کیا گیا، میں

نے دیکھا کہ ایک حُور ہاتھ میں رومال لیے اُس شہید کی روح لینے کے لیے زمین

پراُتر پڑی، اسی طرح میرے چھ رُفقا شہید کئے گئے اور سب کی رُو میں لینے ایک ایک ہو رُترتی رہی، جب میری باری آئی تو ایک درباری نے اپنی خدمت کے لیے مجھے بادشاہ سے مانگ لیا اور میں شہادت کی سعادت سے محروم رہ گیا۔ میں نے ایک حور کو کہتے سنا: ”اے محروم! آخر اس سعادت سے تو کیوں محروم رہا؟“ پھر آسمان کے ساتوں دروازے بند ہو گئے۔ تو اے بھائی! مجھے اپنی محرومی پر سخت افسوس ہے۔ کاش! مجھے بھی شہادت کی سعادت عنایت ہو جاتی یہی وہ حاجت ہے جس کا آپ نے دُعا میں سنا۔ حضرت سیدنا قاسم بن عثمان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان ساتوں خوش نصیبوں میں سب سے افضل یہی ساتواں ہے جو قتل سے بچ گیا، اس نے اپنی آنکھوں سے وہ روح پُزور منظر دیکھا جو دوسروں نے نہیں دیکھا پھر یہ زندہ رہا اور انتہائی ذوق و شوق سے نیکیاں کرتا رہا۔ (المستطرف ج ۱ ص ۲۴۹) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مال و دولت کی دعا ہم نہ خدا کرتے ہیں

ہم تو مرنے کی مدینے میں دُعا کرتے ہیں (وسائلِ بخشش ص ۱۴۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۶۶﴾ اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر

حضرت سیدنا ابو محمد عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَرَّةِ فرماتے ہیں: اللہُ رحمن کے بھروسے پر تین مسلمان بغیر زادِ راہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر انہوں نے عیسائیوں کی ایک بستی میں قیام کیا، ان میں سے ایک کی نظر ایک خوبصورت نصرانی (کرچین) عورت پر پڑی تو اُس پر اس کا دل آگیا۔ وہ ”عاشق“ حیلے بہانے سے اُس بستی میں رُک گیا اور دونوں حاجی آگے روانہ ہو گئے، اب اُس عاشق نے اپنے دل کی بات اُس عورت کے والد سے کی، اُس نے کہا: ”اِس کا مہر تم نہیں دے سکو گے۔“ پوچھا: ”کیا مہر ہے؟“ جواب ملا: ”عیسائی (کرچین) ہو جاؤ۔“ اُس بد قسمت نے عیسائیت اختیار کر کے اُس عورت سے نکاح کر لیا اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ آخرش وہ مر گیا۔ اُس کے دونوں رُفقا حاجی کسی سفر میں دوبارہ اُس بستی سے گزرے تو تمام حالات سے باخبر ہوئے، انہیں سخت افسوس ہوا، جب وہ نصرانیوں (یعنی عیسائیوں) کے قبرستان کے قریب سے گزرے تو اُس کی (عاشقِ ناشاد کی) قبر پر ایک عورت اور دو بچوں کو روتے پایا، وہ دونوں حاجی بھی (اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر یاد کر کے) رونے لگے، عورت نے پوچھا: ”آپ لوگ کیوں رورہے ہیں؟“ انہوں نے مرنے والے کی مسلمان ہونے کی حالت میں نماز و عبادت اور زُہد و تقویٰ وغیرہ کا تذکرہ کیا۔ جب عورت نے ریستا تو اُس کا دلِ اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور

وہ اپنے دونوں بچوں سمیت مسلمان ہو گئی۔ (الروض الفائق ص ۱۶ ملخصاً) **اللہ عَزَّوَجَلَّ**
کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت

ہو۔ اَمِينِ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! کیسا دل ہلا دینے والا معاملہ ہے کہ راہِ حرم
کانیک پر ہیزگار مسافریکا ایک عشقِ مجازی کے چکر میں پھنس کر دل کے ساتھ

ساتھ وین بھی دے بیٹھا اور مختصر سا وقت رنگ رلیاں منا کر موت کے راستے
اندھیری قبر کی سیڑھی اُتر گیا! اس حکایت سے درسِ عبرت لیتے ہوئے ہم سبھی کو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہئے
کہ نہ جانے ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہو! مکتبۃ المدینہ کی طرف سے جاری

کردہ سنسنی خیز V.C.D. یا آڈیو کیسیٹ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر“ خرید کر
ضرور ملاحظہ کیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ آپ خوفِ خدا سے کانپ اٹھیں

گے۔

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سونٹھونے مگر ٹھہر کر اندھا کیا رنگ و بونے
 کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تونے جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۶۷﴾ اے کاش! میں بھی رونے والوں میں سے ہوتا

وَعَائے عَرَ فَات میں حاجیوں کی اشکباری اور آہ وزاری جب جاری
 ہوئی تو حضرت سیدنا بکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرمانے لگے: ”اے کاش! میں بھی ان
 رونے والے حاجیوں میں سے ہوتا۔“ اور حضرت سیدنا مَطْرَف رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ
 نے خوفِ خدا سے مغلوب ہو کر بطور عاجزی عرض کی: اے اللهُ عَزَّوَجَلَّ! میری
 (نافرمانیوں کی) وجہ سے ان حاجیوں کو رو نہ فرمانا۔ (الروض الفائق ص ۵۹) اللهُ عَزَّوَجَلَّ
 كسى اُن پر رَحْمَتِ هُو اور ان کے صَدَقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ

هو۔ اَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مرے اشک ببتے رہیں کاش ہر دم

ترے خوف سے یا خدا یا الہی (وسائل بخشش ص ۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۶۸﴾ وُقُوفِ عَرَ فَاتِ كَرْنِ وَالُوْنَ كِی مَغْفِرَتِ هُوْ كِی

حضرت سیدنا محمد بن منکدر علیہ رحمۃ اللہ المقنن نے 33 حج ادا

کرنے کی سعادت پائی، اپنے آخری حج میں میدانِ عَرَ فَاتِ کے اندر مناجات
 کرتے ہوئے عرض کی: ”یا اللهُ عَزَّوَجَلَّ! تُو جانتا ہے کہ میں نے اسی عَرَ فَاتِ
 میں 33 بار وُقُوفِ کیا، ایک مرتبہ اپنی طرف سے، اور ایک ایک بار اپنے ماں اور
 باپ کی جانب سے حج سے مُشْرَفِ ہوا۔ یا رب عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں

کہ میں نے باقی 30 حج اُس شخص کو ہمہ (یعنی تخفے میں) کر دیئے جو یہاں
عَرَ فَا ت میں ٹھہرا لیکن اُس کا وُقُوفِ عَرَ فَا تِ قبول نہ کیا گیا۔“ جب آپ رَضِيَ اللهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ عَرَ فَا ت سے مُزَوَّلَفہ پہنچے تو خواب میں ندا دی گئی: ”اے ابنِ مَنكَدِر! کیا تو اس پر کرم کرتا ہے جس نے کرم پیدا کیا؟ کیا تو اُس پر سخاوت کرتا ہے جس نے سخاوت پیدا فرمائی؟ تیرا رب عَزَّوَجَلَّ تجھ سے فرماتا ہے: مجھے اپنی عَزَّت و جلال کی قسم! میں نے وُقُوفِ عَرَ فَا ت کرنے والوں کو عَرَ فَا ت پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ہی بخش دیا تھا۔ (الروض الفائق ص ۶۰) اللهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَى اَنْ پَر رَحْمَتِ هُوَ اُوْر اَنْ كَسَى هَمَارِى بَعِ حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں

تری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یارب (وسائلِ بخشش ص ۹۶)

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۶۹﴾ آقا کے نام کا حج کرنے والے پر کرم بالائے کرم

حضرت سیدنا علی بن مَوْثِقِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْحَقِّ نے رسولُ اللهُ صَلَّى

الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے کئی حج کئے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

مجھے خواب میں مکے مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا دیدار ہوا،

سرکارِ نامدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے استفسار فرمایا: ”اے ابنِ مَوْثِقِ! کیا تم

نے میری طرف سے حج کئے؟“ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ”تم نے میری طرف سے تَلْبِيَه کہا؟“ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ”میں قیامت کے دن تمہیں ان کا بدلہ دوں گا اور میں محشر میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت میں داخل کروں گا جبکہ لوگ ابھی حساب کی سختی میں ہوں گے۔“ (باب الاحیاء ص ۸۳)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ اَنْ پَر رَحْمَتِ هُوَ اَوْر اَنْ كَىٰ صَدَقَةِ هَمَارَى بَى حَسَابِ

مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِيْنَ بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

شکریہ کیونکر ادا ہو آپ کا یا مصطفیٰ

کہ پڑوسی خُلد میں اپنا بنایا شکریہ (وسائل بخشش ص ۳۰۴)

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۷۰﴾ 60 حج کرنے والا حاجی

حضرت سیدنا علی بن مؤثّق عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْحَقِّ كَا يَه سَاهُطُوَا حَجَّ تَهَا حَرَمِ

محترم میں حاضر تھے ان کے ذہن میں یکا یک خیال آیا کہ کب تک حج کے لیے ہر

سال ویرانوں اور جنگلوں کی خاک چھانو گے! اتنے میں نیند کا غلبہ ہوا، سو گئے اور

نبی آواز سنی: ”اُس کے لئے خوشخبری ہے جسے اُس کے مولا عَزَّوَجَلَّ نے دوست رکھا

اور اپنے گھر بلا کر بلند رتبے سے سرفراز فرمایا۔“ (روض الريحان ص ۱۰۷ ملخصاً)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ اَنْ پَر رَحْمَتِ هُوَ اَوْر اَنْ كَىٰ صَدَقَةِ هَمَارَى بَى

حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِيْنَ بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صُخْفَ مَا نَا مَکْرَیہ ظَالِمِ دَل

اُن کے رستے میں تُو تھکا نہ کرے! (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ
﴿۷۱﴾ رخصت کی اجازت کے منتظر جوان کو بشارت

حضرت سیدنا ذوالثنونِ مصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے کعبہ مُشْرِفَہ کے

پاس ایک جوان کو دیکھا جو مسلسل نماز پڑھے جا رہا تھا اور رُکنے کا نام ہی نہ

لیتا تھا۔ موقع ملنے پر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ نے اُس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ

واپس جانے کے بجائے مسلسل نمازیں پڑھے جا رہے ہو! کہنے لگا: اپنی مرضی

سے کیسے جاؤں! رخصت کی اجازت کا انتظار ہے! حضرت سیدنا ذوالثنونِ مصری

عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ابھی ہم باتیں ہی کر رہے تھے کہ اُس جوان کے

اوپر ایک رُقعہ گرا، اُس میں لکھا تھا: ”یہ خطِ خدائے عزیز و عَفَّار کی جانب سے

اِس کے شکر گزار اور مُخْلِص بندے کیلئے ہے، واپس جاتیرے اگلے پچھلے گناہ مُعَاف

ہیں۔“ (روض الریحین ص ۰۸۱ ملخصاً) اللهُ عَزَّوَجَلَّ کِی اُن پر رَحْمَتِ هُو اور ان

کے صَدَقے ہمارے حسابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مَحَبَّتِ مِیْنِ اِنِّیْ غُمَّ یَا اٰلِی

نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الہی (وسائلِ بخشش ص ۷۸)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۷۲﴾ مایوس نہ ہونے والا حاجی

حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَعِيْدُ فرماتے ہیں: ایک عابد کہتے ہیں: میں مُتَوَاتِر کئی سال تک حج کی سعادتِ عَظْمٰی سے سرفراز ہوتا رہا اور ہر سال ایک دَرَوَیْش کو کعبہ معظمہ کا دروازہ پکڑے دیکھا۔ جب وہ ”لَبَّيْكَ ط اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط“ کہتا تو غیب سے آواز سنائی دیتی: ”لَا لَبَّيْكَ“۔ میں نے چودھویں سال اُس شخص سے پوچھا: اے دَرَوَیْش تو بہرا تو نہیں؟ اُس نے جواب دیا: ”میں سب کچھ سُن رہا ہوں۔“ میں نے کہا: پھر یہ تکلیف کیوں اٹھاتا ہے؟ اُس نے کہا: یا شیخ! میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اگر بجائے 14 سال کے چودہ ہزار سال میری عمر ہو اور بجائے سال بھر کے، ہر روز ہزار بار یہ جواب ”لَا لَبَّيْكَ“ سنائی دے تو پھر بھی اس دروازے سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم مصروفِ گفتگو تھے کہ اچانک آسمان سے ایک کاغذ اُس کے سینے پر گرا، اُس نے وہ کاغذ میری طرف بڑھایا، میں نے پڑھا تو اُس میں لکھا تھا: ”اے مالک بن دینار! تو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرتا ہے کہ میں نے اس کے کئی سال کے حج قبول نہیں کیے، ایسا نہیں بلکہ اس مدت میں آنے والے تمام حاجیوں کے حج بھی اسی کی پکار کی بَرَکت سے قبول کیے ہیں تاکہ کوئی میری بارگاہ سے محروم نہ جائے۔“

دُعا قبول نہ ہونے کی حکمتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے ہمیں یہ بھی مدنی پھول ملے کہ قبولیتِ دُعا میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے، ہم تاخیر کی مصلحتیں نہیں جانتے، یقیناً قبولیتِ دُعا میں تاخیر بلکہ سرے سے دُعا کی قبولیت کا اظہار نہ ہونا بھی ہمارے حق میں مفید ہوتا ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والدِ گرامی رَئِیسُ الْمُتَكَلِّمِینِ حضرت مولانا قسّی علی خان عَلَیْہِ رَضِیَ اللهُ عَنْہُمْ کے فرمان کا خلاصہ ہے: حکمتِ الہی کہ کبھی تو براہِ نادانی کوئی چیز طلب کرتا ہے اور (وہ عَزَّوَجَلَّ) براہِ مہربانی تیری دُعا قبول نہیں فرماتا کیوں کہ تو جو مانگ رہا ہوتا ہے وہ اگر عطا کر دیا جائے تو تجھے نقصان پہنچے۔ مثلاً تو دولت مانگے اور تجھے مل جائے تو ایمانِ خطرے میں پڑ جائے، یا تو صحت مانگے اور اُس کا ملنا تیری آخرت کیلئے نقصان دہ ہو اس لئے وہ تیری دُعا قبول نہیں فرماتا۔

پارہ 2 سُورَةُ الْبَقَرَةِ آیت نمبر 216 میں ارشاد ہوتا ہے:

عَسَىٰ أَنْ تَجُوبُوا شَيْئًا وَهُوَ
شَرٌّ لَّكُمْ

ترجمہ کنز الایمان: قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو

وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۷۳﴾ کس کے در پر میں جاؤں گامولی!

دُعا قبول ہو یا نہ ہو مانگنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے اپنے پڑاؤزدگار
 عَزَّوَجَلَّ کو پکارتے رہنا بھی بہت بڑی سعادت اور حقیقت میں عبادت ہے۔
 اس ضمن میں ایک مزید حکایت ملاحظہ ہو: ایک ضعیف العمر بزرگ ایک
 نوجوان کے ساتھ حج کرنے گئے، جوں ہی احرام باندھ کر کہا: لَبَّيْكَ (یعنی میں
 تیری بارگاہ میں حاضر ہوں) غیب سے آواز آئی: لَّا لَبَّيْكَ (یعنی تیری حاضری قبول نہیں)
 نوجوان حاجی نے ان سے کہا: کیا آپ نے یہ جواب سنا؟ بوڑھے حاجی نے
 فرمایا: جی ہاں، میں تو 70 سال سے یہ جواب سن رہا ہوں! میں ہر بار عرض
 کرتا ہوں لَبَّيْكَ اور جواب آتا ہے لَّا لَبَّيْكَ: نوجوان نے کہا: پھر آپ کیوں،
 آتے، سفر کی تکالیف اٹھاتے اور خود کو تھکاتے ہیں؟ بوڑھے حاجی صاحب رو کر
 کہنے لگے: پھر میں کس کے دروازے پر جاؤں؟ مجھے خواہ رد کیا جائے یا
 قبول، میں نے تو بس یہیں آنا ہے، اس در کے سوا میری کہیں پناہ نہیں۔ غیب سے
 آواز آئی: ”جاؤ! تمہاری ساری حاضریاں قبول ہو گئیں۔“ (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۱۷۶)

وہ سنیں یا نہ سنیں اُن کی بہر حال خوشی

درِ دل ہم تو کہے جائیں گے ان شاء اللہ

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿۷۴﴾ حجاج بن یوسف اور ایک اعرابی

حجاج بن یوسف نے سخت گرمیوں کے موسم میں دورانِ سفر حج مکّہ مکرمہ زادما اللہ شرفاً و تعظیماً سے مدینہ منورہ زادما اللہ شرفاً و تعظیماً جاتے ہوئے راہ میں پڑاؤ کیا، ناشتے کے وقت خادم سے کہا: کسی مہمان کو ڈھونڈ لاؤ! وہ گیا اور اُس نے پہاڑ کی طرف ایک اعرابی (یعنی دیہاتی، بڈو) کو سویا ہوا دیکھ کر پاؤں سے ٹھوکر مار کر جگایا اور کہا: تم کو گورنر حجاج بن یوسف نے طلب فرمایا ہے۔ وہ اُٹھ کر حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے کہا: ”میرے ساتھ کھانا کھا لو۔“ اُس نے کہا: میں آپ سے بہتر کریم کی دعوت قبول کر چکا ہوں۔“ پوچھا: ”وہ کون ہے؟“ جواب دیا: ”اللہ عزوجلّ کہ اُس نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی اور میں نے رکھ لیا۔ حجاج بولا: ایسی شدید گرمی میں روزہ؟ جواب دیا: ہاں قیامت کی سخت ترین گرمی سے بچنے کے لیے۔ حجاج نے کہا: اچھا تو اب کل روزہ نہ رکھنا اور میرے ساتھ کھانا کھا لینا۔ کہا: کیا آپ کل تک میرے جینے کی ضمانت دے سکتے ہیں؟ بولا: ”یہ تو میرے بس میں نہیں۔ کہا: تعجب ہے کہ آپ آخرت کے معاملے میں بے بس ہونے کے باوجود دنیا طمسی میں لگے ہوئے ہیں! حجاج نے کہا: یہ کھانا نہایت عمدہ ہے۔ جواب دیا: اسے نہ آپ نے عمدہ کیا ہے نہ ہی طبّاخ (یعنی باورچی) نے، بلکہ اسے صحت و عافیت بخش ہونے کی خوبی نے عمدہ کیا ہے یعنی جو مریض ہو اُس کو لذت نہیں آتی مگر صحت مند کو یہ خوب بھاتا ہے اور صحت

وعافیت دینے والی ذات ربّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی ہے، لہذا اُس کا وِرْط مطلق جَلَّ جلالہ کی دعوت پر روزہ رکھنا چاہیے۔
(رفیق المناسک ص ۲۱۲)

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے
کوئی نہیں بھروسا اے بھائی! زندگی کا (وسائل بخشش ص ۱۹۵)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۷۵﴾ جن کا حج قبول نہ ہو ان پر بھی کرم ہو گیا

حضرت سیدنا علی بن موفّق عَیْبِهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَحْق فرماتے ہیں: میں نے 50 سے زائد حج کئے، سوائے ایک کے سب کا ثواب جناب رسالت مآب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، خلفائے اربعہ (یعنی چار یار) رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور اپنے والدین کو ایصال کیا، اب ایک حج باقی تھا (جس کا ابھی تک ایصال ثواب نہ کیا تھا)، میں نے میدانِ عَرَقات میں موجود لوگوں کو دیکھا اور ان کی آوازیں سنیں تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا اللهُ عَزَّوَجَلَّ اگر ان لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا حج مقبول نہیں ہوا تو میں نے اپنے حج کا اُسے ایصال ثواب کیا۔ پھر اُس رات جب میں مُزْدَلِفَہ میں سویا تو اللہ التَّوَاب عَزَّوَجَلَّ کا خواب میں دیدار کیا۔ اللہ تَعَالَى نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے علی بن موفّق! کیا تو مجھ پر سخاوت کرتا ہے؟ میں نے عَرَقات میں موجود تمام افراد، ان کی تعداد کے برابر مزید اور ان سے بھی دُگنے لوگوں کی مغفرت فرمادی ہے اور ان میں سے ہر فرد کی اس کے اہل خانہ

اور پڑوسیوں کے حق میں شفاعت قبول فرمائی ہے۔ (روض الریاحین، ص ۱۲۸)

کوئی حج کا سبب اب بنا دے مجھ کو کعبے کا جلوہ دکھا دے

دیدِ عرفات و دیدِ منیٰ کی

میرے مولیٰ تو خیرات دیدے (وسائلِ بخشش ص ۲۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۷۶﴾ سفرِ حج کے بہترین ہم سفر

ایک شخص نے حضرت سیدنا حاتم اصمؓ علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے عرض

کی: ”مجھے حج کا سفر درپیش ہے، کوئی ایسا ہم سفر بتائیے جس کی صحبتِ بابرکت کا فیض

لُٹتے ہوئے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ پیکس پناہ میں حاضر ہوسکوں۔“ فرمایا: ”اے

بھائی! اگر تم ہم نشین چاہتے ہو تو تلاوتِ قرآنِ مُبین کی ہم نشینی (یعنی صحبت) اختیار

کرو اور اگر ساتھی چاہتے ہو تو فرشتوں کو اپنا ساتھی بنا لو اور اگر دوست درکار ہو تو اللہ

عَزَّوَجَلَّ اپنے دوستوں کے دلوں کا مالک ہے اور اگر توشہ (یعنی زادِ سفر) چاہتے ہو تو

اللہ عَزَّوَجَلَّ پر یقین سب سے بہترین توشہ ہے اور کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے تصوّر

کرتے ہوئے خوشی سے اس کا طواف کرو۔“ (بحر المدوح ص ۱۲۵) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن

پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اَمِیْن بِجَاةِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مُعْزَہ شَقُّ الْقَمَرِ کا ہے ”مدینہ“ سے عیاں
 ”مہ“ نے شق ہو کر لیا ہے ”دین“ کو آغوش میں

شعر کا مطلب: اپنا تَحْيِيلُ پیش کرتے ہوئے اس شعر میں شاعر نے نہایت عمدہ بات
 کہی ہے، کہ بطورِ معجزہ چاند کے جو دو ٹکڑے ہوئے ہیں اس کا لفظ ”مدینہ“ سے یوں اظہار ہو
 رہا ہے کہ ”مدینہ“ کا پہلا حرف م اور آخری حرف ہ ملا دیں تو ”مہ“ یعنی چاند ہو اور ”مہ“ کے
 دونوں حروف م اور ہ کے بیچ میں لفظ ”دین“ موجود ہے جس سے لفظ ”مدینہ“ بن گیا! اور
 یوں گویا مدینہ نے ”دین“ کو اپنے دامن میں لیا ہوا ہے!

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ
عجیب انداز میں نفس کی گرفت

حضرت سیدنا ابو محمد مرثعش رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”میں نے ہیئت
 سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفر حج کسی قسم کا زائر راہ لئے بغیر کئے۔ پھر مجھ
 پر آشکار (یعنی ظاہر) ہوا کہ یہ سب تو میرے نفس کا دھوکا تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری
 ماں نے مجھے پانی کا گھڑا بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم
 گراں (یعنی بوجھ) گزرا، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفر حج میں میرے نفس نے
 میری موافقت فقط اپنی لذت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا
 نفس فناء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حق شرعی پورا کرنا (یعنی ماں کی اطاعت کرنا)
 اسے (یعنی نفس کو) بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا!“
 (الرسالۃ القشیریہ، ص ۱۳۵)

حُبِّ جاہ کی لذتِ عبادت کی مُشَقَّتِ آسان کر دیتی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے بڑو گارنِ دین رَحْمَتُ اللّٰهِ النَّبِیِّنِ کیسی مَدَنی سوچ رکھتے اور کس قدر عاجزی کے خوگر ہوتے ہیں۔ بعضوں کی عادت ہوتی ہے، کہ وہ عام لوگوں سے تو جھک جھک کر ملتے اور اُن کیلئے بچھ بچھ جاتے ہیں مگر والدین، بھائی بہنوں اور بال بچوں کے ساتھ اُن کا رویہ جارحانہ، غیر اخلاقی اور بسا اوقات سخت دل آزار ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ عوام میں عمدہ اخلاق کا مظاہرہ مقبولیتِ عامہ کا باعث بنتا ہے جبکہ گھر میں حسنِ سلوک کرنے سے عزت و شہرت ملنے کی خاص اُمید نہیں ہوتی! اس لئے یہ لوگ عوام میں خوب میٹھے میٹھے بنے رہتے ہیں! اسی طرح جو اسلامی بھائی بعض مُسْتَحَب کاموں کے لئے بڑھ چڑھ کر فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہیاں برتتے ہیں مثلاً ماں باپ کی اطاعت، بال بچوں کی شریعت کے مطابق تربیت اور خود اپنے لئے فرضِ عُلُوم کے حصول میں غفلت سے کام لیتے ہیں اُن کیلئے بھی اس حکایت میں عبرت کے نہایت اہم مَدَنی پھول ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن نیک کاموں میں ”شہرت ملتی اور واہ واہ! ہوتی ہے“ وہ دشوار ہونے کے باوجود آسانی سرانجام پا جاتے ہیں کیوں کہ حُبِّ جاہ (یعنی شہرت و عزت کی چاہت) کے سبب ملنے والی لذت بڑی سے بڑی مُشَقَّتِ آسان کر دیتی ہے۔ یاد رکھئے! ”حُبِّ جاہ“ میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ عبرت کیلئے دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ

والہ وسلم ملاحظہ ہوں: ﴿۱﴾ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طاعت (یعنی عبادت) کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی مَحَبَّت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں (فردوس الاخبار ج ۱ ص ۲۲۳ حدیث ۱۵۶۷)

﴿۲﴾ دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی حَبِّ مال و جاہ (یعنی مال و دولت اور عزت و شہرت کی حَبِّت) مسلمان کے دین میں مچاتی ہے۔ (ترمذی ج ۴ ص ۱۶۶ حدیث ۲۳۸۳)

حَبِّ جاہ کے متعلق اہم ترین مدنی پھول

”حَبِّ جاہ“ کے تعلق سے اِحیاء العلوم کی جلد 3 صفحہ 616 تا 617 کو سامنے رکھ کر کچھ مدنی پھول پیش خدمت ہیں: ”(حَبِّ جاہ و ریا) نفس کو ہلاک کرنے والے آخری اُمور اور باطنی مکرو فریب سے ہے، اس میں علماء، عبادت گزار اور آخرت کی منزل طے کرنے والے لوگ مبتلا کیے جاتے ہیں، اس طرح کہ یہ حضرات بسا اوقات خوب کوششیں کر کے عبادات بجالانے، نفسانی خواہشات پر قابو پانے بلکہ شہوات سے بھی خود کو بچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اپنے اعضاء کو ظاہری گناہوں سے بھی بچا لیتے ہیں مگر عوام کے سامنے اپنے نیک کاموں، دینی کارناموں اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کی جانے والی کاوشوں جیسے کہ میں نے یہ کیا، وہ کیا، وہاں بیان تھا، یہاں بیان ہے، بیانات (کرنے یا نعت پڑھنے) کیلئے اتنی اتنی تاریخیں ”بک“ ہیں، مدنی مشورے میں رات اتنے بج گئے اور آرام نہ ملنے کی تھکن ہے اسی لئے آواز بیٹھی ہوئی ہے۔“ مدنی قافلے

میں سفر ہے، اتنے اتنے مدنی قافلوں میں یادنی کاموں کیلئے فلاں فلاں شہروں، ملکوں کا سفر کر چکا ہوں وغیرہ وغیرہ کے اظہار کے ذریعے اپنے نفس کی راحت کے طلبگار ہوتے ہیں، اپنا علم و عمل ظاہر کر کے مخلوق کے یہاں مقبولیت اور ان کی طرف سے ہونے والی اپنی تعظیم و توقیر، واہ واہ اور عزت کی لذت حاصل کرتے ہیں، جب مقبولیت و شہرت ملنے لگتی ہے تو اُس کا نفس چاہتا ہے کہ علم و عمل لوگوں پر زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونا چاہئے تاکہ اور بھی عزت بڑھے لہذا وہ اپنی نیکیوں، علمی صلاحیتوں کے تعلق سے مخلوق کی اطلاع کے مزید راستے تلاش کرتا ہے اور خالقِ عَزَّوَجَلَّ کے جاننے پر کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ میرے اعمال سے باخبر ہے اور مجھے آج دینے والا ہے فتناعت نہیں کرتا بلکہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کی واہ واہ اور تعریف کریں اور خالقِ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حاصل ہونے والی تعریف پر فتناعت نہیں کرتا، نفس یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ لوگوں کو جب اس بات کا علم ہوگا کہ فلاں بندہ نفسانی خواہشات کا تارک ہے، شہمات سے بچتا ہے، راہِ خدا میں خوب پیسے خرچ کرتا ہے، عبادات میں سخت مشقت برداشت کرتا ہے خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ میں خوب آہ و زاری کرتا اور آنسو بہاتا ہے، مدنی کاموں کی خوب دھومیں مچاتا ہے، لوگوں کی اصلاح کیلئے بہت دل جلاتا ہے، خوب مدنی قافلوں میں سفر کرتا کرتا ہے، زبان، آنکھ اور پیٹ کا قفلِ مدینہ لگاتا ہے، روزانہ فیضانِ سنت کے اتنے اتنے درس دیتا ہے، مدرسۃ المدینہ (بالغان)، صدائے مدینہ، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کا بڑا ہی پابند ہے تو اُن (لوگوں) کی زبانوں پر اس (بندے) کی خوب تعریف جاری ہوگی، وہ اسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں گے، اس کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے

باعثِ سعادت اور سرمایہٴ آخرت سمجھیں گے، حصولِ برکت کیلئے مکان یا مکان پر ”دوقدم“ رکھنے، چل کر دو عافرا دینے، چائے پینے، دعوتِ طعام قبول کرنے کی نہایت لجاجت کے ساتھ درخواستیں کریں گے، اس کی رائے پر چلنے میں دو جہاں کی بھلائی تصور کریں گے، اسے جہاں دیکھیں گے خدمت کریں گے اور سلام پیش کریں گے، اس کا جھوٹا کھانے پینے کی جڑھں کریں گے، اس کا تحفہ یا اس کے ہاتھ سے مَس کی ہوئی چیز پانے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے، اس کی دی ہوئی چیز چو میں گے، اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیں گے، اجتراماً ”حضرت! حضور! یاسیدی!“ وغیرہ القاب کے ساتھ خاشعانہ انداز اور آہستہ آواز میں بات کریں گے، ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر دُعاؤں کی التجائیں کریں گے، مجالس میں اس کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہو جائیں گے، اسے ادب کی جگہ بٹھائیں گے، اس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے، اس سے پہلے کھانا شروع نہیں کریں گے، عاجزانہ انداز میں تحفے اور نذرانے پیش کریں گے۔ توضیح کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا (مثلاً خادم و غلام) ظاہر کریں گے، خرید و فروخت اور معاملات میں اس سے مروت برتیں گے، اس کو چیزیں عمدہ کوالٹی کی اور وہ بھی سستی یا مفت دیں گے۔ اس کے کاموں میں اس کی عزت کرتے ہوئے جھک جائیں گے۔ لوگوں کے اس طرح کے عقیدت بھرے انداز سے نفس کو بہت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور یہ وہ لذت ہے جو تمام خواہشات پر غالب ہے، اس طرح کی عقیدت مندوں کی لذتوں کے سبب گناہوں کا چھوڑنا اُسے معمولی بات معلوم ہوتی ہے

کیوں کہ ”حُبِّ جاہ“ کے مریض کو نفس گناہ کروانے کے بجائے اُلٹا سمجھاتا ہے کہ دیکھ گناہ کریگا تو عقیدت مند آنکھیں پھیر لیں گے! لہذا نفس کے تعاون سے معتقدین میں اپنا وقار برقرار رکھنے کے جذبے کے سبب عبادت پر استقامت کی شدت اُس کو نرمی و آسانی محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ باطنی طور پر لذتوں کی لذت اور تمام شہوتوں (یعنی خواہشات) سے بڑی شہوت (یعنی عوام کی عقیدت سے حاصل ہونے والی لذت) کا ادراک (یعنی پہچان) کر لیتا ہے، وہ اس خوش فہمی میں پڑ جاتا ہے کہ میری زندگی اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی مرضی کے مطابق گزر رہی ہے، حالانکہ اُس کی زندگی اُس پوشیدہ (حُبِّ جاہ یعنی اپنی واہ واپنے والی چھپی) خواہش کے تحت گزرتی ہے جس کے ادراک (یعنی سمجھنے) سے نہایت مضبوط عقلیں بھی عاجز و بے بس ہیں، وہ عبادتِ خداوندی میں اپنے آپ کو نخلص اور خود کو اللہ تعالیٰ کے محارم (حرام کردہ معاملات) سے اجتناب (یعنی پرہیز) کرنے والا سمجھ بیٹھتا ہے! حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ وہ تو بندوں کے سامنے زب و زینت اور تَصَنُّع (یعنی بناوٹ) کے ذریعے خوب لذتیں پارہا ہے، اسے جو عزت و شہرت مل رہی ہے اس پر بڑا خوش ہے۔ اس طرح عبادتوں اور نیک کاموں کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے اور اس کا نام منافقوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور وہ نادان یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل ہے!

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الہی (وسائلِ بخشش ص ۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے حاجیوں کے لئے مدنی پھول

بعض مالدار بار بار حج و عمرہ کو جاتے، اس کی گنتی خوب یاد رکھتے، بارہا بغیر ضرورت بے پوچھے لوگوں کو اپنے حج و عمرہ کی تعداد بتاتے اور سفرِ مدینہ کے ”کارنامے“ سناتے ہیں، ان کو احساس تک نہیں ہوتا کہ کہیں ریاکاری کی تباہ کاری میں نہ جا پڑیں۔ حَظِیم شریف کا داخلہ بھی حالانکہ عین کعبہ مُشْرِفہ ہی کا داخلہ ہے جو ہر ایک کو نصیب ہو سکتا ہے مگر اس کا تذکرہ کوئی نہیں کرتا اور اگر کسی کو دروازہ کعبہ کے اندر داخلہ یا کسی ملک کے سربراہ کے ساتھ سُنہری جالیوں کے اندر حاضری کی سعادت مل جائے تو اپنے منہ سے اپنے فضائل بیان کرتے نہیں تھکتا۔ اسی طرح بعض لوگ اپنے فضائل اس طرح بیان کرتے بھی سنائی دیتے ہیں کہ صاحب! وہاں تو ہم نے جو مانگا وہ ملا، ہر تمنا پوری ہوئی، فُلاں کی ملاقات کی خواہش ہوئی تھوڑی ہی دیر میں مل گئے وغیرہ۔ اس طرح اپنے منہ ”میاں مٹھو“ بن کر یہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ ہمارا وقار بلند ہوگا حالانکہ ایسا ہونا ضروری نہیں، ہو سکتا ہے بعض لوگ اس کا مطلب یہ بھی لیتے ہوں کہ ”یہ حاجی صاحب“ مقاماتِ مقدّسہ کی عظمت کے بیان کے ساتھ ساتھ اپنی ”کرامت“ بھی سنارہے ہیں! ہاں بطورِ تَحَدِیثِ نِعْمت یا دوسروں کو رغبت دلانے کی نیت سے اپنے اوپر ہونے والے انعاماتِ الہیہ کے تذکرے میں حَرَج نہیں۔ بہر حال ہر ایک کو اپنی نیت پر غور کر لینا ضروری ہے کہ میں فُلاں

اگر مَعَاذَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دل میں ریا اور دکھاوے کا ارادہ تھا تو ریاکارانہ عمل کو تحدیثِ نعمت میں کھپانے کی ”ریاکاری در ریاکاری“ کا الزام مزید برآں۔ مدنی التجا ہے کہ زبان پر قفلِ مدینہ لگانے کی کوشش کیجئے کہ زبان کی بظاہر معمولی نظر آنے والی لغزش بھی جہنم میں جھونک سکتی ہے!

دو حج ضائع کر دینے

مشہور محدث حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیٰ کہیں مدعو تھے میزبان نے اپنے خادم سے کہا: اُن برتنوں میں کھانا کھلاؤ جو میں دوسری بار کے حج میں لایا ہوں، سیدنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِیٰ نے سُن کر فرمایا: مسکین! تو نے ایک جملے میں دو حج ضائع کر دیئے!

(احسن الوعاء لآداب الدعاء، ص ۱۵۷)

عطا کردے اخلاص کی مجھ کو نعمت
نہ نزدیک آئے ریا یا الہی (وسائل بخشش ص ۷۷)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکیاں چھپاؤ

بے ضرورت اپنے حج و عمرہ کی تعداد، تلاوت کردہ قرآن پاک اور دُرود پاک اور دیگر اُراد پڑھنے کی گنتی بتانے والوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔
(اخلاص کے متلاشی دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کا جاری کردہ بیان کا

آڈیو کیسیٹ ’نیکیاں چھاؤ‘ حاصل کر کے سنئے) بلا حاجت اپنے آپ کو حاجی، قاری، حافظ کہنے لکھنے والے بھی غور کریں کہ وہ حج یا فنِ قراءت یا حفظِ قرآنِ پاک سے مُشرّف ہونے کا بہ بانگِ ڈہل اعلان کر کے کیا لینا چاہ رہے ہیں؟ ہاں، لوگ اپنی مرضی سے ایسوں کو حاجی صاحب، قاری صاحب یا حافظ صاحب کہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ بزرگوں کے حج کی تعداد کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ یا تو ان کے خُدا م نے ان کو روایت کیا ہو گا یا تحدیثِ نعمت کے لئے بزبانِ خود ارشاد فرمایا ہو گا۔ سراپاِ اخلاص بندوں کا منشاء ہرگز نیک نامی یا اپنی پارسائی کا سکہ جمانا نہیں ہوتا۔ یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اگر کوئی حاجی اپنے حج وغیرہ کی تعداد بتائے بھی تو ہمیں اسے ریاکار کہنے کی اجازت نہیں کیوں کہ دلوں کا حال ربّ ذوالجلال جانتا ہے، ہم پر لازم ہے کہ حسنِ ظن سے کام لیں۔

﴿۷۷﴾ ایک بزرگ کا شیطان سے مکالمہ

کسی بزرگ نے حج کے روزِ عَرَفَات شریف کے میدان میں شیطان کو بيشکلِ انسان اس حال میں دیکھا کہ وہ نہایت کمزور و زرد رُو ہے، اس کی پیٹھ ٹوٹی ہوئی ہے اور رو رہا ہے۔ بزرگ کے پوچھنے پر اُس نے اپنے رونے کا سبب کچھ یوں بتایا کہ چونکہ یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے حاجی اکٹھے ہوئے ہیں، لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو رسوا نہیں کرے گا، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں سارے ہی

بخش نہ دیئے جائیں! اپنی کمزوری کا سبب اُس نے راہِ خدا کے مسافروں کے گھوڑوں کا ہتھکنا (ہن-ہ-نانا) بتایا اور بصد افسوس کہا کہ اگر یہ سوار (یعنی راہِ خدا کے مسافر) میری پسند کے (یعنی غفلتوں اور گناہوں بھرے) راستوں پر ہوتے تو بہت خوب تھا۔ زردروئی یعنی چہرہ پیلا پڑ جانے کا سبب اُس نے عبادت پر لوگوں کا ایک دوسرے کی مدد کرنا قرار دیا۔ اُن بزرگ نے جب یہ پوچھا کہ تیری کمر کیوں ٹوٹی ہوئی ہے؟ تو بولا: بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا ہے: ”یا اللہ! میرا خاتمہ بالآخر فرما“ تو مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے اور میری خواہش ہوتی ہے کہ یہ اپنے نیک عمل کو ”کچھ“ (یعنی بڑا کارنامہ) سمجھے، اس پر خوب اترائے اور پھولے تاکہ برباد ہو، مجھے اس بات کا خوف آتا ہے کہ کہیں اس کو یہ سمجھ نہ آجائے کہ اپنے عمل پر اترانا نہیں چاہئے بلکہ صرف و صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۲۲ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۷۸﴾ بلندی چاہنے والے کی رسوائی

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ فرماتے ہیں: میں نے مَکَّہ مَکْرَمَہ زَاكَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا میں صفا اور مروہ کے درمیان ایک خچر سوار دیکھا، کچھ غلام ”ہٹ جاؤ! ہٹ جاؤ!“ کی آوازیں لگا کر اُس کے سامنے سے لوگوں کو ہٹا رہے تھے۔ کچھ عرصے بعد مجھے وہی شخص بغداد میں لمبے بال، ننگے پاؤں اور حسرت زدہ

نظر آیا، میں نے حیرت سے پوچھا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟“ جواب دیا: میں نے ایسی جگہ (یعنی مکہ پاک میں) ”بلندی“ (بڑائی) چاہی جہاں لوگ ”عاجزی“ کرتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ایسی جگہ رُسا کر دیا جہاں لوگ بلندی پاتے ہیں۔ (الزواج عن اقتراف الكبائر ج ۱ ص ۱۶۴)

وہی سرِ بر سرِ محشر بلندی پائے گا جو سر

یہاں دنیا میں ان کے آستانے پر جھکا ہوگا (وسائلِ بخشش ص ۱۸۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۷۹﴾ حج کی خواہش تھی مگر پلے زر نہ تھا

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے ایک بار اپنے

غلام مُراحم سے فرمایا: میری حج کی خواہش ہے، کیا تمہارے پاس کچھ رقم ہے؟

عرض کی: دس دینار سے کچھ زائد ہیں۔ فرمایا: اتنی سی رقم میں حج کیونکر ہو سکتا

ہے! کچھ ہی دن گزرے تھے کہ مُراحم نے عرض کی: یا امیر المؤمنین!

بتیاری کیجئے، ہمیں بئو مروان کے مال سے 17 ہزار دینار (سونے کی اشرفیاں)

مل گئے ہیں۔ فرمایا: ان کو بیٹ الہمال میں جمع کروادو، اگر یہ حلال کے ہیں تو ہم

بقدرِ ضرورت لے چکے ہیں اور اگر حرام کے ہیں تو ہمیں چاہئیں۔ مُراحم کا

بیان ہے کہ جب امیر المؤمنین نے دیکھا کہ یہ بات مجھ پر رگراں (ناگوار)

گزری ہے تو فرمایا: دیکھو مُراحم! جو کام میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کیا کروں

اُسے گراں (بوجھ) نہ سمجھا کرو، میرا نفس ترقی پسند اور خوب سے خوب تر کا مُشْتاق (طلبگار) ہے، جب بھی اسے کوئی مرتبہ ملا اس نے فوراً اس سے بلند تر مرتبے کے حُصُول کی کوشش شروع کر دی، دُنیاوی مَنَاصِب (یعنی عہدوں) میں سے بلند تر مَنَصَب (یعنی عہدہ) خِلافت ہے جو میرے نفس کو حاصل ہو چکا ہے، اب یہ صرف اور صرف جَنّت کا مُشْتاق ہے۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم ص ۵۳)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كِي اَنْ پَر رَحْمَتِ هُو اور ان كے صَدَقے هَمَارِي بے حساب مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِينِ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

آخری عمر ہے کیا رونق دینا دیکھوں

اب فقط ایک ہی دُھن ہے کہ مدینہ دیکھوں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں ان لوگوں کے لئے دَرَسِ

عبرت ہے جو رشوت، سود، جوئے، تجارت میں دھوکا اور جھوٹ جیسے ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرتے ہیں اور اسی میں سے حج کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے

بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ خبردار! یہ کامیابی نہیں بلکہ ”چوری اور سینہ زوری“ والا معاملہ ہے اور اس کا انجام بہت بھیانک ہے۔ حدیث شریف میں

ہے: جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لَبَّيْكَ کہتا ہے، تو اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُس شخص سے ارشاد فرماتا ہے: نہ تیری لَبَّيْكَ قبول، نہ خدمت پذیر (یعنی منظور) اور تیرا حج تیرے منہ پر

مردود ہے، یہاں تک کہ تو یہ مال حرام کہ تیرے قبضے میں ہے اُس کے مُشَقَّقوں کو واپس دے۔

(التذکرۃ فی الوعظ لابن جوزی ص ۱۲۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۸۰﴾ ہر دل عزیز خلیفہ

مقبولیّت اور ہر دل عزیز کی بھی ایک ہیبت بڑا اعزاز ہے، حُسنِ اخلاق

اور عدل و انصاف کی بدولت امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ

رَضَۃُ اللهِ الْعَزِیْزِ کو یہ حاصل تھا، چنانچہ آپ رَضَۃُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ ایک بار حج کے موسم

بہار میں جب میدانِ عَرَفا ت پہنچے تو لوگوں کی توجّہ کا مرکز بن گئے۔ حضرت

سیدنا سہیل بن ابی صالح رَضَۃُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ بھی اُس جُوم میں موجود تھے، انہوں

نے اپنے والدِ محترم سے عرض کی: وَاللّٰہ! میرے خیال میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ عمر بن

عبدالعزیز عَلَیْہِ رَضَۃُ اللهِ الْعَزِیْزِ سے مَحَبَّت فرماتا ہے، والدِ صاحب نے اس کی

دلیل پوچھی تو کہا: لوگوں کے دلوں میں ان کی خوب عزّت ہے، پھر یہ حدیث

پاک بیان کی کہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جب

کسی بندے سے مَحَبَّت کرتا ہے تو جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَام) سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے

مَحَبَّت کرتا ہوں تم بھی اس سے مَحَبَّت کرو چنانچہ (حضرت) جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَام) اُس

سے مَحَبَّت کرتے ہیں، پھر آسمان والوں میں ندا دیتے (یعنی اعلان کرتے) ہیں کہ

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فلاں سے مَحَبَّت رکھتا ہے تم لوگ بھی اس سے مَحَبَّت کرو، چنانچہ آسمان

والے اُس سے مَحَبَّت کرنے لگتے ہیں، اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو دنیا میں مقبول عام بنا دیتا ہے۔ (تاریخ و مشق ج ۴۵ ص ۱۴۵) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاۗلِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

وہ کہ اس در کا ہوا خَلْقِ خُدا اُس کی ہوئی

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اُس سے پھر گیا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۸۱﴾ بُرَقِ پُوشِ اَعْرَابِیَّہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 397

صفحات پر مشتمل کتاب، ”پردے کے بارے میں سوال جواب“ صَفْحَہ 339 تا 341 پر ہے: حضرت سیدنا سلیمان بن یسار عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَظِیْمَاۗتِ اِتْبَهَائِی مُتَقِی

و پر ہیزگار، بے حد خُبرو اور حسین نوجوان تھے۔ سفرِ حج کے دوران مقامِ ابواء پر

ایک بار اپنے خیمے (CAMP) میں تنہا تشریف فرما تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا

رفیق سفر کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گیا ہوا تھا۔ ناگاہ ایک بُرَقِ پُوشِ اَعْرَابِیَّہ (یعنی

عرب کی دیہاتی عورت) خیمے میں داخل ہوئی اور اُس نے چہرے سے نقاب اٹھا دیا!

اُس کا حُسن بہت زیادہ فتنہ برپا کر رہا تھا! کہنے لگی: مجھے ”کچھ“ دیجئے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ

تَعَالٰی عَلَیْہِ سمجھے شاید روٹی مانگ رہی ہے۔ کہنے لگی: میں وہ چاہتی ہوں جو بیوی اپنے

شوہر سے چاہتی ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے خوفِ خدا سے لرزتے ہوئے

فرمایا: ”تجھے میرے پاس شیطان نے بھیجا ہے۔“ اتنا فرمانے کے بعد اپنا سر

مبارک گھٹنوں میں رکھ کر بساواز بلند رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر مُرقع پوش اعرابیہ گھبرا کر تیز تیز قدم اٹھائے خیمے سے باہر نکل گئی۔ جب رفیق (ساتھی) آیا اور دیکھا کہ رورور کر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے آنکھیں سُجا دیں اور گلا بٹھادیا ہے، تو اُس نے سبب گریہ (یعنی رونے کا سبب) دریافت کیا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اَوَّلًا ثَلَاثُمُ لَوْلُوس سے کام لیا مگر اُس کے پیہم اصرار پر حقیقت کا اظہار کر دیا تو وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ فرمایا: اُنم کیوں روتے ہو؟ عرض کی: مجھے تو زیادہ رونا چاہئے کیوں کہ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید صَبْر نہ کر سکتا (یعنی ہو سکتا ہے گناہ میں پڑ جاتا)۔ دونوں حضرات رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِما روتے رہے یہاں تک کہ مِگَّةٌ مُكْرَمَةٌ زَاكَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں حاضر ہو گئے۔ طوافِ وَسْعَى وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سَيِّدُ نَاسِلِيمَانَ بنِ يَسَارِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَفَّارِ حِجْرِ اسود کے پاس تشریف لائے اور چادر سے گھٹنوں کے گرد گھیرا باندھ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں اُوگھ آگئی اور عالمِ خواب میں پہنچ گئے، ایک حُسن و جمال کے پیکر، مُعَطَّرٌ مُعَطَّرٌ خُوشِ لِبَاسِ دراز قد بُوْرُؤُگِ نظر آئے، حضرت سَيِّدُ نَاسِلِيمَانَ بنِ يَسَارِ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَفَّارِ نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں (الله عَزَّوَجَلَّ کا نبی) يُوْسُفُ ہوں۔ عرض کی: يَا نَبِيَّ اللهِ! عَلَيَّ بَيْتِنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ زُلَيْخَا کے ساتھ آپ کا واقعہ عجیب ہے۔ فرمایا: مَقَامِ اَبْوَاءِ پُرَا اَعْرَابِيَّةِ کے ساتھ ہونے والا آپ کا واقعہ عجیب تر (یعنی زیادہ عجیب) ہے۔ (اَحْيَاءُ الْعُلُومِ ج ۳ ص ۱۳۰ مُلَخَّصًا) اللهُ عَزَّوَجَلَّ كَيْ اَنْ پَر رَحْمَتِ هُو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اَمِيْنِ بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

دیکھا آپ نے! حج کے مبارک سفر میں شیطان کس طرح حاجیوں کو گناہوں میں پھنسانے کی ترکیبیں کرتا ہے مگر قربان جائیے عاشقانِ رسول کے پاکیزہ کردار پر کہ وہ شیطان کے ہر وار کو ناکام بناتے چلے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا سلیمان بن یسار عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَلَّامِ نے خود چل کر آنے والی مرقع پوش اعرابیہ کو ٹھکرا دیا بلکہ خوفِ خدا سے رونادھونا مچا دیا، جس کے نتیجے میں حضرت سیدنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَامُ نے خواب میں تشریف لا کر آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بہر حال دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ جس مخالف (یعنی مرد کا عورت اور عورت کا مرد) لاکھ دل لہمائے اور گناہ پر اُکسائے مگر انسان کو چاہئے کہ ہرگز شیطان کے دام ترویر (تڑ-ویر، یعنی دھوکے) میں نہ آئے، ہر صورت میں اُس کے چنگل سے خود کو بچائے اور خوب اجر و ثواب کمائے۔

آجری عمر ہے کیا رونقِ دنیا دیکھوں
اب فقط ایک ہی دُھن ہے کہ مدینہ دیکھوں
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

﴿۸۲﴾ بکثرت رونے والا حاجی

حضرت سیدنا مَخْوَل رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا بُہَیْمِ عَجَلِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَدَّاعِ نے مجھ سے فرمایا: میرا حج کا ارادہ ہے کسی کو میرا

رفیقِ سفر بنا دیجئے۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو اُن کے ساتھ سفرِ مدینہ پر آمادہ کر لیا۔ دوسرے دن میرا پڑوسی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میں حضرت سیدِ نابھیم کے ساتھ نہیں جاسکتا۔ میں نے حیرت سے کہا: خدا کی قسم! میں نے کوفہ بھر میں ان جیسا بااخلاق آدمی نہیں دیکھا آخر کیا وجہ ہے کہ تم ان کی رفاقت سے خود کو محروم کر رہے ہو؟ وہ بولا: میں نے سنا ہے کہ وہ اکثر روتے رہتے ہیں، اس لیے ان کے ساتھ میرا سفر خوشگوار نہیں رہے گا۔ میں نے اُس کو سمجھایا کہ یہ بہت اچھے بزرگ ہیں، ان کی صحبت ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے نہایت مَنفَعَت بخش ہوگی۔ وہ مان گیا۔ جب سفر کے لیے اُونٹوں پر سامان لا دیا جانے لگا تو حضرت سیدِ نابھیم عَجَلی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے ایک دیوار کے قریب بیٹھ کر رونے میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی داڑھی مبارک اور سینہ اشکوں سے تر ہو گیا اور آنسو زمین پر پڑ پڑ کرنے لگے۔ میرے پڑوسی نے گھبرا کر مجھ سے کہا: ابھی تو سفر کی شروعات ہے اور ان کا یہ حال ہے خدا جانے آگے کیا عالم ہوگا! میں نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے کہا: گھبرائیے نہیں سفر کا معاملہ ہے، ہو سکتا ہے بال بچوں کی جدائی میں رورہے ہوں اور آگے چل کر قرار آجائے۔ حضرت سیدِ نابھیم عَجَلی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یہ بات سُن لی اور فرمایا: وَاللّٰہ! ایسی بات نہیں، اس سفر کے سبب مجھے ”سفر

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعہ

مسجد شہین

آخرت“ یاد آ گیا۔ یہ فرماتے ہی چینیں مار مار کر رونے لگے۔ پڑوسی نے پھر پریشانی کے عالم میں مجھ سے کہا: میں ان کے ہمراہ کیسے رہ سکوں گا! ہاں ان کا سفر حضرت سیدنا داؤد طائی اور سیدنا سلام ابو الاحوص رَحِمَهُمَا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ یہ ہر دو حضرات بھی بہت روتے ہیں، اُن کے ساتھ ان کی ترکیب خوب رہے گی اور ملکر خوب رویا کریں گے۔ میں نے پھر پڑوسی کی ہمت بندھائی، آخر کار وہ اُن کے ساتھ سفرِ مدینہ پر روانہ ہو گیا۔ حضرت سیدنا مُحَمَّدٌ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: جب حج سے ان کی واپسی ہوئی تو میں اپنے پڑوسی حاجی کے پاس گیا، اُس نے بتایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر دے، میں نے ان جیسا آدمی کہیں نہیں دیکھا، حالانکہ میں مالدار تھا پھر بھی غریب ہونے کے باوجود وہ مجھ پر خوب خرچ کرتے تھے، بوڑھے ہونے کے باوجود روزے رکھتے، مجھ بے روزہ جوان کے لیے کھانا بناتے اور میری بے حد خدمت کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ تو ان کے رونے کے سبب پریشان ہوتے تھے اب کیا ذہن ہے؟ کہا: پہلے پہل میں بلکہ دیگر قافلے والے بھی ان کے رونے کی کثرت سے گھبرا جاتے تھے مگر آہستہ آہستہ ان کی صحبت کی برکت سے ہم پر بھی رقت طاری ہونے لگی اور ان کے ساتھ ہم سب بھی مل کر روتے تھے۔ حضرت سیدنا مُحَمَّدٌ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ کہتے ہیں: اس کے بعد میں حضرت

مقام ابراہیم

حجرِ اسود

غار ثور

غار حرا

جبل احد

محراب نبوی

مبصر رسول

سَيِّدُ نَابُهُيْمِ عَجَلِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِي كِي خدومت ميں حاضر هو اور اپنے پڑوسی حاجی کے بارے ميں دريافت كيا تو فرمايا: بيهُت اچھا رفيق (ساتھی) تھا، ذِكْرُ اللَّهِ اور قرآنِ كريم كی تلاوت كی كثرت كرتا تھا اور اس كے آنسو بہت جلد بہ جایا كرتے تھے۔ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تم كو جزائے خير عطا فرمائے۔ (البحر العميق ج ۱ ص ۳۰۰ مُخَصَّصًا) اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كی اُن پر رَحْمَتِ هُو اور اُن كے صَدَقَةِ هُماری بے حساب مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يَا رَحْمِيْ پاك ميں روئے جو عمر بھر

مولیٰ مجھے تلاش اسی چشمِ تری كی ہے

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

﴿۸۳﴾ حاجیوں كی حیرت انگیز خیر خواہی

مشہور تابعی بزرگ حضرت سَيِّدُ نَاعِبِدِ اللّٰهِ ابْنِ مُبَارَكِ رَحْمَةُ اللَّهِ

تعالیٰ علیہ نے حج كا ارادہ كيا تو كئی عاشقانِ رسول ساتھ چلنے كے لئے تیار ہو گئے،

آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے سب سے اخراجات ليكر ايك صندوق ميں ڈال كر محفوظ

كر لئے، پھر اپنے پلے سے سب كے لئے سُواریاں كرائے پر لیں اور قافلہ

سُوئے حرمِ رَواں دَواں ہو گیا۔ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ قافلے والوں كو اپنی جیب

خاص سے عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے رہے۔ جب یہ قافلہ بغداد شریف پہنچا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے سب کے لئے بہترین لباس اور کھانے پینے کا کثیر سامان خریدا۔ قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا بالآخر مَدِينَةُ الْمُنَوَّرَةِ زَادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا حَاضِرُ هُوَ كَمَا آتَى رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اپنے ہر ہر رفیق کو مَدِينَةُ الْمُنَوَّرَةِ زَادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا سے اُن کے گھر والوں کی فرمائش کے مطابق چیزیں خرید کر عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد قافلہ مکہ معظمہ زَادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی پُر نور فُضَاؤُنْ میں داخل ہوا اور مَنَاسِكِ حَجِّ ادا کئے۔ حج کے بعد یہاں سے بھی اپنے پلے سے سب کو تَبَوُّكَاتِ وغیرہ خرید کر دیئے۔ واپسی میں بھی راستے بھر عاشقانِ رسول پر دل کھول کر خرچ کیا۔ جب قافلہ اپنے وطن پہنچ گیا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ان کے گھروں پر حسبِ ضرورت پلستر وغیرہ کروا کر چونا کروادیا۔ تین دن بعد اپنے قافلے کے تمام حاجیوں کی دعوت کی اور بطورِ سوغات انہیں بہترین ملبوسات عطا کئے، جب سب کھانا کھا چکے تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے صَدَقَاتُ مَنَّاوُکْرُکُوْلَا اور ہر ایک حاجی کی رُمبُوں کی تُوں واپس کر دی۔ (عُیُونَ الْحَکَایَاتِ ص ۲۵۴ مَلَخَصًا) اللهُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَتُ هُوَ اُوْر اُن کے صَدَقَةُ هَمَارِي بے حساب مَغْفِرَتُ هُو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا

تارے رکھتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۸۴﴾ امام شافعی کی سفرِ حرم میں سخاوت

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہمارے

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی سخاوت بے مثل تھی، اور کیوں نہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: اللہ تَعَالٰی نے اپنے ہر ولی کو اچھے اخلاق اور سخاوت کی فطرت عنایت فرمائی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ۴، ص ۴۷۲)

منقول ہے، سیدنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی جب (یمن کے شہر) مَحْعَا سے مگہ مکرّمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی طرف آئے تو آپ کے پاس دس ہزار درہم تھے، مکے شریف کے باہر خیمہ لگایا اور چادر بچھا کر ساری رقم اُس پر ڈال دی، جو بھی آتا اُسے مٹھی بھر کر عطا فرمادیتے، جب ظہر کی نماز پڑھی تو وہ چادر جھاڑ دی، اُس پر ایک درہم بھی باقی نہ بچا تھا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۱۰ ملخصاً)

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!

ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۸۵﴾ میں کیوں نہ روؤں؟

حضرت سیدنا امام محمد باقر عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّاب جب حج کے لئے مگہ

مکرمہ زاد کا اللہ شہداء تعظیماً تشریف لے گئے اور مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو بیٹ اللہ شریف کو دیکھا تو رونے لگے حتیٰ کہ رونے میں آپ کی آواز بلند ہو گئی کسی نے عرض کی: یاسیدی! سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئی ہیں، اس قدر زور سے گریہ وزاری نہ فرمائیے۔ فرمایا: ”کیوں نہ روؤں! شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کے سبب مجھ پر رحمت کی نظر فرمادے اور میں بروز قیامت اُس کی بارگاہ میں کامیاب ہو جاؤں۔“ پھر آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے طواف کیا اور ”مقامِ ابراہیم“ پر نماز پڑھی جب سجدے سے سر اٹھایا تو سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر تھی۔ (روضُ الرِّیاحین ص ۱۱۳) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کِسِیْ اُنْ پَر رَحْمَتِ هُوْ اُوْر اُنْ کِے صَدَقَہِ هَمَارِیْ بَے حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔**

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ارے زائرِ مدینہ! تو خوشی سے ہنس رہا ہے

دلِ غمزہ جو پاتا تو کچھ اور بات ہوتی (وسائلِ بخشش ص ۳۰۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۸۶﴾ لَبِیْکَ کہتے ہی بے ہوش ہو گئے

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عزمِ حج

بیٹ اللہ کیا اور احرام باندھا تو چہرہ مبارکہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ

سکے۔ لوگوں نے عرض کی: آپ لبیک نہیں پڑھتے؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہیں

جواب میں ”لا لَبَّيْكَ“ نہ کہہ دیا جائے! عرض کی گئی: احرام باندھ کر لَبَّيْكَ کہنا ضروری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لَبَّيْكَ پڑھی تو بے ہوش ہو کر سُورِی پر سے گر پڑے اور اختتامِ حج تک یہی صورت رہی کہ جب بھی لَبَّيْكَ کہتے بے ہوش ہو جاتے۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۶۷۰) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ أَنْ يَرْحَمْتَ هُوَ أَوْرَ أَنْ كَسَىٰ هَمَارَىٰ بِي حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُوَ۔**

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اُنکلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں

خَلَوْتُ دَلِّ فِيْ عَجَبِ شُوْرٍ هِيَ بِرَآءِ تِيْرَا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۸۷﴾ اِيَّاهِجْ حَاجِي

حضرت سیدنا شقیؑ کی عَنِّيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں کہ میں نے مگہ مکرّمہ زادِ اَکْثَرِ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا کے راستے میں ایک اِيَّاهِجْ حَاجِي کو دیکھا جو گھسٹ کر چل رہا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا: سمرقند سے۔ میں نے پھر پوچھا: کتنا عرصہ ہو وہاں سے چلے ہوئے؟ جو اب دیا: دس برس سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ میں بڑے تعجب سے اُس کو دیکھنے لگا، اس پر وہ بولا: اے شقیؑ (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ)! کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: تمہاری کمزوری اور سفر کی درازی نے مجھے مُتَعَجِبْ کر دیا۔ کہنے لگا: اے

شقیق! سنر کی دُوری کو میرا شوق (یعنی عشق) قریب کر دے گا اور میری کمزوری کا سہارا میرا مولا عَزَّوَجَلَّ ہے۔ اے شقیق! تم ایک ضعیف (یعنی کمزور) بندے پر تعجب کر رہے ہو! اس کو تو اس کا مالک عَزَّوَجَلَّ چلا رہا ہے۔

ناٹوانی کا اَلْم ہم ضَعْفَا کو کیا ہوا! ہاتھ پکڑے ہوئے مولیٰ کی ٹوانائی ہے (ذوقِ نعت) پھر اُس نے دو عربی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: (۱)..... اے میرے آقا عَزَّوَجَلَّ! میں تیری زیارت کو آ رہا ہوں اور عشق کی منزلیں گُٹھن ہیں، لیکن شوق (عشق) اُس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا۔ (۲)..... وہ ہرگز عاشق نہیں جس کو راستے کی بلاکت کا خوف ہو اور نہ ہی وہ عاشق ہے جس کو راستوں کی سختی نے چلنے سے روک دیا۔ (رَوْضُ السَّرِيَّاحِينَ

ص ۱۲۰) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كِي اُنْ پَر رَحْمَتْ هُو اُوْر اُنْ كِي صَدَقِي هَمَارِي بِي

حسابِ مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِيْنِ بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے

حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۸۸﴾ عیدِ قربان میں جانِ قربان کر دی

حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْعَفْوَارِ فرماتے ہیں کہ میں ایک

قافلے کے ہمراہ حجِ بیتِ اللہ شریف کے لئے جا رہا تھا، راستے میں ایک

نوجوان حاجی دیکھا جو بغیر زاوہ راہِ پیدل چل رہا تھا۔ میں نے اُس کو سلام کیا، اُس

نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: اُسی (یعنی اللہ ﷻ) کے پاس سے۔ پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ کہا: اُسی (یعنی اللہ ﷻ) کے پاس۔ پوچھا: زاوِراہ (یعنی سامانِ سفر) کہاں ہے؟ بولا: اُسی (یعنی اللہ ﷻ) کے ذمہ کرم پر ہے۔ میں نے کہا: یہ طویل راستہ بغیر توشے (یعنی کھانے پینے) کے طے نہیں ہوگا، تیرے پاس کچھ ہے بھی؟ بولا: جی ہاں، میں نے گھر سے نکلتے وقت پانچ حُرُوفِ زاوِراہ کے طور پر لے لئے تھے۔ پوچھا: وہ پانچ حُرُوف کون سے ہیں؟ اُس نے کہا: اللہ ﷻ کا یہ فرمان: **كُفَيْعَص**۔ پوچھا: ان حُرُوف سے کیا مراد ہے؟ کاف سے ”کافی“، یعنی کفایت کرنے والا، ہا سے ”ہادی“، یعنی ہدایت کرنے والا، یا سے پناہ دینے والا، عین سے ”عالم“، یعنی جاننے والا، صاد سے صادق“، یعنی سچا تو جس کا رفیق کافی و ہادی و مؤوی (یعنی پناہ دینے والا) و عالم اور صادق ہو وہ کیسے ضائع یا پریشان ہو سکتا ہے اور اُسے کیا ضرورت ہے کہ زاوِراہ اور پانی اٹھائے پھرے! حضرت سیدنا مالک بن دینار رَضِيَ اللهُ عَنْهُمُ فرماتے ہیں کہ اُس حاجی کا کلام سُن کر میں نے اُس کو اپنی قمیص پیش کی۔ اُس نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ”اے شیخ! دُنیا کی قمیص سے بڑھتے رہنا بہتر ہے کیوں کہ دُنیا کی حلال چیزوں پر حساب اور حرام چیزوں پر عذاب ہے۔“ جب رات کا اُندھیرا چھا گیا تو اُس حاجی نے مُنہ آسمان کی طرف اٹھایا اور اس طرح

”مناجات“ کرنے لگا: ”اے وہ پاک ذات! جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نقصان نہیں ہوتا، مجھے وہ چیز یعنی عبادت عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے اور وہ چیز یعنی گناہ معاف فرمادے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔“

جب لوگوں نے احرام باندھ کر ”لَبَّيْكَ“ کہی تو وہ خاموش تھا، میں نے پوچھا: تم لَبَّيْكَ کیوں نہیں کہتے؟ اُس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں: لَبَّيْكَ اور وہ فرمادے: ”لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدِيكَ وَلَا أَسْمَعُ كَلَامَكَ وَلَا أَنْظُرُ إِلَيْكَ“، یعنی نہ تیری لَبَّيْكَ قبول ہے اور نہ سَعْدِيكَ اور نہ میں تیرا کلام سُنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں۔ پھر وہ چلا گیا میں نے اُس حاجی کو سارے راستے میں پھر کہیں نہ دیکھا، بالآخر منیٰ شریف میں وہ نظر آ گیا اُس وقت وہ کچھ عربی اشعار پڑھ رہا تھا جن کا ترجمہ یہ ہے: ﴿۱﴾..... بے شک وہ حبیب (یعنی پیارا) جس کو میرا خون بہنا پسندیدہ ہے تو میرا خون اُس کے لئے حلال ہے حَرَم میں بھی اور حَرَم کے باہر بھی ﴿۲﴾..... خدائے عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میری رُوح کو علم ہو جائے کہ وہ کس ذاتِ اقدس سے مَحَبَّت کرتی ہے تو وہ قدم کے بجائے سَر کے بل کھڑی ہو جائے ﴿۳﴾..... اے ملامت کرنے والے! اُس کے عشق پر مجھے ملامت نہ کر کہ اگر تجھے وہ نظر آ جائے جو میں دیکھتا ہوں تو تو کبھی بھی مجھے ملامت نہ کرے ﴿۴﴾ لوگوں نے عید کے دن بھیر، بکریوں اور اُونٹوں کی قُر بانی کی اور محبوب نے اس دن میری جان کی قُر بانی کی ﴿۵﴾..... لوگوں کا حج ہوا ہے اور میرا حج میرے محبوب کے پاس جانا ہے۔ لوگوں نے قُر بانیاں بدیہ کیں اور میں

نے اپنی جان اور اپنے خون کی قربانی کا تحفہ پیش کیا۔

اشعار پڑھنے کے بعد وہ گڑگڑا کر عرض گزار ہوا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! لوگوں نے

قربانیاں کیں اور تیرا قرب حاصل کیا اور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس کے ساتھ تیرا

قرب (یعنی نزدیکی) حاصل کر سکوں بوائے اپنی جان کے، تو اسی کو تیری بارگاہ میں نذر کرتا ہوں تو

اسے قبول فرما۔“ یہ کہنے کے بعد اُس حاجی نے ایک چیخ ماری، زمین پر گرا اور اُس

کی رُوحِ قَفَسِ عُنْضُرٰی سے پرواز کر گئی۔ حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَةُ

اللہِ الْعَفَّارِ فرماتے ہیں: پھر یکا یک غیب سے ایک آواز گونج اُٹھی: ”یہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ کا پیارا ہے جو عشقِ الہی کی تلوار سے قتل ہوا ہے۔“ پھر میں نے

اُس خوش نصیب حاجی کی تجہیز و تکفین کی۔ (روضہ الزیاحین ص ۹۹) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

اُن پر رَحْمَتِ ہو اور اُن کے صَدَقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ

ہو۔ اِمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا نذر کروں پیارے! شے کون سی میری ہے

یہ رُوح بھی تیری ہے، یہ جان بھی تیری ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۸۹﴾ پُر اَسْرَارِ حَاجِی

حضرت سیدنا بشرحانی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْکافی فرماتے ہیں: میں نے میدانِ

عَرَافَاتِ میں ایک حاجی صاحب کو دیکھا جو کہ رورور کر عَزَّوَجَلَّ میں یہ اشعار پڑھ

رہے تھے۔ ترجمہ: ﴿۱﴾..... وہ ذاتِ ہر عیب سے پاک ہے، اگر ہم اپنی آنکھوں سے کانٹوں اور گرم سونیوں پر بھی اُس کو سجدہ کریں تو پھر بھی اُس کی نعمتوں کے حق کا دسواں حصہ بلکہ دسویں کا بھی دسواں نہیں نہیں بلکہ اُس کا بھی دسواں حصہ ادا نہ ہو ﴿۲﴾..... اے پاک ذات! میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں (یعنی خطائیں) کیں اور کبھی بھی اپنی نافرمانیوں میں تجھے یاد نہ کیا مگر اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تو ہمیشہ مجھے درپردہ یا دفرا تارہا ﴿۳﴾..... میں نے نہ جانے کتنی ہی مرتبہ گناہوں کے وقت جہالت سے اپنا پردہ فاش کیا مگر تو نے ہمیشہ مجھ پر لطف و کرم ہی کیا اور اپنے جلم کے ساتھ میری پردہ پوشی فرمائی۔

حضرت سیدنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکافی فرماتے ہیں: پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے حاجیوں سے پوچھا کہ یہ حاجی صاحب کون تھے؟ تو کسی نے بتایا کہ یہ حضرت ابو عبید خَواص رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تھے۔ ان کے ”خَواص“ (یعنی خوبیوں) میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے ستر برس تک خوفِ خدا کے سبب آسمان کی طرف مَنہ نہیں اٹھایا۔ (ایضاً ص ۹۸) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کسے ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

بے تو، مفلس و محتاج و گدا کون؟ ”کہ میں“

صاحبِ جود و کرم و صف ہے کس کا؟ ”تیرا“ (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۹۰﴾ بغیر حج کئے حاجی

حضرت سید ناریع بن سلیمان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ہم دونوں بھائی ایک قافلے کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے، جب ”کوفہ“ پہنچے تو میں کچھ خریدنے کے لئے بازار کی طرف نکلا، راہ میں یہ عجیب منظر دیکھا کہ ایک ویران سی جگہ پر ایک مُردار پڑا تھا اور ایک مفلوک الحال عورت چاقو سے اُس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک ٹوکری میں رکھ رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ مُردار گوشت لئے جا رہی ہے اس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے ممکن ہے کہ یہ کوئی بھٹیارین ہو کہ یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے، میں چپکے سے اُس کے پیچھے ہویا۔

وہ عورت ایک مکان پر آ کر رُکی اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی: کون؟ اُس نے کہا: کھولو! میں ہی بدحال ہوں۔ دروازہ کھلا اور اُس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اُس عورت نے اندر جا کر وہ ٹوکری اُن لڑکیوں کے سامنے رکھ دی اور روتے ہوئے کہا: ”اِس کو پکالو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو، اللہ تَعَالٰی کا اپنے بندوں پر اختیار ہے، لوگوں کے دل اُسی کے قبضے میں ہیں۔“ وہ لڑکیاں اُس گوشت کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں۔ مجھے قلبی رنج ہوا، میں نے باہر سے آواز دی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! خدا عَزَّوَجَلَّ کے لئے اِس کو نہ کھانا۔“ وہ بولی: تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں ایک پردیسی آدمی ہوں۔ بولی:

اے پردیسی! ہم خود ہی مقدّر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی مُعین و مددگار نہیں، اب تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: مجوسیوں کے ایک فرقے کے سوا کسی مذہب میں مُردار کا کھانا جائز نہیں۔ وہ بولی: ”ہم خاندانِ نُبُوّت کے شریف (سید) ہیں، ان لڑکیوں کا باپ بڑا نیک آدمی تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا، اس کی نوبت نہ آئی اور اُس کا انتقال ہو گیا۔ جو ترکہ (ورثہ) اُس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا، ہمیں معلوم ہے کہ مُردار کھانا جائز نہیں لیکن حالتِ اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے اور ہمارا چار دن کا فاقہ ہے۔“

خاندانِ سادات کے دردناک حالات سُن کر مجھے رونا آ گیا اور میں انتہائی بے چینی کے ساتھ وہاں سے واپس ہوا۔

میں نے بھائی کے پاس آ کر کہا کہ میرا ارادہ حج کا نہیں ہے۔ اُس نے مجھے بہت سمجھایا اور حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ۔ مگر میں نے بہ اصرار اپنے کپڑے، احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا جس میں چھ سو روپے نقد بھی تھے سب لیکر

۱۔ بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 373 پر ہے: مسئلہ ۱: اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مُؤاخذہ نہیں، بلکہ نہ کھا کر مر جانے میں مُؤاخذہ ہے اگرچہ پرانی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔ مسئلہ ۲: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی، تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔

چل دیا بازار سے 100 درہم کا آٹا اور 100 درہم کا کپڑا خریدا اور باقی 400 درہم آٹے میں پھپھادیے اور ساداتِ کرام کے گھر پہنچا اور سب سامان کپڑے اور آٹا وغیرہ اُن کو پیش کر دیا۔ اُس عورت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس طرح دُعادی: اے ابنِ سلیمان! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ مُعاف کرے اور تجھے حج کا ثواب اور اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدلہ عطا کرے جو تجھ پر بھی ظاہر ہو جائے۔“ سب سے بڑی لڑکی نے دُعادی: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرا اجر دگنا کرے اور تیرے گناہ مُعاف فرمائے۔“ دوسری نے اس طرح دُعادی: ”اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تُو نے ہمیں دیا۔“ تیسری نے دُعادیتے ہوئے کہا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے نانا جانِ رَحْمَتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تیرا حشر کرے۔“ چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی اُس نے یوں دُعا دی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جس نے ہم پر اِحسان کیا تو اس کا نِعْمَ الْبَدَل اُس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ مُعاف فرمائے۔“

حُجَّاج کا قافلہ روانہ ہو گیا اور میں اُس کی واپسی کے انتظار میں کوفے ہی میں مجبوراً پڑا رہا۔ یہاں تک کہ حاجیوں کی واپسی شروع ہو گئی جوں ہی حُجَّاج کا ایک قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آیا اپنی حج کی سعادت سے مُردمی پر میرے آنسو نکل آئے۔ میں ان سے دعائیں لینے کیلئے آگے بڑھا، جب ان سے ملاقات کر کے میں نے کہا: ”اللہ تَعَالَى آپ حضرات کا حج قبول فرمائے اور آپ کے

آخر اجات کا بہترین بدل عطا فرمائے۔“ اُن میں سے ایک حاجی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ دُعا کیسی؟ میں نے کہا: ”ایسے غمزہ شخص کی دُعا جو دروازے تک پہنچ کر حاضری سے محروم رہ گیا!“ وہ کہنے لگا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ وہاں جانے سے انکار کرتے ہیں! کیا آپ ہمارے ساتھ عَرَقات کے میدان میں نہیں تھے؟ کیا آپ نے ہمارے ساتھ شیطان کو کنکریاں نہیں ماری تھیں؟ اور کیا آپ نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے؟ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یقیناً یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خصوصی لطف و کرم ہے۔

اتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ بھی آپہنچا۔ میں نے اُن سے بھی کہا کہ ”اللہ تعالیٰ آپ خوش نصیبوں کی سعی مشکور فرمائے اور آپ کا حج قبول کرے۔“ وہ بھی حیران ہو کر کہنے لگے: آپ کو کیا ہو گیا ہے! یہ اَجْنِبِیَّتِ کیسی!! کیا آپ عَرَقات میں ہمارے ساتھ نہ تھے؟ کیا ہم نے مل جل کر رَمِی بَحْرَاتِ نہیں کی تھی؟ اُن میں سے ایک حاجی صاحب آگے بڑھے اور میرے قریب آ کر کہنے لگے کہ بھائی! انجان کیوں بنتے ہیں! ہم مکہ مدینے میں اکٹھے ہی تو تھے! یہ دیکھئے! جب ہم روضہ اطہر کی زیارت کر کے بابِ جبریل سے باہر آ رہے تھے تو اُس وقت بھیر کی وجہ سے آپ نے یہ تھیلی مجھے بطور امانت دی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے: مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ یعنی ”جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع پاتا ہے۔“ یہ لیجئے اپنی تھیلی! حضرت رَبِیْعِ عَلِیہ رَحْمَةُ اللہِ الْبَدِیْعِ فرماتے ہیں کہ خدا

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعہ

مسجد قبیلین

عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اُس تھیلی کو اس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، خیر میں نے تھیلی لے لی۔ عشا کی نماز پڑھ کر اپنا وظیفہ پورا کیا اور لیٹ گیا اور سوچتا رہا کہ آخر قَصَّہ کیا ہے! اسی میں نیند نے گھیر لیا، میری ظاہری آنکھ تو کیا بند ہوئی، دل کی آنکھ کھل گئی الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ میں خواب میں جناب رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دیدار سے شرفیاب ہوا، میں نے اپنے مَلْکِی مَدَنی آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا اور دست بوتی کی۔ شاہ خیرُ الْاَنَامِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے تَشْتُمُّ فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

”اے رَبِیع! ہم کتنے گواہ قائم کریں اور تم ہو کہ قبول ہی نہیں کرتے۔ سُنُو! بات یہ ہے کہ جب تم نے اُس خاتون پر جو میری اولاد میں سے تھی، اِحسان کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کی کہ وہ اِس کَانِعِمَ الْبَدَلِ تمہیں عطا فرمائے تو اللہ تَعَالیٰ نے ایک فرشتہ تمہاری صورت پر پیدا فرمایا اور حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تمہاری طرف سے حج کیا کرے نیز دُنیا میں تمہیں یہ عَوْض (یعنی بدلہ) دیا کہ 600 دینار کے بدلے 600 دینار (سونے کی اشرفیاں) عطا فرمائے، تم اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھو۔“ پھر حُضُور، فیض گنجور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے تھیلی کی مہر پر لکھے ہوئے مبارک اَلْقَاظِ اِرْشَادِ فرمائے: ”مَنْ عَامَلَنَا رَبِیحَ“ (یعنی جو ہم سے مُعَامَلہ کرتا ہے نَفْعَ پاتا ہے) حضرت

رَبِّعَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَدِيعِ فرماتے ہیں کہ جب میں سوکراٹھا اور اُس تھیل کو کھولا تو اُس میں 600 سونے کی اشرفیاں تھیں۔ (رشفة الصّادی ص ۲۵۳) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ**

کسی اُن پر رَحْمَتِ هُو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ هُو۔

اَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تیرے قدموں کا تَبَرُّکِ يَدِ بِيضَانِے کَلِيمِ

تیرے ہاتھوں کا دِيَا فَضْلِ مَسِيحِيّی ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

﴿۹۱﴾ **شیخ شبلی عَلَيَّهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِيِّ كَا حَج**

حضرت سیدنا شیخ شبلی عَلَيَّهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِيِّ جب حج کیلئے عَرَفَاتِ شَرِيفِ پہنچے تو بالکل چُپ رہے، سُوْرَجِ عُرُوبِ ہونے تک کوئی لفظ مُنہ سے نہ نکالا، جب دَوْرَانِ سَعِيِّ مَيْلِيْنَ اَحْضَرَيْنِ سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، روتے ہوئے اُنھوں نے عَرَبِيّ میں اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

﴿۱﴾..... میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری مَحَبَّتِ کی مہر لگا رکھی

ہے تاکہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گزرنہ ہو ﴿۲﴾..... اے کاش! مجھ میں یہ استقامت ہوتی

کہ میں اپنی آنکھوں کو بند رکھتا اور اُس وقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ لیتا ﴿۳﴾

..... جب آنکھوں سے آنسو نکل کر زخموں پر بہنے لگتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی

رورہا ہے اور کس کا رونا بناوٹی ہے۔ (رَوْضُ الرِّيَاحِيْنَ ص ۱۰۰) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كِي**

اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت

هو۔ اَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے بلا کرتا ہے

آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جو یا تیرا (ذوقِ نعت)

﴿۹۲﴾ چھ لاکھ میں سے صرف چھ!

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ بوہری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں کہ میں ایک

سال عَرَقات شریف میں تھا، مجھے اُونگھ آگئی اور میں خواب کی دنیا میں پہنچ گیا،

میں نے دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے، اُن میں سے ایک نے دوسرے

سے پوچھا: اس سال کتنے حاجی آئے؟ اُس نے جواب دیا کہ 6 لاکھ، مگر اُن

میں سے صرف 6 ہی کا حج قبول ہوا ہے! یہ سُن کر مجھے بہت رنج ہوا، جی چاہتا

تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر روؤں، اتنے میں پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا:

جن کا حج قبول نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

دوسرے فرشتے نے کہا: ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ نے کرم فرمایا اور 6 مقبولین کے طفیل

6 لاکھ کا حج بھی قبول فرمایا۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (پ ۲۸، البقرہ: ۴) (ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے

جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) (روض الریاحین ص ۱۰۷) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی

اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی

شہرہ سنا جو رحمتِ بے کس نواز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۹۳﴾ غیبی انگور

حضرت سیدنا لیث بن سعد رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں ۱۱۳ھ

میں حج کے لئے پیدل چلتا ہوا مکہ مکرمہ زادَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّعَظِيْمًا پہنچا۔ عصر کی

نماز کے وقت جبلِ ابی قیس پر گیا تو وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ بیٹھے

دُعا میں مانگ رہے ہیں اور یارِ بَیْ اَرْحَمِیْن اتنی مرتبہ کہا کہ دَمُ گھٹنے لگا پھر اسی طرح

لگا تا یارِ بَیْ اَرْحَمِیْن کہا پھر اسی طرح ایک سانس میں یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ کہا پھر اسی

طرح یائی یائی پھر یَا رَحْمٰنُ یَا رَحْمٰنُ پھر یَا رَحِیْمُ یَا رَحِیْمُ پھر یَا رَحْمَہ

الرَّاحِمِیْن یَا رَحْمَہ الرَّاحِمِیْن کہتے رہے۔ اس کے بعد کہا: ”یَا اللّٰہُ امیرا

انگوروں کو دل چاہتا ہے، عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہو گئی ہیں۔“ سیدنا

لیث رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: خدَاعَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اُسی وقت میں نے اُن

کو دیکھا۔

۱۔ جبلِ ابی قیس مسجد حرام کے باہر رکنِ آسود کے سامنے ہے، یہ دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے حجرِ آسودِ جنت سے آنے کے بعد ایک ماہ اسی پہاڑ پر تشریف فرما رہا تھا، اور معجزہ شِقِّ الْقَمَرِ بھی یہیں ظہور پذیر ہوا تھا۔ وَاللّٰہُ ورسولہ اعلم عزوجل واصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کے پاس ایک انگوروں کی ٹوکری رکھی دیکھی، حالانکہ اُس وقت رُوئے زمین پر کہیں انگور نہیں ہونگے اور ساتھ ہی دو نئی چادریں بھی موجود تھیں! جب وہ کھانے لگے تو میں نے عرض کی: میں بھی آپ کے ساتھ کھاؤں گا۔ فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کی: اس لئے کہ جب آپ دُعا فرما رہے تھے تو میں امین امین کہہ رہا تھا۔ فرمایا: اچھا آؤ اور کھاؤ لیکن کچھ ساتھ نہ لے جانا۔ میں نے آگے بڑھ کر اُن کے ساتھ انگور کھانے شروع کر دیئے، وہ انگور ایسے لذیذ تھے کہ میں نے اُن جیسے انگور کبھی نہیں کھائے تھے، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ ٹوکری میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ پھر وہ فرمانے لگے: ان دونوں چادروں میں سے ایک پسند کر لو۔ میں نے عرض کی: چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا: مجھ سے پردہ کر لو تا کہ میں ان کو پہن لوں، میں ایک طرف ہٹ گیا تو انہوں نے ایک تہبند کے طور پر باندھ لی اور دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے اُن کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے نیچے اترے، میں بھی پیچھے ہو گیا۔ جب صفا و مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے عرض کی: ”اے ابنِ رسول اللہ! یہ کپڑے مجھے پہنا دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا خلہ پہنائے۔“ تو انہوں نے وہ دونوں چادریں اُس کو عنایت فرمادیں اور آگے بڑھ گئے۔ میں نے اُس سائل سے پوچھا: وہ حاجی صاحب کون تھے؟ اُس نے بتایا: حضرت سیدنا امام جعفر صادق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ تَحِيَّاتٌ۔ یہ سنتے ہی میں اُن کی طرف دوڑا

تاکہ اُن سے کچھ سُنوں اور فیض حاصل کروں مگر افسوس! میں اُن کو نہ پاسکا۔
(روضُ الرِّیاحین ص ۱۱۴) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ** کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن
کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اَمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کیونکہ نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن

بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

مستورات کی 4 حکایات

﴿۹۴﴾ عاشقِ رسول خاتون نے روتے روتے جان دیدی

اُمُّ الْمُؤْمِنِینِ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمتِ
بابرکت میں حاضر ہو کر ایک خاتون نے عرض کی: مجھے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت
صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی مبارک قبر کی زیارت کروا دیجئے۔ حضرت سیدتنا
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا اور اُس عاشقِ رسول خاتون
نے قبرِ انور کی زیارت کر کے روتے روتے جان دیدی۔ (الشفاء جزء ۲ ص ۲۳)
اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب

مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِینِ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

آپ کے عشق میں اے کاش کہ روتے روتے

یہ نکل جائے مری جان مدینے والے (وسائلِ بخشش ص ۳۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۹۵﴾ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ نَے نَفْلِ حَجِّ سَے اِنکَار فرمادیا

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدَتُنَا سَوْدَہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فَرَضِ حَجِّ اِذَا كَر

چکی تھیں۔ جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے نَفْلِ حَجِّ و عمرہ کے لئے عَرَضِ كِي گئی تو

فرمایا: میں فَرَضِ حَجِّ كَر چکی ہوں۔ میرے رب عزوجل نے مجھے گھر میں رہنے کا

حکم فرمایا ہے۔ خُدا كِي قَسَم! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔

راوی فرماتے ہیں: خُدا كِي قَسَم! اس کے بعد زندگی کے آخِرِی سانس تک آپ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۵۹۹)

اِس حَكَایَتِ مِیْنِ اِسْلامِی بَہنوں كِے لَئے اَحْتِیاط كِے بَے شَمَار مَدَنی

پھول ہیں، وہ زمانہ بڑا پاکیزہ تھا، ہر طرف پردے کا دَوْر دَوْرہ تھا مگر اُمُّ

الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدَتُنَا سَوْدَہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے پردے كِے ساتھ بھی نکلنا

گوارا نہ فرمایا جبکہ آج کل بَے پردگی كِي نَحْوَسْت چھائی ہے، ایسے میں اَحْتِیاط كِي

كِس قَدْر ضَرُورَت ہے ہر باشعور اِسْلامِی بَہن سَجھ سَکتی ہے آج کل حَجِّ و عمرے

مِیْن بھی مَرَدوں اور عورتوں كَا كافی اِختِلاط رَہتا ہے لہذا عمرے یا نَفْلِ حَجِّ پَر جانے

والیوں كو خوب غور كَر لینا چاہئے۔

﴿۹۶﴾ ایک حَجَّان کے طفیل سب کا حج قبول ہو گیا

حضرت سیدنا رابعہ عَدُوِّیہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهَا نے پیدل اور وہ بھی ننگے پاؤں حج کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو جو بھی کھانا عطا فرماتا ایسا رکردیتیں۔ کعبہ مُشْرِفہ کے قریب پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ جب ہوش میں آئیں تو اپنا رُخسار بیٹ اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تو ان سے مَحَبَّت فرماتا ہے، مولیٰ! اب تو آنکھوں میں آنسو بھی ختم ہو چکے ہیں۔“ پھر طواف کیا، سعی کرنے کے بعد جب وَقُوفِ عَرَفہ کا ارادہ کیا تو باری کے دن شروع ہو گئے، روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: ”اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ معاملہ تیرے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضرور تیری بارگاہ میں شکایت کرتی مگر یہ تو تیری ہی مَشِیَّت (یعنی مرضی) سے ہوا ہے لہذا شکوہ کیوں کر سکتی ہوں!“ یہ کہتے ہی انہیں ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: ”اے رابعہ! ہم نے تیرے سب تمام حاجیوں کا حج قبول کر لیا اور تیری اس کمی کی وجہ سے ان کی گیمیاں بھی پوری کر دیں۔ (الروض الفائق ص ۶۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَت ہو اور ان کے صَدَقہ ہماری بے

حساب مَغْفِرَت ہو۔ اَمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

علی کے واسطے سورج کو پھیرنے والے

اشارہ کر دو کہ میرا بھی کام ہو جائے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۹۷﴾ پیدل سفر حج کرنے والی نابینا بڑھیا

حضرت سیدنا ذوالنون مصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ام داب علیہا رحمۃ اللہ الوہاب کا شمار بلند پایہ صالحات و عابدات میں ہوتا تھا۔ ہر سال مدینہ منورہ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا سے مکہ معظمہ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا پیدل حج کرنے آیا کرتی تھیں۔ اُن کی عمر 90 برس ہوئی تو بینائی چلی گئی۔ جب حج کا موسم بہار آیا تو کچھ حَجَّائِیْنِسِ سفر حج پر روانگی سے پہلے زیارت کے لئے حاضر ہوئیں، آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْهَا نے فرط شوق سے بے قرار ہو کر رب غفار عزوجل کے دربار میں عرض کی: ”يَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم!! اگرچہ میری آنکھوں کا نور جا چکا ہے مگر تیرے دربار کی حاضری کے شوق کے انوار اب بھی باقی ہیں۔“ پھر احرام باندھ کر ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ“ کہتے ہوئے حج کے قافلے کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا عورتوں کے آگے آگے چلتیں اور چلنے میں ان سے سبقت لے جاتیں تھیں۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ان کے حال پر بڑا مُتَعَجِّب تھا کہ ہاتھ نیبی سنائی دی: ”اے ذوالنون! کیا تم اُس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا شوق ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لطف و کرم فرماتے ہوئے اُسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کی طاقت عطا فرمائی۔“ (الروض الفائق ص ۱۴۸، ۱۴۹)

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ اُنْ بِرِ رَحْمَتِ هُوَ اُوْر اِنْ كَسَىٰ هَمَارِی

بے حساب مغفرت ہو۔ اَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیدیا ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

علمائے اہلسنت کی 17 احکامات

﴿۹۸﴾ اعلیٰ حضرت کے والدِ گرامی کو خصوصی بلاوا ملا

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے والدِ

گرامی رئیسُ الْمُتَكَلِّمِينَ حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃ اللہ

الحنان عالمِ اَحْلٰی، مفتی بے بدل اور عاشقِ رسولِ رَبِّ لَمْ يَزَلْ تَحْتَهُ، اپنا جانا اور

ہے ان کا بلانا اور ہے، کے مصداق آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كَوْمَدِينَةٍ مَّنْوَرَةٍ زَادَهَا

اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی حاضری کیلئے خصوصی بلاوا ملا اور وہ یوں کہ خواب میں محیٰ اکرم

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے طلب فرمایا: باوجود بیماری اور کمزوری کے چند

احباب کے ہمراہ رختِ سفر باندھا اور سوائے حرم روانہ ہو گئے، کچھ عقیدت

مندوں نے علالت (یعنی بیماری) کے پیش نظر مشورہ دیا کہ یہ سفر آئندہ سال پر

مُتَوَى كَرْدِيَجَكَيَّ - فرمایا: ”مَدِينَةُ طَيْبَةٍ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کے قصد سے قدم

دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے رُوح اُسی وقت پرواز کر جائے۔“ محبوب کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے فدائی کے جذبہٴ مَحَبَّت کی لاج رکھ لی اور خواب ہی میں ایک پیالے میں دوا عنایت فرمائی جس کے پینے سے اس قَدْر افاقہ ہو گیا کہ مَناسکِ حج کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ رہی۔ (سرورِ القلوب ”د“) اللہُ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے

حساب مَغْفِرَت ہو۔ اَمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 بُلّاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
 کمر بندھنا دیا رِطیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد
 ﴿۹۹﴾ اَصْلِ مُرَاد حَاضِرِی اِس پَاکِ دَر کِی ہِے

عاشقِ ماہِ رسالت، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دینِ و مِلّت
 مولانا شاہِ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اپنے دوسرے سفرِ حج میں مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد شدیدِ عکلیل (یعنی سخت بیمار) ہو گئے مگر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اِمْتَدَادِ مَرَضٍ (یعنی بیماری کے طویل ہو جانے) میں مجھے زیادہ فکْر حَاضِرِی سرکارِ اَعْظَم (صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی تھی۔ جب بخار کو اِمْتَدَادِ (یعنی طویل) پکڑتا دیکھا، میں نے اُسی حالت میں قَضِدِ حَاضِرِی کیا، یہ عَلَمَا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) مانع ہوئے (یعنی روکنے لگے)۔ اَوَّلِ تُوْبِیْرِ فرمایا: ”کہ حالت تو تمہاری یہ ہے

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعة

مسجد شیعین

اور سفر طویل! میں نے عرض کی: ”اگر سچ پوچھے تو حاضری کا اصل مقصود زیارتِ طیبہ ہے، دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا، مَعَاذَ اللّٰہ اگر یہ نہ ہو توجح کا کچھ لطف نہیں۔“ انہوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا (یعنی میری حالت یاد دلائی)۔ میں نے حدیث پڑھی: مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِيْ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر بھٹا کی۔ (کشف الخفاء ج ۲

ص ۲۱۸ حدیث ۲۴۵۸) فرمایا: تم ایک بار تو زیارت کر چکے ہو۔ میں نے کہا: میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے، اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) تک پہنچ لوں۔ روضہ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اسی وقت دم نکل جائے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ ۲ ص ۲۰۱)

کاش! گنبدِ خضرا پر نگاہ پڑتے ہی
کھا کے غش میں گر جاتا پھر تڑپ کے مرجاتا (وسائلِ بخشش ص ۴۱۰)

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّد

﴿۱۰۰﴾ اِمَامِ اَحْمَد رِضَا اُوْر دِيْدَارِ مِصْطَفَى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

امام اہلسنت مجرّ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن
زبردست عاشقِ رسول تھے اور تبصر (م۔ت۔ن۔ج۔ح۔ر) عالمِ دین تھے، کم و بیش
100 علوم و فنون پر دسترس رکھتے تھے، علمائے حرمینِ طیبین زادِ اللّٰہ شرفاً وَ تَعْظِيْمًا

نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کو چودھویں صدی کا مجید دیکھا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے دین کو باطل کی آمیزش سے پاک کر کے اِحیائے سنت کے لئے زبردست کام کیا، ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں جو عشقِ رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی روشنی مدھم پڑتی جا رہی تھی اُسے از سر نو فروزاں کیا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ بے شک فَنَّا فِي الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اَعْلَى مَصْـبِ پرفا نزتھے، دوسری بار جب حج بیت اللہ کی سعادت ملی اور مدینہ پاک زَادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی حاضری نصیب ہوئی تو بیداری میں زیارت کی کسرت لئے مواجھ شریف میں پوری رات حاضر رہ کر ڈر و در پاک کا وزد کرتے رہے، پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی، دوسری رات آگئی۔ مواجھ شریف میں حاضر ہوئے اور در و در فراق سے بے تاب ہو کر ایک نعتیہ غزل پیش کی جس کے چند اشعار یہ ہیں:

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
 ہر پراخ مزار پر قدسی کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
 اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
 پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
 کوئی کیوں پوچھے تیری باتِ رضا تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں
 (مقطع میں اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے آراؤ تو اضع اپنے آپ کو ”کتا“ فرمایا ہے
 لیکن عاشقانِ اعلیٰ حضرت ادباً یہاں ”منگتا“ ”شیدا“ وغیرہ لکھتے اور بولتے ہیں انہیں کی پیروی
 میں ادباً اس جگہ ”شیدا“ لکھ دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے)

آپ بارگاہِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں دُرُودِ وسلام پیش کرتے رہے، آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور قسمت انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی، سرکارِ نامدار، مدینہ کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے عاشقِ زار پر خاص کرم فرمایا، نقابِ رُخ اٹھ گیا، خوش نصیب عاشق نے اپنے محبوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا عین بیداری کی حالت میں چشمانِ سر (یعنی سر کی آنکھوں) سے دیدار کیا۔

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ أَنْ يَرَىٰ رَحْمَتَهُ وَأَنْ يَرَىٰ حَسَابَ مَغْفِرَتِهِ هُوَ۔
اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

شربت دیدنے اک اور آگ لگادی دل میں تپش دل کو بڑھایا ہے بھانے نہ دیا اب کہاں جایگا نقشہ ترا میرے دل سے تہیں رکھا ہے اسے دل نے گمانے نہ دیا

سُجّہ کرتا جو مجھے اس کی اجازت ہوتی

کیا کروں اڈن مجھے اس کا خدانے نہ دیا (سامان بخشش)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبُ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم سب کو چاہیے کہ ہم بھی اپنے دل میں سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی محبت بڑھائیں اور قلب میں دیدار کی تمنا پر وان چڑھائیں۔ **اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ** کبھی تو ہماری بھی قسمت چمک اٹھے گی۔ کبھی تو وہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کرم فرما ہی دیں گے۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
کبھی میرے بھی گھر میں ہو چڑھاں یا رسول اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۱۰۱﴾ مشہور عاشق رسول علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کا اندازِ ادب

خلیفہ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم، حضرت علامہ ابو یوسف محمد شریف

مُحَدِّثِ كُوْثَلُوْیِ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِیْ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جب میں حج کرنے گیا تو

مَدِیْنَةُ مَنُوْرَه زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی حاضری میں سبز سبز گنبد کے دیدار سے

مُشْرِف ہوتے وقت میں نے ”بَابُ السَّلَام“ کے قریب اور گنبدِ خضراء کے

سامنے ایک سفید ریش اور انتہائی نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا جو قبرِ انور

کی جانب منہ کر کے دوزانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ

مشہور و معروف عالم دین اور زبردست عاشق رسول حضرت سیدنا شیخ یوسف بن

اسْمَاعِیْلِ نَبْهَانِی قُدْسِ سَيِّدَةِ الرَّبَّانِیِّیْنَ ہیں۔ میں ان کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت

دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو کی کوشش کی،

وہ میری جانب متوجہ نہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا: میں ہندوستان سے آیا

ہوں اور آپ کی کتابیں حُجَّةُ اللهِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ اور جَوَاهِرُ الْبِحَارِ وغیرہ

میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے۔ انہوں

نے یہ بات سن کر میری طرف مَحَبَّت سے ہاتھ بڑھایا اور مَضَامُحَہ فرمایا۔ میں

نے ان سے عرض کی: حضور! آپ قبرِ انور سے اتنی دُور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو روپڑے اور فرمانے لگے: ”میں اس لائق نہیں ہوں کہ قریب جاسکوں۔“ اس کے بعد میں اکثر ان کی جائے قیام پر حاضر ہوتا رہا اور ان سے ”سُنِدِ حدیث“ بھی حاصل کی۔ سیدی قطبِ مدینہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِيِّ فرماتے ہیں: حضرت علامہ یوسف بُہبہانی قُدَسَ سرُّهُ الرَّبَّانِی کی اہلیہ مُتْرَمہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیہا کو 84 مرتبہ نئی آخر الزمان، شہنشاہِ کون و مکان صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

(انوارِ قطبِ مدینہ ص ۱۹۵ ملخصاً) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کِسِی اُن پَر رَحْمَتِ هُو اُو ر اَن کِے

صَدَقَے هَمَارِی بے حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اِمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اُن کے دیار میں تُو کیسے چلے پھرے گا؟

عطّار تیری جُرأت! تُو جائے گا مدینہ!! (وسائلِ بخشش ص ۳۲۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۰۲﴾ پیر مہر علی شاہ کو زیارتِ مکین گنبدِ خضرا بمقامِ وادیِ حمرّا

تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

مدینہ عالیہ کے سفر میں بمقامِ وادیِ حمرّا ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاء کی سٹینیں مجھ سے رہ گئیں، مولوی محمد غازی، مدرّسہ صَوْلَتِیہ میں

شغلی تعلیم و تدریس چھوڑ کر حُسنِ ظن کی بناء پر بَعْضِ خدمتِ اسِ مُقدسِ سفر میں میرے شریک ہوئے تھے۔ ان رُفقاء کی مَعِیَّت میں میں قافلے کے ایک طرف سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیاہِ عربی جُبَّہ زبیب تن فرمائے تشریف لا کر اپنے جمالِ باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالتِ مُراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں، آنحضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قریب تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول کو سُنَّت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے اس حالت میں آنجناب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ و فغان کرتے (یعنی روتے بلکتے) ہوئے، اَلصَّلٰوۃُ وَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کہنا شروع کیا اور عالمِ مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ حضور کون ہیں؟ جواب میں وہی ارشاد ہوا کہ آلِ رسول کو سُنَّت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ تین باریبی سُوَال و جواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یَا رَسُوْلَ اللہِ سے مَنع نہیں فرما رہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اس کلمے سے مَنع فرماتے، اُس حسن و جمالِ باکمال کے متعلق کیا کہوں! اُس دَوَق و مَسْتی و فیضانِ کرم کے بیان سے زَبان عاجز ہے اور تحریر لنگ (لاچار)

اللہ بادہ خوارانِ عشق و مَحَبَّت (یعنی شرابِ محبت پینے والوں) کے حَلَق میں ان
 ابیات (یعنی اشعار) سے ایک جُلاہ (یعنی گھونٹ) اور اُس نافہ مُشک (مُشک کی
 تھیلی) سے ایک نَفہ (خوشگوار مہک) ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (میر میرص ۱۳۱-۱۳۲)
 حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے مذکورہ واقعے کا اپنے مشہور کلام
 میں بھی اشارہ فرمایا ہے۔ اُس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

آج تک ہزاروں دی دہری اے، کیوں ہلائی اُداس گھیری اے! لوں لوں وچ شوق چغیری اے، آج عینیاں لائیاں کیوں تھویاں
 الطیفِ سَری مِنْ طَلْعِهِ، وَالشَّدْوُ بَدَى مِنْ دُفْرَتِهِ فَسَكُوتُ هُنَا مِنْ نَظَرَتِهِ، نیناں دیاں فوجاں سچڑھیاں
 مکھ چند بدر شعشانی اے، مٹھے پکے لاث نورانی اے کالی زلف تے اکھ متانی اے، غمورا کھیں ہن مذ بھریاں
 دو ابرو توں مثال و سُن بھیں توں لوک بڑو دے تیر چھن لباں سُرخ اکھاں کر لعلِ بِن، چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
 اِس صورت توں میں جان اکھاں، جانان کہ جانِ جہان اکھاں جج اکھاں تے رب دی شان اکھاں، جس شان توں شمال سب نبیاں
 لا ہونکہ توں حَفْظُ بَر و بَکِن، سُن بھانوری جھک دکھاؤ جن اوہا مھیاں گالیں الاؤ مٹھن، جو حَمرا وادی سن کریاں
 مُبِطِنُ اللهُ اَمَا اَجْمَلُكَ، مَا اَحْسَنُكَ مَا اَحْمَلُكَ، کتھے مہر علی کتھے تیری شا، مشتاق اکھیں کتھے جاڈیاں

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّد

﴿۱۰۳﴾ سبِ مَدِينَةِ نَازِ بَر دَارِي

پنجاب (پاکستان) کے مشہور عاشقِ رسول بزرگ پیر سید جماعت علی

شاہِ مَحَبَّتِ عَلِي پُورِي عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ التَّوَالِي اِيك مَرْتَبَه مَدِينَةُ مَنَوْرَه زَادَمَا اللهُ مَرَفَا وَتَعْظِيْمَا

مدینہ
 حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بطور عاجزی یہاں لفظ ”گستاخ“ لکھا ہے (میر میرص ۵۰۰) مگر
 حضرت کا ادب کرتے ہوئے اکثر شاخوٹاں جس طرح پڑھتے ہیں اسی طرح میں نے لکھ دیا ہے۔

گئے تو اُن کے کسی مُرد نے مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً کے ایک کتے کو
 اِتِّفَاقاً ڈھیلا مار دیا جس کی چوٹ سے کُتا چیخا، حضرت شاہ صاحب سے کسی نے
 کہہ دیا کہ آپ کے فلاں مُرد نے مدینہ شریف کے ایک کتے کو مارا ہے۔ یہ
 سن کر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ بے چین ہو گئے اور اپنے مُردوں کو حُکْم دیا کہ فوراً
 اُس کتے کو تلاش کر کے یہاں لاؤ۔ چنانچہ کُتا لایا گیا، شاہ صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ
 اُٹھے اور روتے ہوئے اُس کتے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے دِيارِ حَبِيبِ
 کے رہنے والے! لَئِيْلَهُ مِيرے مُرد کی اس لغزش کو مُعاف کر دے۔ پھر بُھنا ہوا
 گوشت اور دُودھ منگوایا اور اُسے کھلایا پلایا، پھر اُس سے کہا: جماعت علی تجھ سے
 مُعافی چاہتا ہے، خدارا اسے مُعاف کر دینا۔ (سنی علماء کی حکایات ص ۲۱۱ ملخصاً) اللّٰهُ
 عَزَّوَجَلَّ كسى اُن پر رَحْمَتِ هُو اور اُن کے صَدَقے ہماری بے حساب

مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِيْنِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

دل کے ٹکڑے نڈر حاضر لائے ہیں
 اے سگانِ کوچہ دلدار ہم (حدائق بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ

﴿ ۱۰۴ ﴾ آقا بلائیں تو اڑ کر جانا چاہئے

خلیفہ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا ابویوسف محمد شریف
 محدث کوٹلوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ التَّوْقَى کے جگر گوشے حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر عَلَيْهِ

مسجد خیف

رَحْمَةُ الْقَدِيرِ فرماتے ہیں: حضرت امیرِ مِلّت پیرِ سیدِ جماعت علی شاہِ مُحَدِّثِ علی پوری (عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي) نے کئی حج کیے، تقریباً ہر سال مدینہ منورہ زَادَهَا اللَّهُ

مسجد جن

شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کا عشق انہیں اس شرف سے مُشَرَّف فرماتا۔ ایک سال آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تعالیٰ نے بذریعہ ہوائی جہاز سفرِ حج کی ترکیب بنائی۔ والدِ مُعَظَّم (فقیرِ اعظم حضرت

مسجد جبرائیل

علامہ مولانا محمد شریفِ محَدِّثِ کو لٹوی (رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي) کو پتا چلا تو مجھے ساتھ لے کر علی پور شریف پہنچے، حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ مدینہ منورہ زَادَهَا اللَّهُ

مسجد نمرہ

شَرَفًا وَتَعْظِيمًا ہی کا ذکر خیر کر رہے تھے، والدِ گرامی کو دیکھ کر بیٹ خوش ہوئے اور فرمایا: میں سرکارِ عالی وقار، مدینہ کے تاجدارِ صَلَّی اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دربار

مسجد غمامہ

میں پھر حاضری دینے جا رہا ہوں، والدِ ماجدِ علیہ رَحْمَةُ اللَّهِ الْحَامِد نے دریافت کیا: حُضُور! اس بار سنا ہے آپ ہوائی جہاز سے جا رہے ہیں؟ حضرت نے جواب

مسجد جمعہ

دیا: مولوی صاحب! یارِ بلائے تو اڑ کر پہنچنا چاہیے۔ یہ جملہ کچھ ایسے انداز میں فرمایا کہ خود بھی آبدیدہ ہو گئے اور حاضرین پر بھی ایک کیف طاری ہو گیا۔ (سُنی علماء کی

مسجد شہین

حکایات ص ۴۵) اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمْتَ هُوَ أَوْ أَنْ كَمْ صَدَقَ هَمَارِي بے حسابِ مَغْفِرَتِ هُوَ۔ اِمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تقدیر میں خُدا یا عَطَّار کے مدینہ لکھ دے فَكُفَّ مَدِينَةَ سِرْكَارِ كَا مَدِينَةَ (وسائلِ بخشش ص ۳۰۲)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿۱۰۵﴾ مولانا سردار احمد کی کھجورِ مدینہ سے مَحَبَّت

محبوب کے شہر سے مَحَبَّت سچے عاشق کی علامت ہے لہذا عظیم عاشق رسول حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ مَدِیْنَةُ الْمَنُوْرَہِ زَادَهَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا سے بہت مَحَبَّت کرتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہِ کی مَحْفَل میں اکثر ویارِ محبوب کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ اگر کوئی زائرِ مدینہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اُس سے مَدِیْنَةُ الْمَنُوْرَہِ زَادَهَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کے حالات پوچھتے، مدینہ پاک زَادَهَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کے رہائشی اہل سنت و جماعت کی خیریت دریافت فرماتے اور اگر کوئی قَبْرُک پیش کرتا تو بڑی خوشی سے قبول فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک حاجی صاحب نے مدینہ طیبہ زَادَهَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کی کھجوریں پیش کیں، اُس وقت دورہ حدیث جاری تھا، خُرْمائے مدینہ (یعنی مدینہ کی کھجوریں) حاضرینِ طلبہ میں تقسیم فرمائیں اور ایک کھجور اپنی داڑھوں میں دبا کر فرمانے لگے: ”خُرْمائے مدینہ (یعنی کھجورِ مدینہ) اپنے منہ میں رکھ لی ہے، جب تک گھل کر اندر جاتی رہے گی، ایمان تازہ ہوتا رہے گا۔ (ماخوذ احیاء محدثِ اعظم پاکستان ص ۱۵۵)

کھجورِ مدینہ سے کیوں ہو نہ اَلْفَت

کہ اس کو آقا کے کُوچے سے نسبت

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۰۶﴾ مدینے میں اپنے بال و ناخن دفن فرمائے

حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْبَرُ فرماتے ہیں: فقیر نے مدینۃ الرسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واپسی کے وقت اپنے کچھ بال اور ناخن مدینہ شریف زادھا اللہ شرفاؤ تعظیبا میں دفن کر دیئے اور رسولِ پاک صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی جناب میں عرض کی: ”یا رسول اللہ! مدینۃ پاک میں مرنا تو میرے اختیار میں نہیں البتہ اپنے جسم کے چند اجزاء دفن کر کے جا رہا ہوں کہ ہم غریبوں کے لئے یہی غنیمت ہے۔“ (ایضاً)

جان و دل چھوڑ کر یہ کہہ کے چلا ہوں اعظم

آ رہا ہوں مرا سامان مدینے میں رہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۱۰۷﴾ اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد

مولانا قاضی مظہر الحق جہلمی براستہ کوئٹہ، زاہدان، بغداد شریف،

مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاؤ تعظیبا اور دوسرے مقامات مقدّسہ کی زیارت سے

مُشْرِف ہو کر حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْبَرُ کی

خدمت میں حاضر ہوئے، جب قاضی صاحب کا تعارف کرایا گیا (اور عرض کی گئی کہ یہ

مدینے کی حاضری سے مُشْرِف ہو کر آئے ہیں) تو قاضی صاحب کا ہاتھ تھام لیا، آپ رَحْمَةُ اللهِ

تعالیٰ علیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اگرچہ طبیعت کافی ناؤرست تھی، بیماری

میں اضافہ ہو چکا تھا، لیکن اس کے باوجود آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور قاضی صاحب سے مَدِينَةُ الْمُنَوَّرَةِ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی باتیں پوچھنے لگے، مَدِينَةُ پَاك زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں رہنے والے اَحْبَابِ اہل سنت و جماعت کی خیریت دریافت فرمائی، مَدِينَةُ شَرِيف کی گلیوں کی یاد آئی، گُنْدِيدِ خَضْرٰی کا نورانی منظر نگاہوں میں پھرنے لگا، مقدّس جالیوں کے جلوے دل میں اُترنے لگے، رَوْضَةُ اَقْدَس کا وقار دلوں پر چھانے لگا، تَصَوُّرَاتِ دِيَارِ حَبِيبِ خُدا کی نورانی وادیوں میں گم ہونے لگے اور تمام محفل کی کیفیت یہ ہو گئی کہ

غیروں کی جفا یاد نہ اپنوں کی وفا یاد
اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد

(ایضاً ۱۵۵ تا ۱۵۶)

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَىٰ أَنْ يَرْحَمْتَ هُوَ أَوْرَانِ كَيْ صَدَقَ هَمَارِي

بے حساب مغفرت ہو۔ اَمِيْنِ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿۱۰۸﴾ مَدِينَةِ كَا مُسَافِرِ هِنْدِ سَيِّ پھنچا مَدِينَةِ مِيْنِ

صَدْرُ الْاَفَاضِلِ حَضْرَتِ عَلَّامِہِ مَوْلَانَا سَيِّدِ مُحَمَّدِ نَعِيْمِ الدِّيْنِ مُرَادِ اَبَادِي

عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي زبردست عاشقِ رسول تھے۔ آپ کے بارے میں یہ ایمان

افروز واقعہ سگِ مَدِينَةِ عَنِي عَنْكُوْا آپ کے دامادِ حَكِيْمِ سَيِّدِ يَعْقُوْبِ عَلِي صَاحِبِ (مرحوم)

نے سُنَا يَاتَهَا: مُفَسِّرِ شَهِيْرِ حَكِيْمِ الْاُمَّتِ حَضْرَتِ مُفْتِي اَحْمَدِ يَارْحَانَ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْعَثَانَ

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعة

مسجد شہین

حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے۔ جب وہ مدینہ منورہ زادکما اللہ شرفاً و تعظیماً سرکارِ نامہ راضی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربارِ گہر بار میں حاضر ہوئے تو سنہری جالیوں کے قریب دیکھا کہ حضرت صدرُ الافاضل علیہ رحمة اللہ العادل بھی مجمع میں موجود ہیں۔ ملاقات کی ہمت نہ ہوئی کیونکہ باادب لوگ وہاں بات چیت نہیں کرتے۔ صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہونے کے بعد باہر تلاش کیا مگر زیارت نہ ہوئی۔ حضرت شیخُ الفُضیلت، شیخُ العَرَبِ وَالْعَجَمِ قطبِ مدینہ سیدی و مولائی ضیاء الدین احمد قادری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی کے دربارِ فیض آثار پر حاضر ہوئے کہ عَرَبِ و عَجَمِ کے علمائے حق اور مشائخِ کرام حَرَمَیْنِ طَیْبَیْنِ کی حاضری کے دوران حضرت شیخُ الفُضیلت رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی زیارت کے لئے ضرور حاضر ہوتے تھے۔ وہاں بھی حضرت صدرُ الافاضل علیہ رحمة اللہ العادل کے مُتَعَلِّقِ کوئی معلومات حاصل نہ ہوئیں۔ حیران تھے کہ صدرُ الافاضل علیہ رحمة اللہ العادل اگر تشریف لائے ہیں تو کہاں گئے! دُورِیْسِ اَثَامُرِ اَدَا بَاد (ہند) سے تار حضرت شیخُ الفُضیلت رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے آستانِ عَرَشِ نِشَانِ پر آیا کہ فلاں دن فلاں وقت حضرت صدرُ الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کامراد آباد میں وصال ہو گیا ہے۔ مُفَسِّرِ شہیرِ حَکِیْمِ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جب وقت ملا یا تو وہی وقت تھا جس وقت سنہری جالیوں کے قریب صدرُ الافاضل علیہ رحمة اللہ العادل نظر آئے تھے،

نورا سمجھ گئے کہ جیسے ہی انتقال فرمایا، بارگاہ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں صلوٰۃ سلام کے لئے حاضر ہو گئے۔

مدینہ کا مسافر ہند سے پہنچا مدینہ میں
قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۰۹﴾ اے مدینے کے درد تیری جگہ میرے دل میں ہے

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ

الْعَالَمِیْنَ نے ۱۳۹ھ میں حج و زیارت کی سعادت حاصل کی، اس ضمن میں سفر
مدینہ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں مدینہ
منورہ زَادَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا میں پھسل کر گر گیا داپنے ہاتھ کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ
گئی، درد زیادہ ہوا تو میں نے اُسے بوسہ دیکر کہا: اے مدینے کے درد تیری جگہ
میرے دل میں ہے تو مجھے یار کے دروازے سے ملا ہے۔

ترا درد میرا درماں ترا غم مری خوشی ہے
مجھے درد دینے والے تری بندہ پروری

درد تو اسی وقت سے غائب ہو گیا مگر ہاتھ کام نہیں کرتا تھا، 17 دن کے بعد
مُسْتَشْفٰی ملک یعنی شاہی اسپتال میں ایکسرے لیا تو ہڈی کے دو ٹکڑے آئے
جن میں قدرے فاصلہ ہے مگر ہم نے علاج نہیں کرایا، پھر آہستہ آہستہ ہاتھ کام

بھی کرنے لگا، مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے اس اسپتال کے ڈاکٹر محمد اسمعیل نے کہا کہ یہ خاص کر شہہ ہوا ہے کہ یہ ہاتھ طبی لحاظ سے حرکت بھی نہیں کر سکتا، وہ ایکس رے میرے پاس ہے، ہڈی اب تک ٹوٹی ہوئی ہے، اس ٹوٹے ہاتھ سے تفسیر لکھ رہا ہوں، میں نے اپنے اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ کا علاج صرف یہ کیا کہ آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور! میرا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، اے عبد اللہ بن عتیک کی ٹوٹی پنڈلی جوڑنے والے! اے معاذ بن عفرأ کا ٹوٹا بازو جوڑ دینے والے میرا ٹوٹا ہاتھ جوڑ دو۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۹ ص ۳۸۸)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمَتِ ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اَمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

چاند کو توڑنے والے آ جا
ہم بھی ٹوٹی ہوئی تقدیر لئے پھرتے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿ ۱۱۰ ﴾ جَنَّتِ الْبَقِیْعُ مِیْسَةَ شَوْءٍ كَے تَبَادُلِے

مُفَسِّرِ شَهِیرِ حَكِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ

الْحَقَّانِ فرماتے ہیں: حج میں میرے ساتھ ایک پنجابی بڑا گ تھے جن کا نام تھا

صوفی محمد حسین، وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ ایک بار میں شاہ عبدالحق مہاجر

الہ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حدیث شریف میں تو آتا ہے کہ

”ہمارا مدینہ بھٹی ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے ایسے ہی زمینِ مدینہ نا اہل کو اپنے سے نکال دیتی ہے۔“ حالانکہ مُرتد اور منافق بھی مدینہ پاک میں مرکر یہاں ہی دُفن ہو جاتے ہیں پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ شاہ صاحب نے مجھے کان پکڑ کر نکلو دیا! میں حیران تھا کہ مجھے کس قُصور میں نکالا گیا! رات کو خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ کے قبرستان یعنی جَنَّةُ البقیع میں گھدائی ہو رہی ہے اور اُونٹوں پر باہر سے لاشیں آرہی ہیں اور یہاں سے باہر جارہی ہیں میں ان لوگوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ وہ بولے کہ ”جو نا اہل یہاں دُفن ہو گئے ہیں اُن کو باہر پہنچا رہے ہیں اور عُشاقِ مدینہ کی ان لاشوں کو جو اور جگہ دُفن ہو گئی ہیں یہاں لا رہے ہیں۔“ اور دوسرے دن پھر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: اب سمجھے! حدیث کا مطلب یہ ہے اور کل تم نے اَعْيَار (یعنی غیروں) میں اَسْرار (یعنی بھید) پوچھے تھے جس کی تمہیں سزا دی گئی تھی۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۱ ص ۷۶۶) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كِي اُنْ پَر رَحْمَتِ هُو اور**

ان کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

بقیع پاک میں عَطَّار دُفن ہو جائے

برائے غوث و رضا از پئے ضیا یارت (وسائلِ بخشش ص ۹۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

﴿۱۱۱﴾ غزالی زماں اور مفتی احمد یار خاں پر سلطانِ دو جہاں کا احسان

ایک مرتبہ حضرت شیخ علاؤ الدین اَلْبُکْوَرِیُّ اَلْمَدَنِیُّ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِیُّ

کے والد محترم حضرت شیخ علی حسین مَدَنِیُّ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِیُّ کے ہاں مدینہ

طَبِیْہہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں محفلِ میلادِ مُتَعَقِدِ ہوئی جو کہ پُر ذَوْقِ محفل تھی اور

انوارِ نبوی خوب چمکے۔ محفل کے اختتام پر میرِ محفل نے تَبْرُکاً جلیبی تقسیم کی اور

فرمایا: آج رات میلاد کی جلیبی کھانے والے کو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ بُوتِ صَلَّی

اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ زیارت ہوگی، کل علی الصُّبح بعد نمازِ فجر

مسجدِ النَّبَوِیِّ الشَّرِیْفِ عَلٰی صَاحِبَيْهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ میں ہر ایک اپنی کیفیت دیدار

سنائے۔ حاجی غلام حسین مَدَنِیُّ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِیُّ کا بیان ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! میں نے

بھی وہ جلیبی کھائی تھی، مجھے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدارِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کا دیدار نصیب ہوا، میں نے اس حال میں حُضُورِ پاک، صاحبِ لولاکِ صَلَّی

اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی کہ داہنی جانب بغل میں (غزالی زماں رازی

ذوراں) حضرتِ قبلہ سید احمد سعید کاظمی شاہِ صاحبِ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ) ہیں اور

دوسرے ہاتھ میں (مُقَسَّمِ شہیرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت) مفتی احمد یار خان (عَلَيْهِ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ) کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ (انوارِ قطبِ مدینہ ص ۵۳) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کِسِی اَنْ پَر

رَحْمَتِ هُوَ اَوْر اَنْ كِے صَدَقَے هَمَارِی بے حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِیْن بِجَاةِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

دیدار کی بھیک کب بٹے گی

منّتا ہے امیدوار آقا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۱۲﴾ عَلَآمَہِ کَآظِمِی صَاحِبِ اُوْر خَآرِ مَدِیْنِہ

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے

ہیں: مَدِیْنَہٗ مُنَوَّرَہٗ زَادَمَا اللّٰهُ شَرَفَاؤَ تَعْظِیْمًا کی پہلی حاضری کے موقع پر پاؤں میں

ایک خار (یعنی کانٹا) چبھ گیا، جس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی، نکالنے لگا تو اعلیٰ

حضرت، امامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دِیْنِ و مَلّتِ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ

الرَّحْمٰن کی خارِ مدینہ سے مَحَبَّتِ یَادِ آگئی تو میں وہیں رُک گیا اور پاؤں سے

کانٹا نہ نکالا کئی دن کے بعد خود بخود ڈرڈر کر گیا۔‘ (ایضاً) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَسْبِ اَنْ

بِرَ رَحْمَتِ هُوَ اُوْر اَنْ كے صدقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِیْنِ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے آنکھوں میں آئیں سر پہیں دل میں گھر کریں (مدائن بخش شریف)

خارِ سَخْرَآئِ نَبِی! پاؤں سے کیا کام تجھے آمری جان مرے دل میں ہے رستہ تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۱۳﴾ بَعْدِ وِصَالِ اَعْلٰی حَضْرَتِ كِی دَر بَارِ مِصْطَفٰی مِیْنِ حَآضِرِی

قُطْبِ مَدِیْنِہٖ حَضْرَتِ عَلَآمَہِ مَوْلَانَا ضِیَآءِ الدِّیْنِ اِحْمَدِ قَادِرِی مَدَنِی عَلَیْہِ

رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَنِي (سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كِي وفات کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مُؤَاجِزہ شریف میں حاضر فرماتے ہوئے کے لیے مسجد النبیؐ الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ”باب السلام“ سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّتِ، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ مُؤَاجِزہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں اور سلام پڑھ رہے ہیں۔ میں قریب گیا تو اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں مُؤَاجِزہ شریف کی طرف چلا گیا اور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کر کے عرض کی: ”یا رسول اللہ! مجھے میرے شیخ (امام احمد رضا خان) کی زیارت سے محروم نہ رکھا جائے۔“ سپیدی قُطْبِ مَدِیْنَةِ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ میں نے مُؤَاجِزہ شریف کی پابندی (پا۔ ان۔ تی۔ یعنی قدمین شریفین) کی طرف دیکھا تو اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ بیٹھے دکھائی دیئے، میں نے دُور کر اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کی قدم بوسی کی اور زیارت سے فیض یاب ہوا۔ (ایضاً ص ۲۳۸ ملخصاً) اللہ عَزَّوَجَلَّ کِسْیَ اُنْ پَرِ رَحْمَتِ هُوَ اُوْر اُنْ كِے صَدَقِے هَمَارِی بے حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

غمِ مصطفےٰ جس کے سینے میں ہے
گو کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ
﴿۱۱۴﴾ قُطْبِ مَدِیْنَةِ اَوْرَغْرِیْبِ زَاوِرِ مَدِیْنَةِ

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَرِیْ فرماتے ہیں: جن

دنوں میں مدینہ منورہ زَادَهَا اللهُ شَرْفًا وَتَعْظِیْمًا میں حاضر تھا، سیدی قُطْبِ مَدِیْنَةِ
حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِی کی خدمت میں بھی
حاضری ہوتی۔ کھانے کے وقت ایک مفلوک الحال شخص آتا اور کھانا کھا کر چلا

جاتا۔ میں نے ایک دن دل میں سوچا کہ یہ شخص خواجواہ کھانے کے وقت آجاتا
ہے اور حضرت کو تکلیف دیتا ہے! اسی دن جب محفل برخاست ہوئی سیدی

قُطْبِ مَدِیْنَةِ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے فرمایا کہ حکیم محمد موسیٰ مجھ سے مل کر جانا۔ میں

خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: حکیم صاحب! یہ جو غریب الحال شخص ہر روز کھانا

کھانے کے لیے آتا ہے، یہ پاکستان کے شہر لائل پور (سردار آباد، فیصل آباد) میں

ایک میل میں معمولی ملازم ہے، اسے ہر سال شہنشاہِ بحرور، مدینے کے تاجور

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے روضہ انور کی زیارت نصیب ہوتی ہے، بڑا خوش بخت

ہے اور مدینہ منورہ زَادَهَا اللهُ شَرْفًا وَتَعْظِیْمًا کا زائر ہے میں اس لیے اس کو

کھانا کھلاتا ہوں۔ (انوار قُطْبِ مَدِیْنَةِ ۲۷۷ ملخصاً) اللهُ عَزَّوَجَلَّ كَىٰ اَنْ پَر رَحْمَتِ

ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِيْنَ بِجَاۗلِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

تھکا ماندہ ہے وہ جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کُوئے جاناں میں (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

جَنَاتِ كِي حَكَايَات

﴿۱۱۵﴾ کعبہ مشرفہ کا طواف کرنے والی جن عورتیں

مشہور صحابی حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ ایک رات چند عورتوں کو طوافِ کعبہ کرتا دیکھ کر میں وَرطُ حیرت میں ڈوب

گیا! (کیونکہ وہ عام عورتوں کی طرح نہیں تھیں) جب وہ فارغ ہوئیں تو باہر نکل

گئیں۔ میں اُن کے تعاقب میں روانہ ہوا، وہ چلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک

ویران جنگل میں داخل ہو گئیں، وہاں کچھ مُعمر (م۔ عم۔ مَر۔ یعنی بڑی عمر کے) افراد

بیٹھے تھے، اُنہوں نے مجھ سے پوچھا: ”اے ابنِ زبیر! آپ یہاں کیسے آگئے؟“

میں نے جواب دینے کے بجائے اُن سے سُوال کر دیا: ”آپ لوگ کون ہیں؟“

اُنہوں نے کہا: ”ہم جنّات ہیں۔“ میں نے اپنے تعاقب اور اس کا سبب

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعہ

مسجد شہین

بیان کیا، انہوں نے کہا: ”یہ ہماری عورتیں (یعنی حبیباں) ہیں۔ اے ابنِ زبیر! آپ کھانے میں کیا پسند فرمائیں گے؟“ میں نے کہا: ”تازہ پکی گجوریں۔“

حالانکہ اُس وقت مگہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاؤ تعظیمًا میں تازہ گجور کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ لیکن وہ میرے پاس پکی تازہ گجوریں لے آئے۔ جب میں کھا چکا تو کہا: ”جو بچ گئی ہیں انہیں ساتھ لے جائیے۔“

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بچی ہوئی گجوریں اٹھائیں اور گھر واپس آ گیا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص

۲۴۷) اللہ عزوجل کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے

حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں

بڑی عطا کا اشارہ جو ہو گیا یارب (وسائلِ بخشش ص ۹۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّد

﴿۱۱۶﴾ چمکیلا سانپ

حضرت سیدنا عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد حرام میں موجود تھے کہ ایک

سفید اور سیاہ رنگ کا چمکیلا سانپ آیا، اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا

پھر وہ ”مقامِ ابراہیم“ کے پاس آیا اور گویا نماز ادا کر رہا تھا تو حضرت سیدنا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُس کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”اے سانپ! شاید تم نے عمرے کے ارکان پورے کر لئے ہیں اور اب میں تمہارے بارے میں یہاں کے ناسمجھ لوگوں سے ڈرتا ہوں (یعنی کہیں وہ تمہیں اصلی سانپ سمجھ کر مار نہ ڈالیں لہذا تم یہاں سے جلدی چلے جاؤ)۔“ چنانچہ وہ گھوما اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے

حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 کر دے حج کا شرف عطا یارب سبز گنبد بھی دے دکھا یارب

یہ تری ہی تو ہے عنایت کہ مجھ کو نئے بلا لیا یارب (سائل بخشش ص ۸۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد
 ﴿۱۱۷﴾ سانپ نما جن نے حجرِ آسود چوما

حضرت سیدنا ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا عبد اللہ بن صفوان عَنِیْہُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَانِ بَيْتِ اللهِ شَرِيفِ كَعْبَةَ الْقَعْبَةِ كَعْبَةَ طُؤْفِ عِرَاقِ دَرَوَازِیْ“ سے اچانک ایک سانپ داخل ہوا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر حجرِ آسود کے پاس آیا اور اُسے چوما۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن صفوان عَنِیْہُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَانِ نے اُس سے فرمایا: ”اے جن! اب آپ نے اپنا عمرہ ادا کر لیا ہے، ہمارے بچے خوفزدہ ہیں لہذا آپ واپس چلے جائیے۔“ چنانچہ وہ جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف سے واپس چلا گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۰) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

اُن پر رَحْمَتِ هُو اور اُن کے صَدَقے ہماری بے حساب مَغْفِرَتِ هُو،

شَرَفِ دے حج کا مجھے بے مصْطَفَا یارِ

روانہ سُوئے مدینہ ہو قافلہ یارِ (وسائلِ بخشش ص: ۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۱۸﴾ پانی کی طرف رهنمائی کرنے والا جن

حضرتِ سَيِّدِ نَاعِمَانَ غَنِی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دَوْرِ خِلَافَتِ مِیْنِ عَاشِقَانِ

رسول کا ایک قافلہ حج کے ارادے سے نکلا، انہیں راستے میں پیاس لگی، ایک

کنواں نظر آیا مگر اس کا پانی کھا رہا تھا۔ لہذا وہ آگے بڑھ گئے، حُثی کہ شام ہو گئی لیکن

پانی نہ ملا۔ قافلہ رات بھر چلتا رہا یہاں تک کہ ایک گھجور کے دَرَخْتِ کے پاس

پہنچا، یکا یک ایک سیاہ فام موٹا آدمی نُمُو دار ہوا، اُس نے کہا: اے قافلے

والو! میں نے رسولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے: ”جو شخص

اللّٰهُ تَعَالَى اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مسلمان بھائیوں کیلئے وہی

پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے لیے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے

ناپسند کرتا ہے۔“ تم لوگ یہاں سے آگے بڑھو، ایک ٹیلا آئے گا پھر اپنی دائیں جانب

مُڑ جانا وہاں تمہیں پانی مل جائے گا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ اللّٰهُ کی قسم! میرے

خیال میں یہ شیطان ہے، دوسرے شخص نے تردید کرتے ہوئے کہا: ”شیطان اس قسم

کی باتیں نہیں کرتا، یہ کوئی مسلمانِ حَقِّق ہے۔“ بےز حال وہ لوگ چل پڑے اور اُس

جن کی نشاندہی کے مطابق پانی تک پہنچ گئے۔ (ایضاً ص ۱۰۹، مُلَخَّصاً)

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیدیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿۱۱۹﴾ غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے قافلہ حج کا پُر اَسرار جوان

شہنشاہِ بغداد، حضورِ غوثِ پاک عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الرَّحْمٰق ایک بار اپنے

مُریدین کا قافلہ لئے حج کے لئے روانہ ہوئے، جب یہ قافلہ کسی منزل پر اُترتا تو

سفید کپڑے میں ملبوس ایک پُر اَسرار جوان کہیں سے آجاتا، وہ اُن کے ساتھ

کھاتا پیتا نہیں تھا۔ حضورِ غوثِ اعظم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَکْرَم نے اپنے مُریدوں

کو وصیت (یعنی تاکید) فرمائی تھی کہ وہ اس ”جوان“ سے بات چیت نہ کریں۔

قافلہ مکہ مکرمہ رَاَدَا اللهُ شَرْفًا وَ تَعْظِيمًا میں داخل ہوا اور ایک گھر میں قیام پذیر

ہو گیا۔ جب یہ حُجَّاج کرام گھر سے نکلتے تو وہ پُر اَسرار جوان گھر کے اندر داخل

ہو جاتا اور جب یہ داخل ہوتے تو وہ باہر نکل جاتا۔ ایک مرتبہ سب لوگ نکل گئے

لیکن قافلے کے ایک حاجی صاحبِ بیٹ اُخْلَاء (wash room) میں رہ گئے،

اسی دوران وہ پُر اَسرار جوان گھر میں داخل ہوا تو اُسے کوئی نظر نہیں آیا۔ اُس

نے تھیلی کھولی اور ایک گدّر (یعنی ادھ پکی گھجور) نکال کر کھانے لگا۔ جب وہ

حاجی صاحبِ بیٹ اُخْلَاء سے نکلے اور اُن کی نظر اُس پُر اَسرار جوان پر پڑی تو

وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد پھر کبھی قافلے والوں کے پاس نہیں آیا۔ جب اُن حاجی صاحب نے سرکارِ غوثِ پاک عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الرَّزَّاقِ کو اس حیرت انگیز بات کی خبر دی تو فرمایا: یہ پُر اسرار جوان اُن جنوں میں سے ہے جنہوں نے رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے قرآنِ مجید سنا ہے۔ (لِطَمِ الْمَرْجَانِ ص ۲۳۹) اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ أَنْ بِرِ رَحْمَتِ هُوَ اور ان کے صدقے ہماری بے

حساب مغفرت ہو۔ اَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا

سُرورِ مَرَجِ گُل ہے درِ والا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ عَلِيٍّ مُحَمَّدٍ

﴿۱۲۰﴾ باغ کے جنات

حضرت سیدنا ابو اسحاق ابراہیم خواص رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

ہمارا قافلہ سُوئے حرمِ رواں دَواں تھا، کسی سبب سے میں قافلے سے الگ ہو گیا

اور مسلسل تین شبانہ روز چلتا رہا، اس دَوران مجھے نہ بھوک لگی نہ پیاس، نہ ہی کوئی

حاجت پیش آئی۔ آخر کار میں ایک ہرے بھرے لہلاتے گلشن میں جا نکلا،

وہاں خوب پھلدار دَرَاخْت تھے، ہر طرف خوشبودار پھول کھلے تھے

اور بیچ میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ تو گویا جنت

ہے۔ اچانک خوش پوش باعمامہ افراد کا ایک گروہ آ گیا، انہوں نے مجھے سلام کیا،

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعد

مسجد شیبین

میں نے جواب دیا، میرے دل میں خیال گزرا ہونہ ہو یہ چٹات ہیں کہ یہ سرزمین ہی عجیب و غریب ہے۔ اتنے میں ان میں سے ایک شخص بولا: ”ہم قوم جنات میں سے ہیں، ہمارا ایک مسئلے میں باہم اختلاف ہو گیا ہے۔ ہم نے لیلۃ الجن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقدس کلام بَرِّ ابْنِ شَاہِ خَيْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سنے کا شرف حاصل کیا ہے اور اسی پاک کلام کی وجہ سے تمام دنیوی کام ہم سے لے لئے گئے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت (مرضی) سے اس جنگل میں یہ تالاب ہمارا مقام بنا دیا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ میں نے اپنا حج کا قافلہ جہاں چھوڑا ہے، وہ جگہ یہاں سے کتنی دُور ہے؟ یہ سن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہنے لگا: ”اے ابوالسُّخِّ! اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کیلئے اَسْرار و عجاہبات ہیں، جہاں اس وقت آپ ہیں، ایک جوان کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ بھی یہیں وفات پا گیا۔“ یہ کہہ کر اُس نے ایک طرف اشارہ کر کے بتایا: ”وہ رہا اس کا مزار۔“ وہ مزار تالاب کے کنارے تھا اور اُس کے ارد گرد ایسے خوش نما و خوشبودار پھول کھلے ہوئے تھے جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ بات جاری رکھتے ہوئے اُس جن نے کہا: ”آپ کے اور قافلے کے درمیان اتنے اتنے مہینے کی مسافت (یعنی فاصلہ) ہے۔“ حضرت سیدنا ابوالسُّخِّ ابراہیم خواص رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”میں نے ان جنات سے کہا: ”مجھے اُس مرحوم جوان کے بارے میں کچھ بتائیے۔“ تو ایک نے کہا: ”ہم یہاں تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے

”محبت“ کا تذکرہ کر رہے تھے، ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک ایک جوان ہمارے پاس آیا اور اُس نے سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا اور اس سے دریافت کیا: ”اے جوان! تم کہاں سے آئے ہو؟“ بولا: نیشاپور کے ایک شہر سے۔“ ہم نے پوچھا: ”تم وہاں سے کب نکلے تھے؟“ اُس نے جواب دیا: ”سات دن قبل۔ ہم نے پوچھا: ”اپنے وطن سے نکلنے کی وجہ؟“ کہا: ”اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وَأَنْبِئُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا
لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ
الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿۵۲﴾
ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے رب کی
طرف رجوع لاؤ اور اُس کے حضور گردن
رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر
(پ ۲۴، الزمر: ۵۴) تمہاری مدد نہ ہو۔

ہم نے اُس سے کچھ اور بھی سوالات کئے جن کے جوابات دیتے دیتے اُس نے یکا یک ایک زوردار چیخ ماری اور اُس کی روحِ قفسِ عُصْرٰی سے پرواز کر گئی۔ ہم نے اُسے یہاں دفن کر دیا اور یہ اس کا مزار ہے (اللہ اُس سے راضی ہو)۔ حضرت سیدنا ابراہیم خواص رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: میں مرحوم جوان کے اوصاف سُن کر بہت متاثر (مُتَأَثِّرٌ مُّبْتَلِّئٌ) ہوا اور عقیدت سے میں مزار شریف کے قریب گیا تو اُس کے سر ہانے زنگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی تھی هَذَا قَبْرُ حَبِيبِ اللّٰهِ قَتِيلٍ

الْغَيْرَةِ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے اسے ”غیرت“ نے قتل کیا ہے۔ اور ایک وَرَقِ پر ”الْإِنَابَةَ“ کا معنی لکھا تھا۔ پھر جِنَات نے مجھ سے اُس آیت کی تفسیر پوچھی تو میں نے بیان کر دی۔ وہ بہت خوش ہوئے اور ان کا آپسی اختلاف واضطراب جاتا رہا اور کہنے لگے: ہمیں ہمارے مسئلے کا کافی وشافی جواب مل گیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم خواص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: پھر مجھے نیند آگئی، جب بیدار ہوا تو (مَكَّةَ مَكْرَمَةً رَاحَةً اللهُ شِعْرًا وَتَعْظِيمًا) میں تنعم کے مقام پر حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو پایا اور میرے پاس ایک ”پھولوں کا گلدستہ“ موجود تھا جو سال بھر تر و تازہ رہا پھر کچھ عرصے بعد وہ خود بخود غائب ہو گیا۔ (لفظ المرجان ص ۲۰، ۲۱ مُلَخَّصًا) **اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَسَىٰ أَنْ يَرَىٰ رَحْمَتٌ هُوَ أَوْرَانِ كَمَا صَدَقَ هَمَارِي بِي حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُوَ۔**

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے

نفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مُقَيَّد کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۲۱﴾ عَجِيْبٌ وَغَرِيْبٌ چھوٹا سا پرندہ

حضرت سیدنا وہب اور حضرت سیدنا حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمَا کی

ہر سال حج کے موسم بہار میں مسجدِ خَيْفِ شَرِيْف کے اندر ملاقات ہوا کرتی تھی۔

ایک شب جب کہ بھیر بھٹ چکی تھی اور اکثر حُجَّاجِ کرام سوچے تھے، البتہ بعض حُجَّاجِ کرام ان دونوں حضرات کے ساتھ دینی گفتگو کر رہے تھے، یکا یک ایک عجیب و غریب چھوٹا سا پرندہ آیا اور حضرت سیدنا وَہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ كِيَاك ايك جانب حلقے ميں بيٲھ گیا اور سلام کیا، حضرت سیدنا وَہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اُس کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے جواب دیا: میں ایک مسلمان جن ہوں۔ پوچھا: کہئے کیسے آنا ہوا؟ بولا: ”کیا آپ یہ پسند نہیں فرماتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور علم حاصل کریں!“ ہمارے اندر آپ سے روایات بیان کرنے والے بہت سے جنات ہیں، ہم آپ حضرات کے ساتھ بہت سے کاموں میں شریک ہوتے ہیں مثلاً نماز، چہار، بیماروں کی عیادت، نماز جنازہ اور حج و عمرہ وغیرہا نیز آپ سے علم حاصل کرتے اور قرآنِ کریم کی تلاوت سنتے ہیں۔ (کتاب الہواتف لابن ابی الدنيا ج ۲ ص ۵۲۶ رقم ۱۷۷) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كِيَا اُنْ پَر رَحْمَتِ هُوَا اور ان کے صدقے ہماری بے**

حساب مغفرت ہو۔ اَمِيْنِ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

عالمِ وُجْدِ ميں رَقْصَاں مَرَا پَر پَر ہوتا

کاش! ميں گُنْدِيدِ خُضْرَا کا کبوتر ہوتا

صَلُّوَا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

حیوانات کی 9 حکایات

﴿۱۲۲﴾ درندہ بھی تابع ہو گیا

حضرت سید ناسفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی اور حضرت سید ناشیبان راعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ دونوں حج کے ارادے سے نکلے تو ان کے سامنے ایک درندہ آ گیا۔ حضرت سید ناسفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے حضرت سید ناشیبان راعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ سے فرمایا: ”کیا آپ اس درندے کو نہیں دیکھ رہے؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”ڈرے مت۔“ پھر حضرت سید ناشیبان راعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے اُس کا کان پکڑ کر دبا یا تو وہ دُم ہلانے لگا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْهِ نے اُس کی دُم پکڑ لی، اس پر حضرت سید ناسفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے فرمایا: ”کیا یہ ”شہرت“ نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ”اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا زور اور اس کی پیٹھ پر لا کر مکہ مکرمہ اور اذہا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا لے جاتا۔“ (الروض الفائق ص ۱۰۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقہ ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
شیر کا خطرہ کیا شیر خود کانپ اٹھا!
سامنے جب نبی کا غلام آ گیا
صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

”کیا یہ شہرت نہیں؟“ کی وضاحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! دَرِنْدے بھی اللہ

والوں کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اس حکایت میں مشہور تاجی بُرگ زبردست عالم و محدث سیدنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی کا سوال کرنا لوگوں کو حضرت سیدنا شبیبان راعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں حُبِ جاہ کے تعلق سے بدگمانی سے بچانے کیلئے تھا اور اس سوال کا انہوں نے بھی کیا خوب جواب ارشاد فرمایا۔ بہر حال یہ بڑوں کی باتیں ہیں یہ حضراتِ اخلاص کے پیکر ہو کر تھے اور ایک دوسرے کی باطنی اصلاح کا خیال رکھا کرتے تھے۔

﴿۱۲۳﴾ شیر نے راستہ بتایا

حضرت سیدنا سفینہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ روم کی سرزمین میں چہاد کے دوران اسلامی لشکر سے پھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کر ان کے سامنے آ گیا، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے بلند آواز سے فرمایا: يَا اَبَا الْحَارِثِ! اَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ”اے ابو الحارث! (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا غلام ہوں اور میرا معاملہ یہ ہے کہ میں لشکرِ اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لئے ہوئے چلتا رہا یہاں تک کہ یہ لشکرِ اسلام میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۰ حدیث ۵۹۴۹)

شیر کا خطرہ کیا! وہ بگاڑے گا کیا!
سانے جب نبی کا غلام آ گیا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۲۴﴾ قرآن کریم کی تعظیم کرنے والے بندر کی حکایت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561

صفحات پر مشتمل کتاب، ”ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت“ 477 تا 478 پر میرے

آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان

عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کا ارشاد ہے: ایک مرتبہ نتھے میاں (یعنی سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ

تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے بھائی علامہ محمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن) اپنی پھتھ پر

قرآنِ عظیم پڑھ رہے تھے، سامنے دیوار پر ایک بندر بیٹھا تھا، یہ کسی کام کو اٹھ کر

گئے، بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اُس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآنِ عظیم

کے کُمُحَاذَات پر (یعنی سامنے) آیا، قرآنِ عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا۔

چاندِ ثِق ہو پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں

بَارِكْ اللهُ مَرَجِ عَالَمِ بِنِي سَرَكَارِ بِي (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۲۵﴾ بَارِگَہِ رَسَالَتِ مِیْنِ اسْتِفَاثَہ

ایک پاکستانی حاجی صاحبِ مدینہ منورہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا مِیْنِ

حاضر ہوئے جس مکان میں مقیم ہوئے وہاں ایک بلی رہتی تھی جو روزانہ اُن کے

مقام ابراہیم
حجر اسود
غار ثور
غار حرا
جبل احد
مجاہد نبوی
مبشر رسول

مسجد خیف
مسجد جن
مسجد جبرائیل
مسجد نمرہ
مسجد غمامہ
مسجد جمعة
مسجد شہین

قریب آتی اور وہ اُس سے پیار کرتے، حاجی صاحب کے من میں مدینے کی مٹی خوب ساگنی تھی اور انہوں نے اُسے پاکستان لے جانے کی نیت کر لی تھی۔ بھٹام حفاظت لے جانے کیلئے انہوں نے ایک پنجرے کی بھی ترکیب بنالی تھی، جب حجرِ مدینہ کی جاں سوز گھڑیاں قریب آئیں، اور مدینے کی آخری رات آگئی تو حاجی صاحب نے بارگاہِ رسالت میں الوداعی سلام پیش کیا اور گھر آ کر لیٹ گئے۔ خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کرم فرمایا، لہہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

”آپ خیریت سے رخصت ہوں گے مگر میری مٹی کو ساتھ نہ لے جانا یہ کئی دن سے روزانہ میرے دربار میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے: مجھے بچا لیجئے! مدینہ چھوٹ رہا ہے۔“

(مدینۃ الرسول ص ۱۹؛ ملخصاً)

سبب و قور رحمت مری بے زبانیاں ہیں
نہ فُغال کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

﴿۱۲۶﴾ ہرنی کی پکار بحضورِ شہنشاہِ ابرار

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدتنا اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ والا ایتبار، بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا:

یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

مُتَوَجِّه ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری طرف مُتَوَجِّه ہو کر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی اُس نے عرض کی: اُذُنِ مَنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! یعنی یا رسول اللہ! میرے قریب تشریف لائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے قریب تشریف لا کر فرمایا: مَا حَاجَتُكَ؟ یعنی تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی بولی: اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ فرمایا: کیا تو ایسا کرے گی؟ ہرنی نے عرض کی: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے عَشَار کا عذاب دے۔ (عشرا ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی بچے باہر نہ آئے، اور اس بے چاری پر بوجھ لاد جائے جس کے سبب وہ تکلیف سے خوب بلبلائے، چیخے چلائے) تُوخَاتِمُ الْمُرْسَلِينَ، رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اسے کھول دیا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آگئی اور آپ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی بیدار ہو گیا اور اس نے دیکھ کر عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ کو کوئی کام ہے؟ فرمایا: ہاں اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ وہ چوکڑیاں بھرتی ہوئی جا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ (میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں)۔

(المعجم الكبير ج ۲۳ ص ۳۳۱ حدیث ۷۶۳، الخصائص الكبرى ج ۲ ص ۱۰۱)

ہاں بیٹھیں کرتی ہیں چو یاں فریاد
ہاں بیٹھیں چاہتی ہے ہر نی داد
اسی در پر شُترانِ ناشاد
گلہ رنج و عنا کرتے ہیں (مدائن بخش شریف)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

﴿۱۲۷﴾ اُونٹ نے طوافِ کعبہ کیا اور پھر....

815ھ کا واقعہ ہے، ایک اونٹ اپنے مالک سے خود کو چھڑا کر بھاگ کھڑا

ہوا، یہاں تک کہ مَكَّةُ مَكْرَمَةٌ اَدْعَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا پہنچا اور سیدھا مسجد الحرام میں داخل ہو گیا، لوگ پکڑنے دوڑے مگر کسی کے ہاتھ میں نہ آیا، اُس نے کعبہ مُشْرِفَةً کے گرد سات چکر لگائے پھر حَجْرِ اَسْوَدِ پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے،

اس کے بعد میزابِ رَحْمَتِ کے سامنے کھڑا ہو گیا، اُس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے، اسی طرح روتے روتے وہ زمین پر آ رہا اور اُس کا دم نکل گیا۔

لوگوں نے اُسے بَصْدِ احْتِرَامِ اُٹھایا اور صفا و مَرَوَہ کے درمیان دفن دیا۔ (کتاب الحج ص ۱۱۷ الملخصاً) (اُس دور میں آج کل کی طرح کا معاملہ نہ تھا وہاں تدفین ممکن تھی چنانچہ شاہ عبدالعزیز مَحْمُودِثِ وِہْلُوِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي نے بُسْتَانِ الْمُحَدِّثِيْنَ صفحہ 298 پر لکھا ہے:

مشہور محدث حضرت سَيِّدُنا امام سَأَلِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي صفا و مَرَوَہ کے درمیان مدفون ہیں) **اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَىٰ اَنْ يَّرَحِمْتَهُ وَاَوْرَانِ كَسَىٰ صَدَقَةِ هَمَارِي بِي**

حَسَابِ مَغْفِرَتِهِ هُوَ - اَمِيْنِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

تصدَّق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر

طوافِ خانہ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۱۲۸﴾ اُونٹوں نے آقا کو سجدہ کیا

غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں محبوبِ ربِّ اکبر، مکہ مدینہ کے تاجور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے، ہم نے ایک عجیب بات دیکھی (اور وہ یہ کہ) ہم ایک منزل میں اُترے، وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: **يَا نَبِيَّ اللهُ!** میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہِ معاش (یعنی گزر بسر کا ذریعہ) ہے اس میں میرے دو شتر (یعنی دو اُونٹ) آبکش (کنویں سے پانی کھینچنے والے) تھے، دونوں مَست ہو گئے نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں، کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے۔ **هُضُوْرًا** نور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعَ صَحَابَہٖ کَرَامٍ (عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان) اُٹھ کر اُس کے باغ کو گئے۔ فرمایا: کھول دے، عرض کی: **يَا نَبِيَّ اللهُ!** ان کا مُعاملہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا: کھول، دروازے کو جُثْبِش (یعنی حرکت) ہونی تھی کہ دونوں (اُونٹ) شور کرتے ہوا کی طرح چھپٹے دروازہ کھلا اور انہوں نے جب **هُضُوْرًا** اقدس صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے! **هُضُوْرًا** صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیئے اور فرمایا: ”ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔“ حاضرین نے عرض کی: **يَا نَبِيَّ اللهُ!** اچو پائے **هُضُوْرًا** کو سجدہ کرتے ہیں تو **هُضُوْرًا** کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور **هُضُوْرًا** کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و

آخرت کے مہلبکوں (یعنی ہلاک کرنے والی چیزوں) سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو ”سجدہ“ کریں، نبی صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سجدہ میرے لئے نہیں، وہ تو اسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا، امت میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔ (دلائل النبوة ص ۲۲۸)

ملک و جن و بشر پڑھتے ہیں کلمہ اُن کا جانور سگ و بچر کرتے ہیں چرچا اُن کا (قبائلی بخشش)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿۱۲۹﴾ غمِ مصطفیٰ میں جان دینے والے دو بے زبان

سلطانِ دو جہان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے

سبب اُس و جان کے ساتھ ساتھ بے زبان حیوان بھی صدمے سے دو چار

ہوئے (۱) ایک دراز گوش (یعنی گدھا) جس پر جنابِ محبوبِ باری صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اکثر سواری فرمایا کرتے تھے، فَرِيْطُ غَمِّ سے بے تاب ہو کر اُس

نے ایک گنوئیں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی (۲) نَمْرُوْرٍ اَنْبِيَاءِ صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خاص اُونٹنی بھی دیدارِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے

بغیر بے قرار رہنے لگی، کھانا پینا چھوڑ دیا اور اس طرح اُس نے بھی بھوک پیاس

سے جان دے دی۔ (مدارجُ النَّبُوْتِ حَصَّه ۲ ص ۴۴۴)

اُن کے در پر موت آ جائے تو جی جاؤں حَسَن

ان کے در سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

﴿ ۱۳۰ ﴾ حرم شریف کے کبوتروں کی آستانہ محبوب سے مَحَبَّت

قُطْبِ مَدِينَةِ سَيِّدِي وَمُرْشَدِي حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی
 علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ العَنِي فرماتے ہیں: ایک مرتبہ انتظامیہ نے مسجد نبوی شریف کے حرم
 اَنُور کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے فیصلہ کیا کہ حرم شریف میں کبوتروں کے لیے دانہ نہ
 ڈالا جائے، اس طرح کبوتر دانے کی تلاش کے لیے دوسری جگہوں میں منتقل
 ہو جائیں گے۔ اس حُکْم پر عمل کیا گیا اور کئی دن تک دانہ نہ ڈالا گیا مگر کبوتروں کی
 گنڈید خضرآء سے مَحَبَّت کا یہ عالم تھا کہ بھوک سے مر رہے تھے مگر آستانہ
 مَحْبُوب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اہل مدینہ
 نے اپنی آنکھوں سے یہ عشق و مَحَبَّت بھرا منظر دیکھا، پھر دُنیا میں یہ بات شہرت
 پکڑ گئی تو لوگوں نے حکومت کو تار دیئے اور اصرار کیا، تب حکومت نے پھر حسبِ سابق
 کبوتروں کو دانہ ڈالنا شروع کیا۔ (انوارِ قطبِ مدینہ ص ۵۴ ملخصاً) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَسَى اَنْ
 پَر رَحْمَتِ هُوَ اُوْر اَنْ كَسَى هَمَارِي بِي حَسَابِ مَغْفِرَتِ هُو۔

اَمِيْنَ بِجَاةِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

وہ مدینے کے پیارے کبوتر، جب نظر آئیں تجھ کو برادر

ان کو تھوڑے سے دانے کھلا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا (وسائلِ بخشش ص ۵۹۲)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مکہ کی زیارتیں

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هِيَ: اللهُ عَزَّوَجَلَّ كِي خَاطِرِ

آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصَافَحَہ کریں اور نبی (صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) پر دُرُودِ پَاک بھیجیں تو ان کے جِدا ہونے سے پہلے دونوں کے

اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مُسْنَدُ أَبِي يَعْلَى ج ۳ ص ۹۵ حدیث ۲۹۵۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ



الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَكْرَمِہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا نِهَابِيت بَابَرَكْت اور

صَاحِبِ عَظَمْتِ شہر ہے، ہر مسلمان اس کی حَاضِرِی کی تَمَتَّا و حَسْرَت رکھتا ہے

اور اگر ثواب کی نیت ہو تو یقیناً دِیَارِ مَكَّةِ الْمَكْرَمِہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی

آرزو بھی عبادت ہے۔ مکہ مکرمہ زادَ مَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی زیارتوں کے باقاعدہ بیان سے قبل اللہ جلَّ جَلالُهُ کے اس پیارے شہر کے فضائل ملاحظہ فرما لیجئے تاکہ دل میں اس کی مزید عقیدت جاگزیں ہو۔

وہاں پیارا کعبہ یہاں سبز گنبد

وہ مکہ بھی بیٹھا تو پیارا مدینہ (وسائلِ بخشش ص ۳۲۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

قرآن کریم میں مُتَمَدِّد مقامات پر مَکَّة الْمَكْرَمَة
مِنَ الشَّهْرِ
مِنَ الْاَشْهُرِ
پہلے پچانچہ پارہ اول سُورَةُ الْبَقَرَةِ آیت نمبر 126 میں ہے:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
ترجمہ کنز الایمان: اور جب عرض کی ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَام) نے کہ اے رب (عَزَّوَجَلَّ) میرے اس شہر کو امان والا کر دے۔ (پ ۱، البقرة: ۱۲۶)

پارہ 30 سُورَةُ الْبَلَدِ کی پہلی آیت میں ہے:

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ
ترجمہ کنز الایمان: مجھ اس شہر کی قسم (پ ۳۰، البلد: ۱)

(خزائن العرفان ص ۱۱۰۴)

(یعنی مکہ مکرمہ کی)

”مکہ المکرّمہ“ دس حُرُوفِی نسبت سے مکہ کے دس نام

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! مکّۃ المکرّمہ مہزادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کے بہت سے نام کتابوں میں درج ہیں ان میں سے 10 یہ ہیں: ﴿۱﴾ اَبْلَد ﴿۲﴾ اَبْلَدُ الْاَمِين ﴿۳﴾ اَبْلَدُه ﴿۴﴾ اَلْقَرْيَه ﴿۵﴾ اَلْقَادِسِيَه ﴿۶﴾ اَلْبَيْتُ الْعَتِيق ﴿۷﴾ مَعَاد ﴿۸﴾ بَكَّه ﴿۹﴾ الرَّاسُ ﴿۱۰﴾ اُمُّ الْقَرْيٰ

(العقد الثمين في تاريخ البلد الامين ج ۱ ص ۲۰۴)

رَمَضَانَ مَكَّةَ الْمَكْرَمَةَ

کافرمانِ معظّم ہے: ”رَمَضَانَ بِمَكَّةَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَمَضَانَ بِغَيْرِ مَكَّةَ“ یعنی مکّے میں رَمَضَانَ گزارنا غیر مکّہ میں ہزار رَمَضَانَ گزارنے سے افضل ہے۔“

(جمع الجوامع ج ۴ ص ۲۷۲ حدیث ۱۲۵۸۹)

حضرت علامہ عبد الرّؤف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: مَكَّةَ الْمَكْرَمَةَ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں رہ کر رَمَضَانَ الْمُبَارَك کے مہینے کے روزے رکھنا غیر مکّہ کے ہزار رَمَضَانَ الْمُبَارَك کے روزوں سے افضل ہے کیونکہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے اس مکّے کو اپنے گھر

کے لئے منتخب فرمایا، اپنے بندوں کے لئے اس میں حج کے مقامات بنائے، اس کو اُمّن والا حُرّم بنایا اور اس کو بہت سی خصوصیات سے نوازا۔

(فیض القدیر ج ۴ ص ۵۱ تحت الحدیث ۴۴۷۸)

پاک گھر کے طواف والوں پر

بارشِ اللہ کے کرم کی ہے (وسائلِ بخشش ص: ۱۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور تاجدار رسالت

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مقام حُزُورہ کے پاس

مَكَّةُ الْمَكْرَمَةُ
نَبِيِّ كَرِيمٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ
مَوْجُوبٌ

اپنی اونٹنی پر بیٹھے فرما رہے تھے: اللہ کی قسم! تو اللہ کی ساری زمین میں بہترین زمین ہے اور اللہ کی تمام زمین میں مجھے زیادہ پیاری ہے۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے

نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ (ابن ماجہ ج ۳ ص ۵۱۸ حدیث ۳۱۰۸)

شَارِحِ بَخْرِي مُفْتِي شَرِيفِ الْحَقِّ اِمْبَدِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي اس حدیثِ پاک

کے تحت ”نُزْهَةُ الْقَارِي“ میں لکھتے ہیں کہ یہ ارشادِ ہجرت کے وقت کا ہے، اس وقت

تک مدینہ طیبہ حضور اقدس صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے مُشْرِف نہیں ہوا تھا، اس

وقت تک مکہ پوری سَرّ زمین سے افضل تھا مگر جب حضور صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ شرف اسے حاصل ہو گیا۔ (نزہۃ القاری ج ۲ ص ۷۱)

مُفَسِّرِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْمَلِئَانِ

”مراۃ المناجیح“ میں لکھتے ہیں: جمہورِ علماء (یعنی اکثر علماء) کے نزدیک مکہ معظمہ شہر

مدینہ منورہ سے افضل اور خُصُور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو زیادہ پیارا ہے، ان کی

دلیل یہ حدیث ہے۔ امام مالک (عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْخَالِقِ) کے ہاں مدینہ منورہ مکہ

مکرمہ سے افضل ہے۔ وہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں پہلی حالت

کا ذکر ہے، پھر خُصُور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو مدینہ منورہ زیادہ پیارا ہو گیا۔

فتویٰ یہی ہے کہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے مگر عشاق کی نگاہ میں مدینہ

منورہ افضل کیونکہ وہ محبوب کی آرام گاہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۲۰۴)

مکہ سے اس لئے بھی افضل ہوا مدینہ

ہے میں اس کے آیا بیٹھے نبی کا روضہ (وسائل بخشش ص ۲۹۸)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے

مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561

صفحات پر مشتمل کتاب ”ملفوظاتِ اعلیٰ

حضرت“ ص 236 پر ہے: عرض:



خُصُور! مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں

ایک لاکھ کا، اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟ **ارشاد:**

مہورِ حَرفیہ (یعنی اکثر حنفی علماء) کا یہ ہی مسلک ہے اور امام مالک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے نزدیک مدینہ افضل اور یہی مذہب امیر المؤمنین فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا ہے۔ ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔ (سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے! انہوں

نے کہا: وَاللَّهِ! بَيْتُ اللَّهِ وَحَرَمُ اللَّهِ - فرمایا: میں بیٹ اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ، مدینے سے افضل ہے؟ انہوں نے کہا: بخدا

خانہِ خدا و حرمِ خدا فرمایا: میں خانہِ خدا و حرمِ خدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینے سے افضل ہے؟ (الموطا ج ۲ ص ۳۹۶ حدیث ۱۷۰۰) وہ (صحابی) وہی کہتے

رہے اور امیر المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی فرماتے رہے اور یہی میرا (یعنی اعلیٰ حضرت کا) مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے، نَبِيٌّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فرماتے ہیں: الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۱۸ حدیث ۱۸۷۵) دوسری حدیث نص صریح ہے کہ

فرمایا: الْمَدِينَةُ خَيْرٌ مِنْ مَكَّةَ . یعنی: مدینہ مکے سے افضل ہے۔

(مُعْجَم كَبِير ج ۴ ص ۲۸۸ حدیث ۴۴۵۰)

اور تَفَاوُتِ ثَوَابٍ (یعنی ثواب میں فرق) کا جواب با صواب (یعنی درست جواب) شیخ محقق عبدالحق دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے کیا خوب دیا کہ ”مکے میں

ثواب میں
فرق کیوں؟

کمیت (ک۔ عنی۔ یت۔ یعنی مقدار) زیادہ ہے اور مدینے میں کیفیت۔
 ”(جذب القلوب“ ص ۱۸) یعنی وہاں ”مقدار“ زیادہ ہے اور یہاں ”قدْر“
 اُفروں (یعنی مائت زیادہ)۔ جسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار
 اشرفیاں؟ گنتی میں وہ (یعنی لاکھ روپے) دُونے (ڈبل) ہیں اور مالیت میں یہ (یعنی
 پچاس ہزار اشرفیاں) دس گنی۔ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں
 یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں (یعنی مکہ شریف میں) گناہ کے ارادے پر
 بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔ مدینہ طیبہ میں نیکی کے
 ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور
 نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں۔ عجب نہیں کہ حدیث میں ”خَيْرٌ لَهُمْ“ (یعنی اُن
 کے حق میں بہتر) کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۲۳۶، ۲۳۸)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجیدِ دین و ملت، مولانا شاہ امام
 احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد 10 صفحہ 711 پر فرماتے ہیں:
 تربتِ اطہر یعنی وہ زمین کہ جسمِ انور سے متصل ہے کعبہ معظمہ بلکہ عرش سے بھی
 افضل ہے۔ باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں۔ کعبہ معظمہ مدینہ طیبہ
 سے افضل ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضعِ تربتِ اطہر
 اور مکہ معظمہ سوائے کعبہ مکرمہ ان دونوں میں کون افضل ہے، اکثر جانبِ ثانی

ہیں (یعنی اکثر کے نزدیک مکہ معظمہ افضل ہے) اور اپنا مسلک اول (یعنی مدینہ طیبہ افضل ہے) اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، طبرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ الْمَدِينَةُ أَفْضَلُ مِنْ مَكَّةَ (مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ مُعْجَمِ كَبِيرِ ج ۴ ص ۲۸۸ حدیث ۴۴۵۰) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۱۱)

مکہ پاک پر مدینے پر

بارش اللہ کے کرم کی ہے (وسائل بخشش ص ۱۲۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

حضرت سیدتنا صفیہ بنت شیبہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی رحمت،

شفیع اُمت، قاسم نعمت صلّی اللہ

تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اس شہر کو اسی دن

سے اللہ نے حرم بنا دیا ہے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے لہذا یہ قیامت تک اللہ کے

حرام فرمانے سے حرام (یعنی حرمت والا) ہے۔ (ابن ماجہ ج ۳ ص ۵۱۹ حدیث ۳۱۰۹)

مفسر شہیر حکیم اُمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ

الرحمن اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اس شہر پاک کا حرم شریف ہونا

صرف اسلام میں نہیں ہے بلکہ بڑا پرانا مسئلہ ہے، ہر دین میں یہ جگہ محترم تھی، وہ

جو باب حرمِ مدینہ میں آ رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرم بنایا، وہاں یہ مطلب ہے کہ اس کے حرم ہونے کا اعلان ابراہیم علیہ السلام نے کیا، کیونکہ طوفانِ نوح میں جب بیٹُ المعمور آسمان پر اٹھالیا تو لوگ یہاں کی حرمت وغیرہ بھول گئے، حضرت خلیل علیہ السلام نے پھر اس کا اعلان فرمایا، (حدیثِ پاک میں) اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (یعنی قیامت تک) فرما کر بتایا کہ یہ حرمت کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حرم کی ہے
بارشِ اللہ کے کرم کی ہے (وسائلِ بخشش ص ۱۲۴)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

مکہ المکرمہ اور مدینہ
میں دجال داخل نہیں ہوگا
مالکِ بجر و بر، قاسم کو رخصل اللہ تعالیٰ علیہ
والہ وسلم نے فرمایا: "لَا يَدْخُلُ الدَّجَالُ
مَكَّةَ وَلَا الْمَدِيْنَةَ يَعْنِي مَكَّةَ اَوْر مَدِيْنَةَ"

میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ۱۰ ص ۸۵ حدیث ۲۶۱۰۶)

مکہ المکرمہ کی
گرمی کی فضیلت
نبی کریم، رَعُوْا وَفِ رَحِيْمٍ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ
وَالشَّيْبِمْ نے فرمایا: "مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ
مَكَّةَ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ تَبَاعَدَتْ مِنْهُ"

النَّارُ يَعْنِي جَوْشَخْصِ دِنِ كَيْ كَچھ وقت مکے کی گرمی پر صبر کرے جہنم کی آگ اس سے دور

ہو جاتی ہے۔

(اخبار مکہ ج ۲ ص ۳۱۱ حدیث ۱۵۶۵)

حضرت سید ناسعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن

مکہ میں بیمار ہو جائے اللہ عزوجل

اُس کے لئے اسے اس نیک عمل کا ثواب عطا فرماتا ہے جو وہ سات سال سے کر رہا ہوتا ہے (لیکن بیماری کی وجہ سے نہ کر سکتا ہو) اور اگر وہ (بیمار) مسافر ہو تو اُسے دُگنا اجر عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی حج یا عمرہ کرنے کی نیت تھی اور اسی حالت میں

اسے حرمین یعنی مکہ یا مدینے میں موت آگئی تو اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت اس طرح اٹھائے گا کہ اُس پر نہ حساب ہوگا نہ عذاب، ایک دوسری روایت میں ہے: بُعِثَ مِنَ الْاَمِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی وہ بروز قیامت اُمن والے لوگوں میں اُٹھایا جائیگا۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۹ ص ۱۷۴ الحدیث ۱۷۴۷۹)

آمنہ کے مکاں پہ روز و شب
بارشِ اللہ کے کرم کی ہے (وسائل بخشش ص ۱۲۴)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى عَلِيٍّ مُحَمَّدٍ

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعد

مسجد شیبین

مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ

میں محتاط رہئے!

مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ رِزْقًا لِلَّهِ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا

میں ہر دم رحمتوں کی چھما چھم بارشیں
برتی ہیں، لطف و کرم کا دروازہ کبھی

بند نہیں ہوتا، مانگنے والا کبھی محروم نہیں لوٹتا۔ حرمِ مکہ مکرمہ میں ایک نیکی لاکھ
نیکیوں کے برابر ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ وہاں کا ایک گناہ بھی لاکھ گنا ہے۔

افسوس صد کروڑ افسوس! یہ جاننے کے باوجود بھی بلا تکلف گناہوں کا ارتکاب
کیا جاتا ہے، مثلاً 45 ڈگری کے زاویے کے اندر اندر قبلہ رخ یا قبلہ کو پیٹھ کئے

استیجا کرنا حرام ہے، نیز بدنگاہی، داڑھی منڈانا، غیبت، چغلی، جھوٹ، وعدہ
خلافی، بلا وجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری، غصے کا گناہ بھرانفاذ، ایذا دہن
کلامی وغیرہ باہر ائم کرتے وقت اکثر لوگوں کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم جہنم کا

سامان کر رہے ہیں۔ آہ! حرمِ مکہ پاک رِزْقًا لِلَّهِ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں اگر صرف ایک
بار جھوٹ بول لیا، بلا اجازت شرعی کسی ایک فرد کی دل آزاری کر ڈالی، ایک

مرتبہ غیبت یا چغلی کا ارتکاب کیا تو کسی اور مقام پر گویا ایک ایک لاکھ بار یہ گناہ
صادر ہوئے! شاید وطن میں زندگی بھر بھی کوئی یہ گناہ لاکھ لاکھ بار نہ کر پائے! اس

کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مَعَاذَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وطن میں گناہ کر لیا جائے، یقیناً وطن
میں گناہ کرنا بھی عذابِ نار کا حقدار بناتا ہے، بے شک آگ کی معمولی سی

چنگاری بڑے سے بڑا گودام پھونک دینے کیلئے کافی ہے۔

مقام ابراہیم

حجر اسود

غار ثور

غار حرا

بلل اہل

محراب نبوی

مبصر رسول

مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ زَادَ اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا

میں وہی رہے جسے ظنِ غالب ہو کہ
یہاں کا احترام بجالا سکے گا، خود کو

مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ
رِہائشِ اِخْتِيارِ كَرْنَا كَيْسِيَا؟

گناہوں سے بچا سکے گا۔ کروڑوں حنفیوں کے پیشوا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ
جنہوں نے صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کا سنہری دور پایا اور تَابِعِيَّتِ کے

شَرَفِ سے مُشَرَّفِ ہوئے، اُس صلاح و فلاح (یعنی نیکی و بھلائی) کے دور میں
لوگوں کو وہاں بے احتیاطیوں میں مُلَوُّث دیکھا تو حرم (مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ) کی

رِہائشِ مَكْرُوہِ قرار دی، آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ ہی کے مُقَدِّدِ گیارہویں صدی ہجری
کے بَہُت بڑے حنفی امام حضرت سیدنا مُلَّا عَلِي قَارِي عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْبَارِي قَوْلِ اِمَامِ

اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت سیدنا امام اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْاَكْرَمِ
كَ اَحْرَامِ (مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ) میں سَكُونَتِ (یعنی مستقل رِہائش) مَكْرُوہِ کہنا اُن کے اپنے

زمانے کے اعتبار سے ہے، ورنہ آج کل یہاں کے رہنے والوں کا ہم نے جو حال
دیکھا ہے کہ حرام و ظانف (یعنی ناجائز تنخواہیں) ہڑپ کر جاتے ہیں اور اس

عظمت والے مقام کا ادب کرنے سے قاصر رہتے ہیں، اگر سیدنا امام اعظم
عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْاَكْرَمِ ان حالات کا مشاہدہ فرماتے (یعنی دیکھتے) تو بلا شک یہاں (یعنی

حرمِ مَكَّةُ الْمَكْرَمَةِ) کی سَكُونَتِ یعنی مستقل رِہائشِ حرام کہتے۔

(المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط ص ۴۹۰)

مکے میں رہنے کے قابل حضرات

یہ بھی گیارہویں صدی ہجری یعنی اب سے تقریباً سو تین سو سال
پُرانی بات ہے اور اب۔۔۔۔۔؟ مِکَّةُ الْمَكْرَمِہ زَادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کا
ادب کرنے کے متعلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجتہد دین و ملت مولانا شاہ
امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ مَحْرُوجہ جلد 10 صَفْحَہ
689 پر فرماتے ہیں: (صاحب مدخل حضرت علامہ) شیخ عَبْدَرِی نے بعض اکابر
اولیاءِ قَدَسَتْ اَسْرَارُهُمْ کے بارے میں یہ بھی نقل کیا کہ وہ چالیس سال مکے میں
رہے مگر حرمِ مکہ (جو کہ میلوں تک پھیلا ہوا ہے اس) میں پیشاب نہ کرتے اور نہ ہی
وہاں لیٹتے تھے۔ پھر فرمایا: ایسے لوگوں کے لیے مَجَاوَرَت (یعنی مُسْتَقِل رہائش) مُشْتَب
ہے، یا انھیں کو اجازت دی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مجر ج ۱۰ ص ۶۸۹)

مکے میں ملازمت و تجارت کرنے والے غور فرمائیں

مِکَّةُ الْمَكْرَمِہ زَادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں جہاں ایک لاکھ نیکی ہے
وہاں ایک گناہ بھی لاکھ گناہ ہے، عام شخص عموماً گناہوں سے بچ نہیں پاتا اس وجہ
سے بھی اُسے مِکَّةُ پَاک زَادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں ملازمت و تجارت وغیرہ کیلئے
قیام نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت سَيِّدُنا عَبْدِ اللهِ ابنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا جو
یقیناً مِکَّةُ مَكْرَمِہ زَادَمَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں رہنے کے قابل تھے پھر بھی گناہوں
کے خوف سے ہجرت کر کے طائف شریف تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت،

مجددِ دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ
مُخَرَّجہ جلد 10 صَفْحہ 693 پر نقل کرتے ہیں: فِقْہیہ کی تعریف امام
حسن بصری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یوں کی ہے: دُنیا سے اِعْرَاض کرنے (یعنی بچنے)
والا، اَخْرَجت کاشوق رکھنے والا، اور اپنے عُیُوب سے آگاہ شخص فِقْہیہ کہلاتا ہے۔
ایسے لوگ بِلَا شُبْہِ مَجَابِرَتِ مَلَّہ (یعنی مکہ میں مُسْتَقْبَلِ رِبَاسِ) کے اہل ہیں اور اللہ
کی قسم! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان اہل لوگوں میں سے بھی بڑے
ہیں، لیکن اکابر (یعنی دینی اعتبار سے بڑے لوگ) ہمیشہ اپنے آپ کو چھوٹا اور عاجز
سمجھتے ہیں، غور تو کیجئے! کتنا فَرْق ہے ان میں اور ان میں! کہ جو غَلَطی نہیں کرتا وہ
عذاب سے ڈرتا ہے اور جو گناہ سے محفوظ نہیں وہ سلامتی کا دعویٰ کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مخرج ۱۰ ص ۶۹۳)

مکہ میں زیادہ رہنے سے کعبے کی ہیبت میں کمی آسکتی ہے

مَكَّةُ الْمَكْرَمَةُ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں طویل قیام سے جہاں گناہوں
کے سبب ہلاکت کا خوف ہے وہاں جو گناہوں سے مُخْتَطِر ہنے والے ہیں ان کیلئے
بھی یہ امکان رہتا ہے کہ دل میں کعبہ مُشْرِفہ کی ہیبت میں کمی آجائے۔ میرے
آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان
فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ جلد 10 صَفْحہ 688 پر نقل کرتے ہیں: امیر المؤمنین
حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے وہ جب حج سے فارغ

ہوتے تو لوگوں میں دَورہ کرتے اور فرماتے: ”اے اہلِ یمن! یمن چلے جاؤ، اے اہلِ عراق! عراق چلے جاؤ، اے اہلِ شام! اپنے وطن شام لوٹ جاؤ تاکہ تمہارے ذہنوں میں تمہارے رب کے گھر (کعبۃ اللہ) کی ہیبتِ خوب قائم رہے۔“ (یہ نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: یہ اُس دَور کی بات ہے جب صحابہ یا تابعین تھے جو نہایت مُؤدَّب اور نہایت ہی احترام و اکرام کرنے والے تھے، ہمارے اس دَور کا کیا حال ہوگا! اللہ تعالیٰ ہی اصلاحِ احوال کی توفیق دے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۶۸۸)

بدن کہیں بھی ہو مگر دل مکے مدینے میں رہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ مَحْرَجِہ جلد 10 صَفْحَہ 690 پر فرماتے ہیں: (صاحبِ مدخل نے حضرت سیدنا امام ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَدِیْمِ کی) قُوَّةُ الْقَلْبِ سے نقل کیا ہے: بعض اَسلاف سے (منقول) ہے: ”ہیبت سے خراسان (ایران) میں رہائش پذیر لوگ اس بیٹ اللہ کا طواف کرنے والے کے مقابلے میں کعبہ شریف سے زیادہ قریب ہیں۔“ بعض نے فرمایا: ”بندہ اپنے شہر میں ہو اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ کے گھر (یعنی کعبۃ اللہ) سے متعلق ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ بندہ بیٹ اللہ میں ہو اور دل کسی اور شہر کے ساتھ وابستہ ہو۔“ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجیدِ دین و ملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ نے حَرَمِیْنِ طَبِیْعِیْنِ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیْمًا

میں مُجاوَرَت (یعنی مستقل قیام) کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں تفصیلی دلائل دینے کے بعد ارشاد فرمایا: ”بالجملہ ہمارے دور میں مُجاوَرَت (یعنی مستقل رہائش) کی قطعاً اجازت نہیں، عقلمند اپنے لیے فقط احتیاط ہی کی راہ اپناتا ہے اور ہر اُس راستے سے اجتناب کرتا (یعنی بچتا) ہے جس سے ہلاکت میں گرنے کا خدشہ ہو، جس نے اپنے نفس کو سچا سمجھا (کہ بس جی خیر ہے، کچھ نہیں ہوتا) اُس نے جھوٹے کی تصدیق کی (کہ نفس جو کہ ہے ہی جھوٹا اس کو سچا سمجھ بیٹھا!) اور خود اس کا مشاہدہ بھی کرے (یعنی دیکھ بھی لے) گا۔ (فتاویٰ رضویہ مخرج ج ۱۰ ص ۶۹۸) (حرین طہین میں رہائش اختیار کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کیلئے فتاویٰ رضویہ مخرج ج ۱۰ ص ۶۷۷ تا ۶۹۸ کا مطالعہ فرمائیے)

حرم ہے اُسے ساحتِ ہر دو عالم

جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

”واہ کی بات پیارےؐ مکہ کی ہر انیس حُرُوف کی نسبت سے مکہ المکرمہ کی 19 خصوصیات

(مکہ المکرمہ زادھا اللهُ شرفاً وَ تَعْظِیْمًا کی بے شمار خوبیوں سے یہاں صرف انیس خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے)

✽ نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَكَّةَ الْمَكْرَمَةَ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا

وَ تَعْظِیْمًا میں پیدا ہوئے ✽ پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے دین

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعة

مسجد شیبین

اسلام کی تبلیغ کا آغاز یہیں فرمایا ❀ یہیں کعبہ مُشَرَّفہ ہے، اسی کا طواف کیا جاتا ہے اور نماز میں دنیا بھر سے اسی طرف منہ کیا جاتا ہے ❀ مسجد الحرام شریف یہیں پر ہے جس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے ❀ آب زم زم کا کنواں ❀ حجرِ اَسْوَد ❀ ”مقامِ ابراہیم“ اور ❀ صفا مروہ یہیں ہیں ❀ میقات کے باہر سے آنے والے بغیر احرام کے مکے میں داخل نہیں ہو سکتے ❀ دنیا بھر سے مسلمان حج کی سعادت پانے کے لئے یہیں حاضر ہوتے ہیں ❀ جو اس شہر مقدس میں داخل ہو جائے مامون (آمن پانے والا) ہوگا ❀ (دن کا کچھ وقت) یہاں کی گرمی پر صبر کر لینے والے کو جہنم کی آگ سے دُور کیا جاتا ہے ❀ یہاں غارِ حرا ہے جہاں مکئی مَدَنی مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر پہلی وحی نازل ہوئی ❀ یہاں پر ہر موسم کے پھل ملتے ہیں ❀ معراجِ النبی اور ❀ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے معجزات اس شہر میں ظاہر ہوئے ❀ دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ جبلِ ابی قیس یہیں واقع ہے ❀ پیارے پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہاں اپنی حیاتِ ظاہری کے 53 برس گزارے ❀ حضرت سیدنا امام مہدی کا ظہور مَكَّةُ الْمَكْرُمَةُ زادھا اللهُ شرفاً و تعظيماً میں ہی ہوگا۔

میں مکے میں جا کر کروں گا طواف اور

نصیب آب زم زم مجھے ہوگا پینا (وسائلِ بخشش ص ۳۲۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

مقام ابراہیم

حجرِ اسود

غارِ ثور

غارِ حرا

جبلِ احد

محرابِ نبوی

مبشر رسول

کعبے کے بارے میں دلچسپ معلومات

مکہ مکرمہ زادَہَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی سب سے عظیم زیارت گاہ کعبہ مُشْرِفہ ہے۔ ہر مسلمان اس کے دیدار و طواف کیلئے بے قرار رہتا ہے۔ کعبۃ اللہ کے بارے میں بعض دلچسپ معلومات پیش کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر کعبہ شریف کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ اول سُورَةُ الْبَقْرَةِ آیت 125 میں رَبُّ الْعِبَادِ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً
لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا (پ۱، البقرة: ۱۲۵) اس گھر کو لوگوں کے لئے مَرَج اور امان بنایا۔

حرم میں ورنڈے شکار کا پیچھا نہیں کرتے

اس آیت کریمہ کے تحت صدرُ الْاَفاضِل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عِنَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَامِدِي حَزَائِنُ الْعِرْفَان میں لکھتے ہیں: (اس آیت مبارکہ کے لفظ) ”بیت“ سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل۔ ”اُمن“ بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو اُمن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھڑیے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مأمون (محفوظ) ہو جاتا ہے۔ حرم کو اس لئے ”حرم“ کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل، شکار حرام و ممنوع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۴) اگر

کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اس سے تَعْرُض (یعنی روک ٹوک) نہ کیا جائے گا۔
(تفسیر نسفی ص ۷۷)

کعبہ سارے جہان کے لئے راہنما ہے

اللہ رَحْمَن کا پارہ 4 سُورَةُ الْعَمْرَانِ آیت نمبر 96 میں فرمانِ عالی شان ہے:
إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَهُدًى
لِّلْعَالَمِينَ ﴿۹۶﴾
 گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکے میں ہے، بَرَکَت والا اور سارے جہان کا راہنما۔

مفسرِ شہیر حکیمُ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ
 اَللَّهِ اِس آیت کریمہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: اے مسلمانو! یا اے سارے انسانو! یقین سے جان لو کہ ساری رُوئے زمین پر سب سے پہلے اور سب سے افضل گھر جو لوگوں کے دینی اور دنیوی فائدوں کے لئے پیدا کیا گیا اور بنایا گیا وہی ہے جو کہ مکہ شریف میں واقع ہے، نہ بیتُ الْمُقَدَّسِ جو دَرَجے میں بھی کعبے کے بعد ہے اور فضیلت میں بھی۔
 (تفسیر نسفی ج ۴، ص ۲۹ مختصراً)

”اللہ کا پاک گھر“ کے بارہ حُرُوف کی نسبت سے

کعبہ شریف کے بارے میں 12 مَدَنی پھول

مفسرِ شہیر حکیمُ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ
 اَللَّهِ فرماتے ہیں: کعبہ مُعَظَّمہ کے فضائل بے شمار ہیں، ان میں سے کچھ

غرض کئے جاتے ہیں:

﴿۱﴾ بیٹُ الْمُقَدَّس کے مشہور بانی حضرت سُلَیْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَام ہیں کہ آپ نے جنّات سے تعمیر کرایا مگر کعبۃ اللہ کے مشہور بانی حضرت خلیلُ اللہ عَلَيْهِ السَّلَام ہیں ﴿۲﴾ کعبۃ مُعَظَّمہ میں مقام ابراہیم، سنگِ اسود وغیرہ ایسی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں جو بیٹُ الْمُقَدَّس میں نہیں ﴿۳﴾ کعبۃ مُعَظَّمہ پر پرندے نہیں اُڑتے بلکہ اس کے آس پاس پھٹ (یعنی ہٹ) جاتے ہیں ﴿۴﴾ حرمِ کعبہ میں بکری اور شیر ایک جگہ پانی پی لیتے ہیں، وہاں شکاری جانور بھی شکار نہیں کرتے ﴿۵﴾ حرمِ کعبہ میں تاقیامت جنگ و قتال حرام ہے ﴿۶﴾ کعبۃ مُعَظَّمہ سارے حجاز یوں خُصُوصاً مکّے والوں کی پرورش کا ذریعہ ہے کہ وہ جگہ غَیْر ذِی زَرْع (یعنی بے آب و گیاہ) ہے، جہاں معاش کے ذرائع سب ناپید ہیں مگر وہاں کے باشندے دوسروں سے زیادہ مزے میں ہیں، غرض کہ وہ جگہ صِرف عبادتوں کے لئے ہے ﴿۷﴾ رب تعالیٰ نے کعبے کی حفاظت خود فرمائی کہ فیل (یعنی ہاتھی) والوں کو ابابیل سے مراد یا ﴿۸﴾ حج ہمیشہ کعبے ہی کا ہوا بیٹُ الْمُقَدَّس کا حج کبھی نہ ہوا ﴿۹﴾ اللہ کے آخری نبی خُصُوصاً مُحَمَّدٍ مَظْفَعٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کعبۃ مُعَظَّمہ کے پاس مکّہ شریف میں پیدا ہوئے ﴿۱۰﴾ رب تعالیٰ نے کعبے کے شہر ہی کو بَلَدٌ أَمِينٌ (یعنی امن والا شہر) فرمایا اور اسی کی قسم فرمائی کہ فرمایا: ”وَهَذَا الْبَلَدُ الْأَمِينُ“ ﴿۱۱﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اس امن والے شہر کی (قسم) ﴿۱۱﴾ کعبۃ مُعَظَّمہ کے پاس ایک ”نیکی“ کا ثواب ایک لاکھ

اور بیت المقدس کے پاس پچاس ہزار ﴿۱۲﴾ فرشتوں اور بہت سے انبیاء علیہم السلام کا قبلہ کعبہ ہی رہا نہ کہ بیت المقدس۔
(تفسیر نعیمی، ج ۴ ص ۳۰، ۳۱)

بیمار پرندے ہوائے کعبہ سے علاج کرتے ہیں

صدرُ الأفاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي خَزَائِنُ الْعِرْفَانِ میں پارہ 4 سُورَةُ الْعِمْرَانِ کی 97 ویں
آیت کریمہ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ (ترجمہ کنز الایمان: اس میں گھلی نشانیاں
ہیں) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، اُن
نشانوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے
اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ
جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے
کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وُحُوش (یعنی جنگلی
جانور) ایک دوسرے کو حَرَم میں ایذا نہیں دیتے تھی کہ کتے اِس سرزمین میں
بھرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ مُعَظَّمہ
کی طرف کھینچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں
اور ہر شب جمعہ کو ارواحِ اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اِس کی
بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔
(خزائن العرفان)

کعبے کی زیارت عبادت ہے

حدیثِ پاک میں ہے: **کعبۃُ مُعَظَّمہ** دیکھنا عبادت، قرآنِ عظیم کو دیکھنا

عبادت ہے، اور عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ (فردوس الاخبار، حدیث ۲۷۹۱ ج ۱ ص ۳۷۶) ایک اور روایت میں ہے: زَمْرَم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(اخبار مکة للفاکھی ج ۲ ص ۱۴ حدیث ۱۱۰۵)

کعبہ قبلہ ہے

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم

صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو اُس کے گوشوں (یعنی کونوں) میں دُعَا مانگی اور نماز نہ پڑھی تھی کہ وہاں سے تشریف لے آئے جب نکلے تو دو رکعتیں کعبے کے سامنے پڑھیں اور فرمایا: یہ ہے قبلہ۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵۶ حدیث ۳۹۸)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ

الْحَقَّان ”یہ ہے قبلہ“ کی وضاحت میں لکھتے ہیں: یعنی تاقیامت کعبہ تمام مسلمانوں کا قبلہ ہو چکا کبھی منسوخ (CANCEL) نہ ہوگا، اس میں لطیف (یعنی باریک) اشارہ اس طرف بھی ہو رہا ہے کہ کعبے کا ہر حصہ قبلہ ہے سارا کعبہ نمازی کے سامنے ہونا ضروری نہیں۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۱ ص ۲۲۹)

کعبے کے اندر نماز میں کہاں رُخ کرے؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ

1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ”بہارِ شریعت جلد اول“ صفحہ 487 پر مسئلہ

نمبر 50 ہے: کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبے

کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اُس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔

(غنیہ ص ۶۱۶ وغیرہا)

صِرْف تین مسجدوں کے لئے سفر کی حدیث مع تشریح

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صَلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف گجاوے نہ

باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) (۱) مسجد حرام، (۲) مسجد نبوی اور (۳) مسجد

اَقْصَى۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۰۱ حدیث ۱۱۸۹)

مُفَسِّرِ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ

اللَّحْتَانِ تحریر فرماتے ہیں: یعنی سوا ان مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف اس

لیے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے ممنوع ہے جیسے بعض لوگ جُمُعہ

پڑھنے بدایوں سے وہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے

یہ غلط ہے۔ (تین کے علاوہ) ہر جگہ کی مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ اس

توجیہ (دلیل) پر حدیث بالکل واضح ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف سفر ہی حرام ہے۔ لہذا عرس، زیارتِ قبور وغیرہ کے لیے سفر حرام۔ اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت، علاج، دوستوں کی ملاقات، علم دین سیکھنے وغیرہ تمام کاموں کے لیے سفر حرام ہوں گے اور یہ حدیث، قرآن کے خلاف ہی ہوگی اور دیگر احادیث کے بھی، ربَّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ
انظروا كيف كان عاقبة
الْمُكذِّبِينَ ۝ (پ۷، الانعام: ۱۱) انجام ہوا۔

”مرقاۃ“ نے اسی جگہ اور ”شامی“ نے (باب) ”زیارتِ قبور“ میں فرمایا کہ ”چونکہ ان تین مساجد کے سوا تمام مسجدیں ثواب میں برابر ہیں اس لیے اور مسجدوں کی طرف (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) سفر ممنوع ہے اور اولیاء اللہ کی قبریں قبوض و برکات میں مختلف ہیں، لہذا زیارتِ قبور کے لیے سفر جائز۔“

(مرآة المناجیح ج ۱ ص ۴۳، مرقاۃ ج ۲ ص ۳۹۷ تحت الحدیث ۶۹۳، رد المحتار، ج ۳ ص ۱۷۸)

ہر قدم پر نیکی اور خطا کی معافی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو خانہ کعبہ کے قصد (یعنی ارادے) سے آیا اور اونٹ پر سوار ہوا تو اونٹ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے اور خطا مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب کعبہ معظمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر سر منڈایا یا بال کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“

(شُعَبُ الْإِيمَانِ ج ۳ ص ۴۷۸ حدیث ۴۱۱۵)

سیدنا آدم علیہ السلام اور کعبہ

حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جنت سے اس دنیا میں تشریف لائے تو رب العباد عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں وَحْشَت و تنہائی کی فریاد کی۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبے کی تعمیر اور اس کے طواف کا حکم دیا، حضرت سیدنا نُوحِ نَجِی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک یہی کعبہ برقرار رہا، طوفانِ نُوحِ میں اس کعبے کو ساتویں آسمان کی طرف اوپر کعبے کے خُود کی سیدھ میں اٹھالیا گیا، اب وہاں پر فرشتے اُس گھر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۹۶)

ولادت کی خوشی میں کعبے پر جھنڈا

سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ٹھب کئے گئے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا کعبے کی چھت پر اور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوگئی۔

(خصائصِ کبریٰ ج ۱ ص ۸۲ مختصراً)

روحِ الامیں نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا

تا غرش اڑا پھر صبحِ ولادت (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں

شہنشاہِ خوشِ خصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور اس نے شکایت کرتے ہوئے عرض کی: یارب عزوجل! میری طرف بار بار آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہو گئے ہیں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: میں خُشوع و خُضوع اور سجدے کرنے والا انسان پیدا فرمانے والا ہوں جو تیرا اس طرح مُشْتاق (یعنی شوق رکھنے والا) ہوگا جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کی مُشْتاق (یعنی شوق رکھنے والی) ہوتی ہے۔ (معجم اوسط ج ۴ ص ۳۰۵ حدیث ۶۰۶۶)

لشکرِ سلیمان اور کعبہ

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ

561 صفحات پر مشتمل کتاب ”ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت“ صفحہ 130 پر ہے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اُڑتا جا رہا تھا جب کعبہ معظمہ سے

گزرنا تو کعبہ رویا اور بارگاہِ اُحدیت میں (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُضُور) عرض کی کہ

ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرنا مجھ میں اُتر، نہ

نماز پڑھی۔ اس پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض

کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرند اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے

روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اُوٹنی اپنے بچے کے شوق میں اور تجھ (یعنی تیرے

شہر) میں نئی آخر الزماں (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) کو پیدا کروں گا جو مجھے سب

انبیاء (عَلَيْهِمُ السَّلَام) سے زیادہ پیارا ہے۔ (تفسیر بغوی ج ۳ ص ۳۵۱ ملخصاً)

کعبہ سونے کی زنجیروں میں باندھ کر محشر میں لایا جائے گا

حضرت سیدنا وہب بن مُنْبِہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”تورات شریف“

میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزی قیامت اپنے سات لاکھ مُقَرَّب فرشتوں کو بھیجے گا

جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زنجیر ہوگی اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے

گا: ”جاؤ! اور کعبہ ان زنجیروں میں باندھ کر محشر کی طرف لے آؤ“ فرشتے

جائیں گے اُسے زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فرشتہ پکارے

گا: ”اے کعبۃ اللہ! چل۔“ تو کعبہ مبارکہ کہے گا: ”میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سوال پورا نہ ہو جائے۔“ فُھائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: ”تو سوال کر!“، تو کعبہ بارگاہِ الہی میں عرض کرے گا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میرے پڑوس میں مدفون مؤمنین کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔“ تو کعبہ شریف ایک آواز سنے گا: ”میں نے تیری درخواست قبول فرمائی۔“ حضرت سیدنا وہب بن مُنَبِّہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”پھر مگہ مکرمہ زادَکَا اللهُ شَرِفاً وَتَعْظِیْمًا میں دَفِن ہونے والوں کو اٹھایا جائے گا جن کے چہرے سفید ہوں گے۔ وہ سب احرام کی حالت میں کعبے کے گرد جمع ہو کر تَلْبِیْہ (یعنی لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔ پھر فرشتے کہیں گے: اے کعبہ! اب چل۔ تو وہ کہے گا: ”میں نہیں چلوں گا، جب تک کہ میری درخواست قبول ہو جائے۔“ تو فُھائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: ”تو مانگ، تجھے دیا جائے گا۔“ تو کعبہ شریف کہے گا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے گنہگار بندے جو اکٹھے ہو کر دُور دُور سے عُبَّار آلود میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال اور اَحاب کو چھوڑا، انہوں نے فرمانبرداری اور زیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے مطابق مناسک حج ادا کئے، تو میں تجھ سے سُوَال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، ان کو قیامت کی گھبراہٹ سے اٹمن عنایت فرما اور انہیں میرے گرد جمع کر دے۔“ تو ایک فرشتہ نِدادے گا: اے کعبہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا اور ان پر اصرار

کر کے اپنے اوپر جہنم واجب کر لیا ہوگا۔ تو کعبہ عرض کرے گا: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان گنہگاروں کے حق میں بھی میری شفاعت قبول فرما جن پر جہنم واجب ہو چکا ہے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”میں نے ان کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔“ تو وہی فرشتہ ندا کرے گا: جس نے کعبے کی زیارت کی تھی وہ دیگر لوگوں سے الگ ہو جائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب کو کعبے کے گرد جمع کر دے گا۔ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ جہنم سے بے خوف ہو کر طواف کرتے ہوئے تَلْبِیْہِ کہیں گے۔ پھر فرشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ! چل۔ تو کعبہ شریف (اس طرح) تَلْبِیْہِ کہے گا: ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ، بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ،“ پھر فرشتے اُس کو کھینچ کر میدانِ محشر تک لے جائیں گے۔

(الروض الفائق ص ۶۶)

بروزِ قیامت کعبہ مشرفہ دِلہن کی طرح اٹھایا جائے گا

منقول ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیت اللہ سے وعدہ فرمایا کہ ہر سال چھ لاکھ افراد اس کا حج کریں گے، اگر کم ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان کی کمی پوری فرمادے گا۔ اور بروزِ قیامت کعبہ مشرفہ زادَكَ اللهُ شَفَاؤًا تَعْظِيْمًا پہلی رات کی دِلہن کی طرح اٹھایا جائے گا تو جن لوگوں نے اس کا حج کیا وہ اس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور اس کے گرد طواف کر رہے ہوں گے یہاں تک کہ یہ (یعنی کعبہ شریف) جنت میں داخل ہوگا تو وہ بھی اُس کے ساتھ

داخل ہو جائیں گے۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۲۴)

تصدّق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر

طواف خانہ کعبہ نَجَبِ دلچسپ منظر ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طواف کے فضائل

پارہ 17 سُورَةُ الْحَبَّةِ آیت 29 میں اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلِيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۲۹﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اس آزاد گھر کا

(پ ۱۷، حج: ۲۹) طواف کریں۔

طواف کی ابتداء کیسے ہونی؟

مُفَسِّرُ شَہِیْرِ حَکِیْمِ الْأُمَّتِ حَضْرَتِ مَفْتٰی اَحْمَد یَارْحٰنِ عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ

”تفسیر نعیمی“ میں نقل فرماتے ہیں: (صاحبِ تفسیر) رُوحُ الْبَیَانِ اور (صاحبِ تفسیر)

عزیزی نے فرمایا کہ زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ قدرتی طور پر دو ہزار سال

پہلے کعبے کی جگہ اس پر سفید جھاگ پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا

گیا پھر جب فرشتوں کو رب (عَزَّوَجَلَّ) نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی خبر دی تو

انہوں نے اپنا خلافت کا استحقاق (یعنی حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم عَلَیْہِ

السَّلَام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اس جُرات کی معذرت میں تو بہ کی نیت

سے سات برس عرشِ اعظم کا طواف کیا، حکمِ الہی ہوا کہ زمین میں بھی اسی

جھاگ کی جگہ نشان لگا دو جہاں میرے بندے خطا کر کے اس کے طواف سے

مجھے راضی کیا کریں۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۶۴۱، تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۲۳۰)

طواف میں ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں اور.....

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے گن کر طواف

کے سات پھیرے کئے اور پھر دو رکعتیں ادا کیں تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے

برابر ہے۔ اور طواف کرتے ہوئے آدمی کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں

لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے

ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۰۲ حدیث ۴۴۶۲)

غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بیٹ اللہ کے

طواف کے سات پھیرے کرے اور اُس میں کوئی لغو (یعنی بیہودہ) بات نہ کرے تو یہ ایک

غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۲۰ ص ۳۶۰ حدیث ۸۴۵)

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: ”جو شخص مسلمان غلام کو

آزاد کرے گا اس (غلام) کے ہر عَشْوُ کے بدلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس (آزاد کرنے

والے) کے ہر عَشْوُ کو چھٹم سے آزاد فرمائے گا۔“ حضرت سیدنا سعید بن مرجانہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالی میں یہ حدیثِ پاک سُنائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک ایسا غلام آزاد کر دیا جس کی حضرت سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دس ہزار درہم قیمت لگا چکے تھے۔
(بخاری ج ۲ ص ۱۵۰ حدیث ۲۵۱۷)

روزانہ 120 رَحْمَتوں کا نزول

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی رحمت، شفیعِ اُمّت، صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بَيْتُ الْحَرَامِ کا حج کرنے والوں پر ہر روز اللہ عَزَّوَجَلَّ 120 رَحْمَتیں نازل فرماتا ہے 60 طواف کرنے والوں کے لئے اور 40 نماز پڑھنے والوں کے لئے اور 20 نظر کرنے والوں کے لئے۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۲۳ حدیث ۶) یاد رکھئے! اس حدیثِ پاک میں بیان کردہ فضیلت صرف حاجیوں کے لئے ہے۔

پچاس مرتبہ طواف کرنے کی عظیم فضیلت

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سُرُورِ دُیْشَانِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عَظْمَتِ نِشَانِ ہے: جس نے 50 مرتبہ طواف کیا گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔
(ترمذی ج ۲ ص ۲۴۴ حدیث ۸۶۷)

طوافِ نماز کی طرح ہے

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹ اللہ کے

گردطوافِ نماز کی طرح ہے سوائے اس کے کہ تم اس میں کلام کر سکتے ہو، تو جو طواف میں کلام کرے تو اچھا ہی کلام کرے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۸۶ حدیث ۹۶۲)

مفسرِ شہیر حکیمُ الْأُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن

حدیثِ پاک کے اس حصے ”بیٹ اللہ کے گردطوافِ نماز کی طرح ہے“ کے تحت فرماتے ہیں: ”طواف بھی نماز کی طرح بہترین عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مکے والوں کے لیے (نفل) نماز (نفل) طواف سے افضل ہے اور باہر والوں کے لیے (نفل) طواف (نفل) نماز سے افضل کہ انہیں اس خاص زمانے ہی میں طواف مُبَیَّر ہوتا ہے۔“

وَضُوْنَهُ هُوَ تَوَنَّمَازٍ وَسَجْدَةٍ تِلَاوَاتٍ اَوْ قِرَانِ شَرِيفٍ يَجُھُوْنَةُ كَاللَّيْلِ وَضُوْكَرْنَا فَرَضِ هِيَ اَوْ رَخَائِةُ كَعْبَةِ كَطَوَافِ كَاللَّيْلِ وَضُوْ

طوافِ کعبہ کے لئے وضو واجب ہے

(بہارِ شریعت ج ۱ ص ۳۰۱-۳۰۲)

واجب ہے۔

حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی

نقل کرتے ہیں، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جس نے خاموش، ذِکْرِ الہی کے

ساتھ، شدت کی گرمی میں، طواف اس طرح کیا کہ نہ کلام کیا، نہ کسی کو ایذا دی اور ہر

شوط (یعنی پھیرے) پر استلام کیا تو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ستر

ہزار گناہ مٹو ہوں گے اور ستر ہزار درجے بلند ہوں گے۔ (کتاب الحج ص ۲۸۰)

شدید گرمی میں
طواف کی فضیلت

حدیثِ پاک میں ہے: جس نے برسات

میں طواف کے سات چکر لگائے اُس کے

سابقہ (یعنی پچھلے) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

برسات میں
طواف کی فضیلت

(قوت القلوب ج ۲ ص ۱۹۸)

حضرت سیدنا ابو عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بارش

کے دوران حضرت سیدنا انس بن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹ اللہ شریف کا طواف کیا۔ جب ہم طواف مکمل

کرنے کے بعد ”مقامِ ابراہیم“ پر حاضر ہوئے اور دو رکعتیں ادا کیں تو حضرت

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ ”نئے ہرے سے عمل شروع کرو

جب بارش میں
طواف کر چکے تو

کیونکہ تمہاری مغفرت ہو چکی ہے۔“ پھر فرمایا کہ جب ہم نے حُضُورِ پاک، صاحبِ لُولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ بَارِش کے دوران طواف کیا تھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے اسی طرح فرمایا تھا۔ (ابن ماجہ ج ۳ ص ۵۲۳ حدیث ۳۱۱۸)

اعلیٰ حضرت نے بَارِش میں طواف کعبہ کیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب، ”ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت“ صفحہ

209 پر ہے: جب اواخرِ حُرْم (یعنی محرم الحرام کے آخری دنوں) میں بِفَضْلِہِ تَعَالٰی صَحْت ہوئی۔ وہاں ایک سُلْطَانِی تَمَام ہے میں اُس میں نہایا۔ باہر نکلا ہوں کہ اَبْر (یعنی بادل) دیکھا، حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا۔ مجھے حدیث یاد آئی کہ ”جو مینہ (یعنی برسات) برستے میں طواف کرے وہ رَحْمَتِ الہی میں تیرتا ہے۔“ فوراً سنگِ اسود شریف کا بوسہ لے کر بَارِش ہی میں سات پھیرے طواف کیا، بخار پھر عَوْد کر (یعنی واپس) آیا۔ مولانا سید اسماعیل نے فرمایا: ”ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی!“ میں نے کہا: ”حدیث ضعیف ہے مگر امید بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی قَوٰی (یعنی طاقتور) ہے۔“ یہ طواف بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی بہت مزے کا تھا۔ بَارِش کے سبب طائفین (یعنی طواف

کرنے والوں) کی وہ کثرت نہ تھی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم ص ۲۰۹)

**آج کل بارش میں
طواف کی دشواریاں**

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت
رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كَسَمَةِ دَرَجَاتِهِ كَمِ هَوْتِي تَهِي مَكْرَ آجِ كَلِ كَانِي بَرُھ

چکی ہے۔ لہذا بارش کے اندر طواف میں ٹھیک ٹھاک بچھوم ہوتا ہے، اس میں
مردوں اور عورتوں کا اختلاط، بے احتیاطیوں کی وجہ سے بے پردگیوں، بے
ستر یوں کے معاملات، میزب رحمت سے عظیم شریف میں نچھاور ہونے والے
پانی میں غسل کرنے والوں اور والیوں کی لپک تھپک وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے،
لہذا ایسے موقع پر حاجیوں کو خوب غور کر لینا چاہئے کہ کہیں مستحب پر عمل کرتے
کرتے گناہوں میں نہ جا پڑیں۔ اگر عورتوں سے بدن ٹکرائے بغیر بارش
میں طواف ممکن نہ ہو تب تو جان بوجھ کر ایسا کرنے والے ثواب کے حقدار
ہونے کے بجائے گنہگار ہونگے۔ ہاں جن دنوں بھیر نہ ہو، موقع ملنے پر بارش
میں طواف کی سعادت ضرور حاصل کرنی چاہئے۔

مدینے میں چلوں کے کی گلیوں میں پھروں یا رب!

میں بارش میں طوافِ خانہ کعبہ کروں یا رب!

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ

یہ دونوں پہاڑ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں
صفا مروہ میں سے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ پارہ 2

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ آیت نمبر 158 میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿٥٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ (پ ۲، البقرة: ۱۵۸)

مرد و عورت
پہر بن گز

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: پچھلے زمانے میں ایک شخص تھا اسف اور ایک عورت تھی نائلہ،

انہوں نے خانہ کعبہ میں ایک دوسرے کو بدبختی سے ہاتھ لگایا۔ عذابِ الہی سے دونوں پشیم ہو (یعنی بت بن) گئے اور عبرت کے لئے ”اسف“ کو تو صفا پہاڑ پر رکھ دیا گیا اور ”نائلہ“ کو مروہ پر تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر یہاں گناہ کے خیال سے بچیں، کچھ زمانے کے بعد جب بہالت کا زور ہوا تو لوگوں نے ان کی پرستش

شروع کر دی کہ جب صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے تو تعظیم کے ارادے سے انہیں چھو لیتے، مسلمانوں (صحابہ کرام) کو صفا مروہ کے درمیان دوڑنا ناپسند ہوا کیونکہ اس میں بُت پرستوں اور بُت پرستی سے مُشاہدت تھی۔ تب یہ آیت کریمہ اُتری جس میں اُن کی تسلیٰ فرمائی گئی کہ تمہارا یہ کام (یعنی سعی کرنا) رضائے الہی کے لئے ہے، تم اس میں حرج نہ سمجھو۔ (تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۹۷)

نبیؐ بنی ہاجرہ کی سعی کی حکم الہی سے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کھجوروں کی ایک ٹوکری،

کچھ روٹی کے ٹکڑے اور پانی کا مشکیزہ دے کر سیدنا ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے دودھ پیتے لختِ جگر حضرت سیدنا اسمعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔ مُفسرِ شہیر حکیمِ الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الرحمن فرماتے ہیں: جب تک حُرما (یعنی کھجوریں) اور پانی رہا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اطمینان سے گزر کرتی اور فرزند کو دودھ پلاتی رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیاس نے ستایا، لختِ جگر نے بے اختیار رونا شروع کر دیا اپنی تواتنی فکر نہ ہوئی مگر نورِ نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی، اُٹھیں اور صفا پر چڑھیں کہ شاید کہیں پانی کا نشان ملے مگر نہ ملا میاوس ہو کر

نیچے اتریں، مروہ پہاڑ کی طرف روانہ ہوئیں مگر نظر فرزند پر تھی، راہ کے کچھ حصے میں فرزند سے آڑ ہو گئی تو آپ اسے جلد طے کرنے کے لیے دوڑ کر چلیں، اس آڑ سے نکل جانے پر پھر آہستہ چلیں، یہاں تک کہ ”مروہ“ پر پہنچ گئیں وہاں چڑھ کر بھی پانی کہیں نہ دیکھا پھر ”صفا“ کی طرف روانہ ہوئیں۔ اسی طرح سات چکر کیے ہر دفعہ درمیان میں دوڑتی تھیں (صفا و مروہ کی سعی اسی کی یادگار ہے) اخیر بار ”مروہ“ پر چڑھیں تو ایک ہیبت ناک آواز کان میں پڑی! ڈر کر فرزند کے پاس آئیں دیکھا کہ وہ روتے میں اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے شیریں (یعنی بیٹھے) پانی کا چشمہ جاری ہے! بہت خوش ہوئیں اور اس کے گرد مٹی جمع کر کے فرمانے لگیں: يَا مَاءُ زَمْ زَمْ (یعنی) ”اے پانی! ٹھہر ٹھہر“ اس لیے اس کا نام آبِ زم زم ہوا۔

(تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۶۹۴)

اس میں زم زم ہو کہ تم تم اس میں جم جم ہو کہ بیش

کثرت کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں (حدائق بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

مقامِ ابراہیم کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ پارہ اول سُورَةُ الْبَقَرَةِ

آیت 125 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ
تَرْجَمَةً كُنْزَ الْإِيمَانِ: اور ابراہیم کے
کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔
مُصَلًّى ط

”مقامِ ابراہیم“ جتنی پتھر ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا
وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اس پر تین مرتبہ کھڑے ہوئے: (۱) اس مبارک پتھر پر

کھڑے ہوئے اور آپ علی نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی بہو (زوجہ سیدنا اسماعیل علی
نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) نے آپ علی نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا سر انور دھلایا
(۲) تعمیر کعبہ کے وقت جب دیواریں اونچی ہوئیں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی

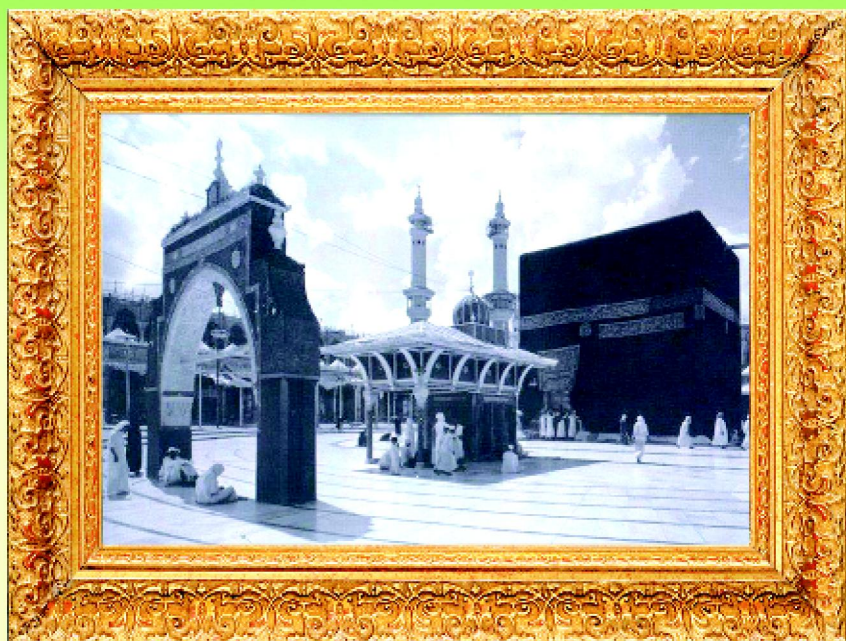
نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے سیدنا اسماعیل علی نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سے فرمایا:
کوئی پتھر لاؤ تاکہ اُس پر کھڑے ہو کر دیوار بنائیں۔ سیدنا اسماعیل علی نبینا وَعَلَيْهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ پتھر کی تلاش میں ”جبلِ ابی قیس“ پر تشریف لے گئے۔ راہ میں
حضرت سیدنا جبریل عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ملے اور کہا کہ آئیے میں آپ کو ایک

پتھر بتاؤں جو آدم عَلَیْهِ الصَّلَامُ کے ساتھ دنیا میں آیا اور اسے اور اسی عَلَیْهِ الصَّلَامُ
نے ”طوفانِ نوحی“ کے خوف سے اس پہاڑ میں دفن کر دیا ہے، اس جگہ چھوٹے

بڑے دو پتھر مدنون ہیں چھوٹے کو تو کعبے کی دیوار میں دروازے کے قریب لگا
دو کہ ہر طواف کرنے والا اس کو چومے تاکہ اسے سب سے پہلے اور بڑے پر ابراہیم عَلَیْهِ

الصَّلَامُ کھڑے ہو کر عمارت بنائیں۔ چنانچہ آپ علی نبینا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ



کعبه شریف



صفا مروہ



مقام ابراهيم



حجر أسود

دونوں پتھر لے آئے اور یہ پیغامِ الہی بھی پہنچایا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ نے حکمِ الہی کے مطابق سنگِ اَسْوَد کو تو ایک گوشے میں لگا دیا اور بڑے پر کھڑے ہو کر تعمیر کا کام جاری کیا جس قدر عمارت بلند ہوتی جاتی تھی یہ پتھر بھی اُونچا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ تعمیر سے فارغ ہوئے۔

ہوتے کہاں خلیل بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے! صاحبی سب تیرے گھر کی ہے (حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

یہ جنتی پتھر ہے، حدیثِ پاک میں ہے: رُکن (یعنی حجرِ اَسْوَد) اور مقام (ابراہیم) دو ”جنتی یا قوت“ ہیں۔ پہلے بہت نورانی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نور مَحْوٰ

کر (یعنی چھپا) دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ مشرق و مغرب کو چمکاتے۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۶۳۰) ایک اور روایت میں ہے: جب سنگِ اَسْوَد کو یوں کعبہ میں قائم کیا گیا تو اس کی روشنی چاروں طرف دُور تک جاتی تھی جہاں تک اس کی روشنی پہنچی وہاں تک حرم کی حُدُود مقرر ہوئیں جس میں شکار کرنا منع ہے اور سنگِ اَسْوَد کا رنگ بالکل سفید تھا گنہگاروں کے ہاتھوں سے سیاہ ہو گیا۔ (ایضاً ص ۶۸۰، ۶۸۱) حضور

سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے چوما ہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے حجرِ آشود! میں جانتا ہوں تو پتھر ہے، نفع و نقصان کا مالک نہیں، اگر میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ (بلد الامین ص ۶۱) فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: روزِ قیامت یہ پتھر اٹھایا جائے گا، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے دیکھے گا، زبان ہوگی جس سے بولے گا اور اپنے استلام کرنے والے کے حق میں گواہی دے گا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۸۶ حدیث ۹۶۳)

حَجْرِ اَسْوَدِکِی
۶ خُصُوصَاتِی
اس کا مس کرنا (یعنی چھونا) گناہوں کو مٹاتا ہے ﴿اعلانِ نبوت سے پہلے بھی یہ پتھر مبارک شاہِ خیر الانام صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کہتا تھا ﴿اس پتھر شریف کو پھر ایک مرتبہ اپنی اصل شکل پر کر دیا جائے گا ﴿قیامت کے دن اس کا حُجْم (یعنی جسامت) جبکہ ابی قیس جتنا ہوگا۔ (بلد الامین ص ۶۲ و الجامع اللطیف لابن ظہیرہ ص ۳۷، ۳۸)

کالک جنیں کی سجدہ در سے چھڑاؤ گے

مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے (حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلِیِّ مُحَمَّدٍ

مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا ہمکی مساجد

مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما کی مشہور

مسجد الحرام

ترین مسجد، ”مسجد الحرام“ ہے، اسی میں

کعبہ مُشَرَّفہ جلوہ فرما ہے۔ کئی احادیث مبارکہ میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ مسجد الحرام میں ایک نماز دوسری مسجد میں ایک لاکھ نمازیں ادا کرنے کے برابر ہے۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر مسجد الحرام کا ذکر خیر کیا گیا ہے مثلاً 15 ویں پارے کی ابتدائی آیت میں ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
لَیْلًا مِّنَ السُّجْدِ الْحَرَامِ اِلٰی
السُّجْدِ الْاَقْصَا
ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے اسے
جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد
حرام سے مسجد اقصا تک۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجتہد دین
وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان
عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 7

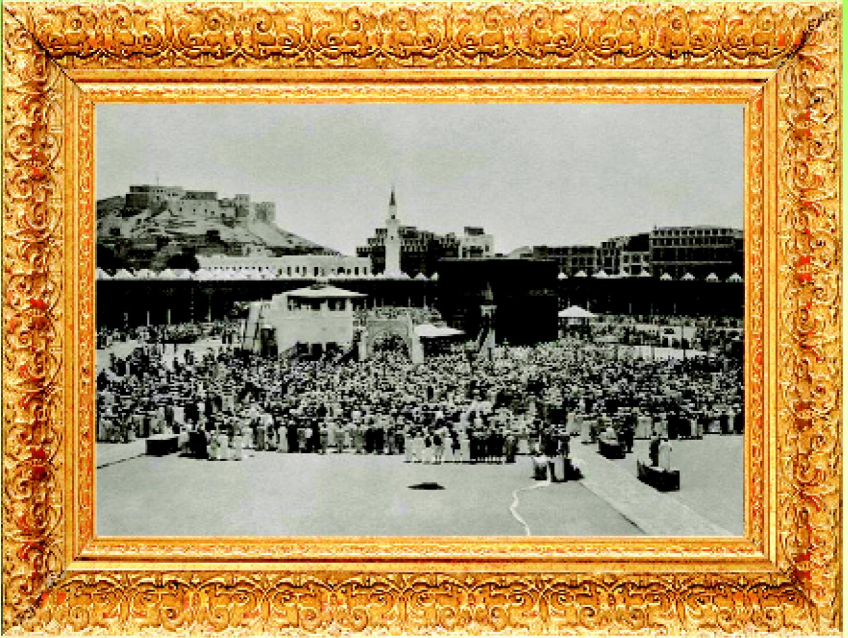
مسجد الحرام میں 70
نبیائے کرام کے مزارات

صفحہ 303 تا 304 پر نقل کرتے ہیں: کسی نبی یا ولی کے قُرب میں (یعنی قریب)

مسجد بنانا اور اُن کی قبر کریم کے پاس نماز پڑھنا نہ اُن دو تبتوں سے (یعنی نہ نماز سے قبر کی تعظیم مقصود ہونہ ہی اُس قبر کی طرف مُنہ کرنے کی نیت ہو) بلکہ اس لئے کہ ان کی مدد مجھے پہنچے اُن کے قُرب کی بَرَکت سے میری عبادت کا مل ہو، اس میں کچھ مُضائقہ نہیں کہ وارد ہوا ہے کہ اسمعیل عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام کا مزارِ پاک ”خطیم“ میں میزابُ الرَّحْمَةِ کے نیچے ہے اور خطیم میں اور سَنَابِ اَشْوَد وَّ مَزْمَم کے درمیان ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں عَلَیْهِمُ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام اور وہاں نماز پڑھنے سے کسی نے مَنَع نہ فرمایا۔ (لمعات التنقیح شرح مشکاة المصابیح ج ۳ ص ۵۲)

یٰۤاَبٰی اِحْسٰنِمْ کَمَاۤ اَکْثَرُ کَیۤاَرٰہِ حُرُوْفِیۤ نَسَبِیۤتِیۤ سَے
مَسْجِدِ الْحَرَامِ کِیۤل ”نَمَازِ مُصَطَفٰے“ کے ۱۱ اِمْتَقَاَتِ

﴿۱﴾ بیت اللہ شریف کے اندر ﴿۲﴾ مقام ابراہیم کے پیچھے ﴿۳﴾ مطاف کے کنارے پر حجرِ اَسْوَد کی سیدھ میں ﴿۴﴾ خطیم اور بابُ الْکَعْبَةِ کے درمیان رُکْنِ عِرَاقِی کے قریب ﴿۵﴾ مقام حُفْرَہ پر جو بابُ الْکَعْبَةِ اور خطیم کے درمیان دیوارِ کعبہ کی جڑ میں ہے۔ اِسْ مَقَام کو ”مَقَامِ اِمَامَتِ جِبْرَائِیْلِ“ بھی کہتے ہیں۔ شہنشاہِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِسْی مَقَام پر سَیِّدُنَا جِبْرَائِیْلِ عَلَیْہِ السَّلَام کو پانچ نمازوں میں اِمَامَتِ کا شَرَف بخشا۔ اِسْی مَبَارَک مَقَام پر سَیِّدُنَا اِبْرٰہِیْمِ خَلِیْلِ اللہِ عَلٰی ذٰلِیْنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَام نے ”تعمیرِ کعبہ



مسجد الحرام



مسجد جن



مسجد جعزانه



مسجد بتعظیم

“کے وقت مٹی کا گارا بنایا تھا ﴿۶﴾ بابُ الكعبہ کی طرف رُخ کر کے۔
(دروازہ کعبہ کی سیدھ میں نماز ادا کرنا تمام اطراف کی سیدھ سے افضل ہے)۔

﴿۷﴾ میزابِ رَحْمَت کی طرف رُخ کر کے۔ (کہا جاتا ہے کہ مزارِ ضیاء میں سرکارِ

عالی و قارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ پُر انوار اسی جانب ہے) ﴿۸﴾ تمام کھٹیم

میں خصوصاً میزابِ رَحْمَت کے نیچے ﴿۹﴾ رُکْنِ اَسْوَد اور رُکْنِ یَمَانِی کے

درمیان ﴿۱۰﴾ رُکْنِ شَامِی کے قریب اس طرح کہ ”بابِ عُمَر“ آپ صَلَّی

اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پُشْتِ اَقْدَس کے پیچھے ہوتا۔ خواہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”کھٹیم“ کے اندر ہو کر نماز ادا فرماتے یا باہر ﴿۱۱﴾ حضرت سَیِّدَنَا

آدَمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نماز پڑھنے کے مقام پر جو کہ

رُکْنِ یَمَانِی کے دائیں یا بائیں طرف ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مُصَلِّیِ آدَم

”مُسْتَجَار“ پر ہے۔ (کتاب الحج ص ۲۷۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

یہ مسجد جن کے قریب واقع ہے۔

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے

مدینہ

کہا جاتا ہے: پاک و ہند دروازہ کعبہ نبوی کی سمت واقع ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَیْ اِحْسَانِہٖ ط

وَاللّٰہُ تَعَالَى اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ غَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نمازِ فجر میں قرآنِ پاک کی تلاوت سن کر یہاں جنّت مسلمان ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا سہیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
بوڑھا جن تعالیٰ علیہ نے ایک بوڑھے جن کو دیکھا

جو ایک بیش قیمت خوبصورت جُبہ پہنے بیٹ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے، اس کے سلام پھیرنے پر انہوں نے اُسے سلام کیا، سلام کا جواب دیا اور

کہا: آپ اس جُتے پر تعجب کر رہے ہیں! یہ جُبہ 700 برس سے میرے پاس ہے، میں نے اسی جُتے میں حضرت سیدنا عیسیٰ رُوح اللہ علی نبینا وعلیہ السّلام والسلامہ

کا دیدار کیا ہے، اسی میں پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ، محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی سعادت پائی ہے۔ اور مزید سنئے، میں

انہیں جنّت میں سے ہوں جن کے بارے میں سُورَةُ الْجِنِّ نازل ہوئی ہے۔
 (مفہم الصّوفیة ج ۴، ص ۳۵۷، بلد الامین ص ۱۲۸)

جن و انسان و مملک کو ہے بھروسا تیرا

سرور! مرجعِ گل ہے درِ والا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

یہ مسجد جن کے قریب ہی سیدھے ہاتھ کی طرف ہے۔ ”رایۃ“ عربی میں جھنڈے کو
مسجدِ الرّایۃ

کہتے ہیں۔ یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں فتحِ مکہ کے موقع پر ہمارے پیارے پیارے آقا، سردارِ مکہ مکرمہ، سرکارِ مدینہ منورہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا جھنڈا شریف نھب فرمایا تھا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یہ منیٰ شریف میں واقع ہے۔ حَجَّہ الْوَدَاعِ
مسجد خیف کے موقع پر مکے مدینے کے تاجدار، محبوب

رَبِّ عَقْفَا رَضَّیَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ مدینے کے سلطان، رَحْمَتِ عَالَمِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رَحْمَتِ نِشَان ہے:

صَلَّی فِی مَسْجِدِ الْخِیْفِ سَبْعُوْنَ نَبِیًّا یعنی مسجد خیف میں 70 انبیاء (عَلِیْہِمُ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَام) نے نماز ادا فرمائی۔ (مُعْجَم اَوْسَط ج ۴ ص ۱۱۷ حدیث ۵۴۰۷) ایک

اور روایت میں فرمایا: فِی مَسْجِدِ الْخِیْفِ قَبْرِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا یعنی مسجد خیف میں 70 انبیاء (عَلِیْہِمُ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَام) کی قبریں ہیں۔ (مُعْجَم کَبِیْر ج ۱۲ ص ۳۱۶ حدیث

۱۳۵۲۵) اب اس مسجد شریف کی کافی توسیع ہو چکی ہے، مزارات کی زیارت نہیں ہو سکتی۔ زائرین کرام کو چاہیے کہ بعد عقیدت و احترام اس مسجد شریف کی

زیارت کریں، انبیاء کرام عَلِیْہِمُ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَام کی خدمتوں میں اس طرح سلام عرض کریں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَنْبِیَاءَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ ط

پھر ایصالِ ثواب کر کے دُعا مانگیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

مسجد جبرائیل (۵) مکہ مکرمہ زادگانِ اللہ شُرَفَاءُ وَ تَعْظِیْمَاتَا سے
جانبِ طائف تقریباً 26 کلومیٹر پر

واقع ہے۔ آپ بھی یہاں سے عمرے کا احرام باندھئے کہ فتح مکہ کے بعد طائف

شریف فتح کر کے واپسی پر ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے

یہاں سے عمرے کا احرام زیب تن فرمایا تھا۔ یوسف بن مابک علیہ رحمۃ اللہ

الخالق فرماتے ہیں: مقامِ جبرائیل سے 300 انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ نے

عمرے کا احرام باندھا ہے، سرکارِ نامدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے جبرائیل پر اپنا

عصا مبارک گاڑا جس سے پانی کا چشمہ اُبلا جو نہایت ٹھنڈا اور میٹھا تھا (بلد الامین ص ۲۲۱)۔

اخبار مکہ، ج ۵ ص ۶۱۲) مشہور ہے اُس جگہ پر گنواں ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما فرماتے ہیں: حُضُورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے طائف سے واپسی پر

یہاں قیام کیا اور یہیں مالِ غنیمت بھی تقسیم فرمایا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

نے 28 شوالِ المکرم کو یہاں سے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ (بلد الامین ص ۲۲۰، ۲۲۱)

اس جگہ کی نسبت قریش کی ایک عورت کی طرف ہے جس کا لقب جبرائیل تھا۔

(ایضاً ص ۱۳۷) عوام اس مقام کو ”بڑا عمرہ“ بولتے ہیں۔ یہ نہایت ہی پُر سوز مقام

ہے، حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي ”اخبار الاخيار“

دنوں کے باعث طوافِ ادا نہ کر سکیں، حضور سرورِ معصوم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو انہیں مغموم پایا۔ فرمایا: عائشہ پریشان نہ ہو یہ عارضہ بناتِ آدم (یعنی خواتین) پر لکھا گیا ہے۔ حضورِ پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے بھائی حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا: عائشہ کو لیجائیں اور مقامِ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کر لیں۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۲۷ حدیث ۳۱۷، بلد الامین ص ۱۳۸)

ابولہب اور اس کی بیوی کی قبریں

ابنِ جبیر نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے: تنعیم سے کچھ دُور بائیں طرف ابولہب اور اس کی بیوی اُمّ جمیل کی

قبریں ہیں جن پر پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اب تک لوگ آتے جاتے ان منحوس قبروں پر پتھراؤ کرتے ہیں۔ (وَالْعِیَادُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔) (بلد الامین ص ۱۳۸، تاریخ مکہ ص ۴۵) آج کل کا معلوم نہیں کہ ان کی قبریں نظر آتی ہیں یا زمین میں دھنس گئی ہیں یا کسی عمارت تلے دب گئی ہیں۔ بہر حال یہ کوئی زیارت گاہ نہیں صرف عبرت کے لئے تذکرہ کر دیا ہے۔

نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم!

کہ جس کو ٹوٹنے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

مسجد تنعیم تنعیم کے اس تاریخی مقام پر سب سے پہلے محمد بن علی شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَعُی نے مسجد تعمیر کی، پھر ابو العباس امیر مکہ نے قبۃ (یعنی گنبد) بنوایا، بعد ازاں ایک بوڑھی خاتون نے خوبصورت مسجد بنوائی۔

(بلد الامین ص ۱۳۸، ۱۳۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

یہ عالی شان مسجد میدان **مسجد نمرہ** (۷) عرفات کے مغربی (west) کنارے پر اپنے جلوے لگا رہی ہے، اس کے مزید دو نام یہ ہیں: (۱) مسجد

عرفہ (۲) مسجد ابراہیم۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

مسجد الحرام سے جانب **مسجد ذی طوی** (۸) میں یہ مسجد واقع تھی۔ شہنشاہِ دو عالم، شافعِ اُمم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے عمرہ یا حج کے مبارک سفر میں اسی مسجد مقدس کو نوازا، یہاں رات قیام بھی فرمایا۔

ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی اتباع یعنی

بیرونی میں سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنے اسفارِ مقدّسہ (یعنی مبارک سفروں) میں ایسا ہی کیا۔ (بلد الامین ص ۱۴۳ بخاری ج ۱ ص ۲۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

مسجدِ کبش (۹) مسجدِ کبش کوہِ تَبِیر کے پہلو میں ہے۔ اسی مقدّس مقام پر سیدنا

ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی ذَیْنٰا وَعَنْبِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ارشاد ہوا:

قَدْ صَدَقْتَ الرَّعِيَا اِنَّا كَذَلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾
ترجمہ کنز الایمان: بیشک تو نے خواب سچ
کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔
(پ ۲۳، الصَّفْح: ۱۰۵)

(بلد الامین ص ۱۴۴) کہا جاتا ہے اسی مقام پر حضرت سیدنا اسمعیل ذبیح اللہ عَلٰی
نَبِیْنَا وَعَنْبِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ذبح کیلئے لٹایا گیا تھا، یہیں جنت سے نازل شدہ
مینڈھا ذبح ہوا تھا، یہ قبولیت دعا کا مقام ہے، اب مسجد کی زیارت نہیں ہو سکتی۔
یہ مقام مکہ مکرمہ زادکھا اللہ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا سے آتے وقت ”بڑے شیطان“ کی
سیدھی جانب 70 یا 80 قدم کے فاصلے پر ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

غارِ مُرْسَلَاتِ

غارِ مُرْسَلَاتِ منیٰ شریف کی مسجد

خِیف سے شمال (NORTH) کی

طرف پہاڑ پر واقع ہے، یہ پہاڑ عَرَقات شریف سے منیٰ آتے ہوئے سیدھے

ہاتھ کی طرف پڑے گا۔ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اس مبارک

غار میں ”سورۃُ الْمُرْسَلَاتِ“ نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس مبارک غار میں تشریف فرما ہوئے تو اوپر کے پتھر سے سر

انورِ مُس (TOUCH) ہوا، پتھر نرم ہو گیا اور اس میں سرِ پاک کا نشان بن

گیا۔ عاشقانِ رسولِ مَحْضُولِ بَرکَتِ کیلئے اس نشانِ مبارک سے اپنا سر لگاتے ہیں۔

(بلد الامین ص ۲۱۵، کتاب الحج ص ۲۹۷ بتغییر)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

حضرت علامہ قطب الدین عَیْبِہ
رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں: حُضُورِ اَکْرَمِ
وَلَا تَکْفُرُوْا بِالْعَالَمِہِ

صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت گاہ پر دُعا قبول ہوتی ہے۔ (بلد الامین ص ۲۰۱) یہاں

پہنچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کوہِ مروہ کے کسی بھی قریبی دروازے سے

باہر آ جائیے۔ سامنے نمازیوں کیلئے بیٹ بڑا احاطہ بنا ہوا ہے، احاطے کے اُس

پارے مکانِ عالیشان اپنے جلوے لٹا رہا ہے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ دُور ہی سے نظر

آجائے گا۔ خلیفہ ہارون رشید علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْمَجِيدِ کی والدہ مُحْرَّمہ بِحْضَةِ اللهِ تَعَالَى
 علیہا نے یہاں مسجد تعمیر کروائی تھی۔ آجکل اس مکانِ عَظْمَتِ نِشَانِ کی جگہ
 لائبریری قائم ہے اور اس پر یہ بورڈ لگا ہوا ہے: ”مَكْتَبَةُ مَكَّةَ الْمُكْرَمَةِ“

یہ دُنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے، مسجد الحرام
جَبَلِ بُوَيْبِيسٍ کے باہر صفا و مروہ کے قریب واقع ہے۔ اس

پہاڑ پر دُعا قبول ہوتی ہے، اہل مکہ قحطِ سالی کے موقع پر اس پر آ کر دُعا مانگتے
 تھے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ حجِ اَسْوَدِ جَنَّتِ سے یہیں نازل ہوا تھا (الترغیب

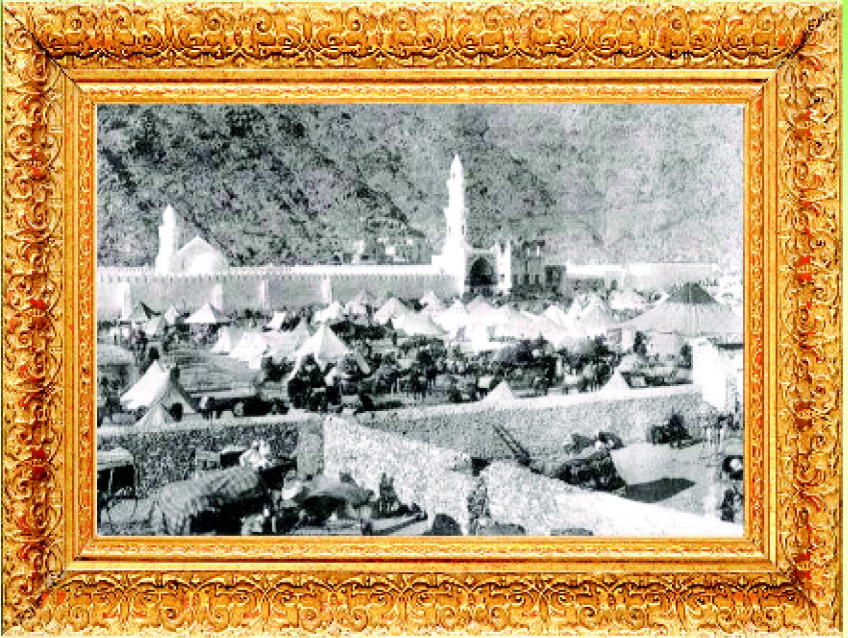
والترہیب ج ۲ ص ۲۵ حدیث ۲۰) اس پہاڑ کو ”الْأَمِين“ بھی کہا گیا ہے کہ ”طوفانِ نوح“
 میں حجِ اَسْوَدِ اس پہاڑ پر بحفاظت تمام تشریف فرما رہا، ایک روایت کے مطابق

کعبہ مشرفہ کی تعمیر کے موقع پر اس پہاڑ نے حضرت سَيِّدُنَا اِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللهِ
 عَلَي سَلَامٍ عَلَيْنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامِ کو پکار کر عرض کی: ”حَجْرُ اَسْوَدِ اِدْهَرُ هِيَ“ (بلد الامین

ص ۲۰۴ تعمیر قلیل) منقول ہے، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے
 اسی پہاڑ پر جلوہ افروز ہو کر چاند کے دو ٹکڑے فرمائے تھے۔ چونکہ مَکَّہُ مَکْرَمَہ

رَاغَا اللهُ شَرْفًا وَتَعْظِيمًا پہاڑوں کے درمیان گھرا ہوا ہے چنانچہ اس پر سے چاند
 دیکھا جاتا تھا پہلی (دوسری اور تیسری) رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں لہذا اس جگہ

پر بطور یادگار مسجدِ ہلال تعمیر کی گئی۔ بعض لوگ اسے مسجدِ ہلالِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہِ



مسجد نمہ



غازی بک اور



غارِ حِرا



جَنَّةُ المَعلى

کہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ وَعَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ پہاڑ پر اب شاہی محل تعمیر کر دیا گیا ہے، اور اب اُس مسجد شریف کی زیارت نہیں ہو سکتی۔

۱۴۰ھ کے موسمِ حج میں اِس محل کے قریب بم کے دھماکے ہوئے تھے اور کئی عُجّاجِ کرام نے جامِ شہادت نوش کیا تھا، اِس لئے اب محل کے گرد سخت پہرہ رہتا ہے۔ محل کی حفاظت کے پیشِ نظر اسی پہاڑ کی سُرنگوں میں بنائے ہوئے وُضُوخانے

بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت سَیِّدُنا اَدَمُ صَفِیُّ اللّٰهِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِسی جَبَلِ ابُو قُبَیْسِ پَرَوَقِ ”عَارُ الْکَنْزِ“ میں

مَدْفُون ہیں جبکہ ایک مُشْتَدِّد روایت کے مطابق مسجدِ حَرِیْفِی میں دَفْن ہیں جو کہ مُنٰی شریف میں ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ وَعَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

جبلِ نور و جبلِ ثور اور ان کے غاروں کو سلام

نور برساتے پہاڑوں کی قطاروں کو سلام (وسائلِ بخشش ص ۵۸۱)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

مکہ مدینے کے سلطان صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ

مکہ مہ زادھا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا میں رہے اسی مکانِ عالی شان میں سَلُوْعَتِ پذیر رہے۔ شہزادہ عظیم سَیِّدُنا اِبْرٰہِیْمُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے علاوہ تمام اولادِ بَشْمُولِ شہزادوی

کوئین بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہیں ولادت ہوئی۔ سیدنا جبرئیل امین عَیْہِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَام نے بارہا اس مکانِ عالیشان کے اندر بارگاہِ رسالت میں حاضری دی، حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر کثرت سے نزولِ وحی اسی میں ہوا۔ مسجدِ حرام کے بعد مکہ مکرمہ زادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں اس سے بڑھ کر افضل کوئی مقام نہیں۔ صد کروڑ بلکہ اربوں کھربوں افسوس! کہ اب اس مکان والا شان کے نشان تک مٹا دیئے گئے ہیں اور لوگوں کے چلنے کے لئے یہاں ہموار فرش بنا دیا گیا ہے۔ مروہ کی پہاڑی کے قریب واقع بابُ الْمَرْوَةِ سے نکل کر بائیں طرف (LEFT SIDE) حسرت بھری نگاہوں سے صرف اس مکانِ عرشِ نشان کی فضاؤں کی زیارت کر لیجئے۔

اے خدیجہ! آپ کے گھر کی فضاؤں کو سلام

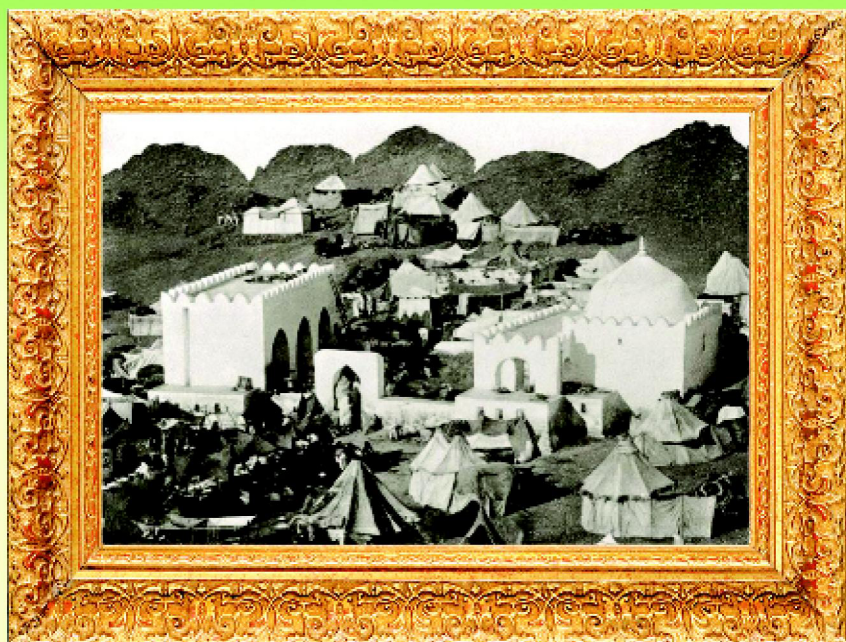
ٹھنڈی ٹھنڈی دلکشا مہکی ہواؤں کو سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

یہ غار مبارک مگہ مکرمہ زادَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی دائیں جانب ”محلّہ مسفلہ“ کی

طرف کم و بیش چار کلومیٹر پر واقع ”جبلِ ثور“ میں ہے۔ یہ وہ مقدّس غار ہے جس

کا ذکر قرآن کریم میں ہے، مکہ مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے



غارِ مُرسَلات



ولادت گاہ سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ



مسجدُ النَّبِیِّ الشَّرِیْفِ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ

یارِ غار و یارِ مزارِ عاشقِ اکبر حضرت سیدِ ناصدِ یقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بوقتِ ہجرت یہاں تین رات قیام پذیر رہے۔ جب دشمن تلاشتے ہوئے غارِ ثور کے منہ پر آ پہنچے تو حضرت سیدِ ناصدِ یقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمزہ ہو گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! دشمن اتنے قریب آچکے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے، سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّادِقِينَ ترجمہ کنز الایمان: غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے (پ: ۱۰، التوبہ: ۷۵)۔ اسی بجلی ثور پر قابیل نے سیدِ ناہائیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔

خوب چومے ہیں قدمِ ثور و حرا نے شاہ کے

مہکے مہکے پیارے پیارے دونوں غاروں کو سلام (وسائلِ بخشش ص ۵۸۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ظُہورِ غارِ حرا

رسالت سے پہلے یہاں ذکر و فکر میں مشغول رہے

ہیں۔ یہ قبلہ رخ واقع ہے۔ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پہلی وحی اسی

غار میں اُتری، جو کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ

تک پانچ آیتیں ہیں۔ یہ غار مبارک مسجد الحرام سے جانبِ مشرق تقریباً تین

میل پر واقع ”جبلِ حرا“ پر ہے، اس مبارک پہاڑ کو بجلیِ نور بھی کہتے ہیں۔

”غارِ حرا“ غارِ ثور سے افضل ہے کیوں کہ غارِ ثور نے تین دن تک سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدم چومے جبکہ غارِ حرا سلطانِ دوسرا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ بابرکت سے زیادہ عرصہ مشرف ہوا۔

قسمتِ ثور و حرا کی حرص ہے
چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دَارِ اَرْقَمِہٖ ۷۶
دارِ ارقم کوہِ صفا کے قریب واقع تھا۔ جب کفارِ جفا کار کی طرف سے خطرات بڑھے تو سرورِ کائنات صَلَّی اللہ

تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی میں پوشیدہ طور پر تشریف فرما رہے۔ اسی مکانِ عالیشان میں کئی صاحبانِ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سَيِّدُ الشُّہَدَا حضرت سَيِّدُ نَاحِزَہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

عنه اور امير المؤمنين حضرت سَيِّدُ نَاعِمِرِ فَارُوقِ الْعَظَمِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اسی مکانِ بَرَکَتِ نِشَانِ میں داخلِ اسلام ہوئے۔ اسی میں پارہ 10 سُورَةُ الْاَنْفَالِ آیت

نمبر 64 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۷۶ نازل ہوئی۔ خلیفہ ہارون رشید علیہ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْمَجِیدِ کی والدہ ماجدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهَا

نے اس جگہ پر مسجد بنوائی۔ بعد کے کئی خلفاء اپنے اپنے دور میں اس کی تزئین (یعنی زینت دینے) میں حصہ لیتے رہے۔ اب یہ توسیع میں شامل کر لیا گیا ہے اور اس کی کوئی علامت نہیں ملتی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

یہ محَلَّہ بڑا تاریخی ہے، حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے یہاں پر رہا کرتے تھے، حضرات صدیق و فاروق و حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی محَلَّہ مبارکہ میں قیام پذیر تھے۔ یہ محَلَّہ خانہ کعبہ کے حصّہ دیوار ”مُسْتَجَار“ کی جانب واقع ہے۔

رحمتیں ہوں اس محَلَّہ پر اے رب دو جہاں!

تھام کاں اس میں نبی کا تھے صحابہ کے مکاں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

جَنَّتِ الْمَعْلَىٰ جَنَّتِ الْبَقِيعِ كَعْدِ جَنَّتِ

ہے۔ یہاں اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ، حضرت سیدنا عبد اللہ بن

عمر اور کئی صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء و صالحین رَضِيَ اللهُ

عَنْهُمْ کے مزارات مقدّسہ ہیں۔ اب ان کے قبے (یعنی گنبد) وغیرہ شہید کر دیئے

گئے ہیں، مزارات مسمار کر کے اُن پر راستے نکالے گئے ہیں۔ لہذا باہر رہ کر دُور

ہی سے اس طرح سلام عرض کیجئے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ

سلام ہو آپ پر اے قبروں میں رہنے والے

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ

مومنوں اور مسلمانوں! اور ہم بھی اِنْ شَاءَ اللَّهُ

بِكُمْ لَاحِقُونَ ۗ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ ۗ ط

آپ سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے آپ کی اور اپنی عافیت کے طالب ہیں۔

اپنی، اپنے والدین اور تمام اُمَّت کی مغفرت کے لئے دُعا مانگئے اور

بالْخُصُوصِ أَهْلِ جَنَّةِ الْمَعْلَى كَلِّ لِنَا إِصْلَابِ ثَوَابِ بَعْضِ يَوْمِ كَيْجَى۔ اِسْ قَبْرِ سْتَان
میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

جَنَّةِ الْمَعْلَى کے مدْفُونین پر لاکھوں سلام

بے عدد ہوں رحمتیں اللہ کی ان پر مُدام

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّد

سِرْكَارِ نَامِدَارِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَعْنِي
حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بحالتِ

احرام نکاح فرمایا۔ مدینہ روڈ پر ”نَوَارِيه“ کے قریب مقام سرف پر واقع ہے۔ یہ

مزار شریف اگرچہ مگہ مکرمہ زَادَمَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا سے باہر ہے تاہم یہاں

مُجْتَبِح كُوشِش كَرِيں تُو حَاضِرِي دَع سَكْتِي هِيں، حُصُولِ سَعَادَتِ اُور بَأْمِيدِ نُزُولِ

رحمت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار شریف کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ تادم تحریر (۱۶ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ) یہاں کی حاضری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ بس 2A یا 13 میں سوار ہو جائیے، یہ بس مدینہ روڈ پر بتعظیم یعنی مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے، مسجد الحرام سے تقریباً 17 کلومیٹر پر اس کا آخری اسٹاپ ”نوارہ“ ہے، یہاں اتر جائیے اور پلٹ کر روڈ کے اُسی کنارے پر مکہ مکرمہ ذَاكَمَا لَللّٰهِ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی طرف چلنا شروع کیجئے، دس یا پندرہ منٹ چلنے کے بعد ایک پولیس چیک پوسٹ (نکتہ تفتیش) ہے پھر موقوفہ حُجَّاج بنا ہوا ہے اس سے تھوڑا آگے روڈ کی اُسی جانب ایک چار دیواری نظر آئے گی، یہیں اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار فاضل الانوار ہے۔ یہ مزار مبارک سڑک کے بیچ میں ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سڑک کی تعمیر کیلئے اس مزار شریف کو شہید کرنے کی کوشش کی گئی تو ٹریکٹر (TRACTOR) اُلٹ جاتا تھا، ناچار یہاں چار دیواری بنا دی گئی۔ ہماری پیاری پیاری امی جان سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت مرحبا!

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق بائوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

بعدِ وفاتِ سیدتنا میمونہ نے انگور کھلانے

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بعدِ وفات روٹما ہونے والی کرامت پڑھے اور ایمان تازہ کیجئے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے مزار پر انوار کا ظاہری دروازہ جن دنوں زائرین کیلئے کھلا رہتا تھا ان دنوں کی حکایت ایک زائر کی زبانی سنئے: آدھی رات کے وقت ہم مگہ مکرمہ زادکا اللہ شرفاً و تعظیماً سے مدینہ منورہ زادکا اللہ شرفاً و تعظیماً جانے والے راستے پر

واقع مقام سرف پہنچے جہاں اُمُّ الْمُؤْمِنِین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار ہے، عجیب اتفاق ہے کہ اُس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا، بھوک کی شدت کی

وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی، روٹی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر کہیں سے نہ ملی، مجبوراً زیارت کے لئے حجرہ مقدسہ میں گیا، میں نے مزار فائض الانوار

کے سامنے سلام عرض کیا، سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ اور سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ پڑھ کر ان کی رُوحِ پَرَفُتُوْح کو ایصالِ ثواب کیا، فقیرانہ صدالگائی: ”اے پیاری امی جان! میں آپ کا مہمان ہوں، کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیے اور اپنے الطافِ کریمانہ سے مجھے محروم

نہ لوٹائیے۔“ میں بیٹھا ہوا تھا کہ رزاقِ مُطْلَقِ جَلِّ جَلَالُہ کی طرف سے یکا یک تازہ انگور کے دو گٹھے میرے ہاتھ میں آگئے! عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور

کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے، میں حیران رہ گیا، ایک گٹھا تو میں نے وہیں کھالیا، مزار شریف سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ (مخزن احمدی ص ۹۹)

ہاتھ اٹھا کر ایک کلزا اے کریم!

میں تخی کے مال میں حقدار ہم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مدینہ کی زیارتیں

دُرُودِ شَرِيفِ كِي فَضِيلَت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ

وآلہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عاقبتِ نشان ہے: جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پَاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۲۸ حدیث ۲۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

مدینہ منورہ کے فضائل

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ ذِکْرِ مَدِیْنَةِ عَاشِقَانِ رَسُوْلِ كِي لَئِیْ بِاعِثِ رَاحَتِ

قلب و سینہ ہے۔ عشاقِ مدینہ اس کی فُرْقَت میں تڑپتے اور زیارت کے بے حد مشتاق رہتے ہیں۔ دنیا کی جتنی زبانوں میں جس قدر قصیدے مدینہ المنورہ زادھا اللہ شَرَّفَا وَتَعَظَّمَا کے بجز و فراق اور اس کے دیدار کی تمنا میں پڑھے گئے یا

پڑھے جاتے ہیں اُتنے دنیا کے کسی اور شہر یا خطے کے لئے نہیں پڑھے گئے اور نہیں پڑھے جاتے، جسے ایک بار بھی مدینے کا دیدار ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو نِخْت بیدار سمجھتا اور مدینے میں گزرے ہوئے کسینِ لمحات کو ہمیشہ کیلئے یادگار قرار دیتا ہے۔ کسی عاشقِ رسولؐ نے کیا خوب کہا ہے!۔

وہی ساعتیں تھیں سُرور کی، وہی دن تھے حاصلِ زندگی
بِخُصُورِ شافعِ اُمَّتائِ مری جن دنوں طلسمی رہی

مدینۃ المنورہ زادھا اللہُ شرفًا و تعظیماً کی زیارات کی تفصیلات سے قبل دیارِ حبیب کے کچھ فضائل ملاحظہ فرمائیے تاکہ دل میں مدینے کی حُبّت و لگن مزید موج زان ہو:

قرآنِ کریم میں مُتَعَدِّدِ مَقَامَاتِ پر فِکْرِ مَدِیْنَةِ کِیَا
گیَا ہِے مَثَلًا پارہ 28 سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ آیت
نمبر 8 میں ہے:

قرآن پاک
میں ذکرِ مدینہ

يَقُولُونَ لَئِنْ رَأَيْنَاكَ
السَّيِّئَةَ لَنُخْرِجَنَّكَ
مِنْهَا اِلَّا ذَلًّا وَّلِلَّهِ
لِرَسُولِهِ وَّلِلْمُؤْمِنِينَ
الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: کہتے ہیں: ”ہم
مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا
ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو
نہایت ذلت والا ہے، اور عزت تو اللہ اور
اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے

(پ ۲۸، المنافقون: ۸) ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

”مدینۃ المنورہ“ کے بارہ حروف کی نسبت سے مدینے کے 12 نام

مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما کے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلامُ

نے کم و بیش 100 نام لکھے ہیں اور دنیا کے کسی بھی شہر کے اتنے نام نہیں۔

حُصُولِ بَرَکَتِ کَیْلَیْہِ یٰہَا صَرَفَ 12 مَبَارَکِ نَامِ پِشِ کَئے جَاتَے ہِیں: ﴿۱﴾

مدینہ ﴿۲﴾ مدینۃ الرِّسُول ﴿۳﴾ طَّیْبَہ ﴿۴﴾ دَارُ الْاَبْرَارِ ﴿۵﴾ طابہ

﴿۶﴾ مَبَارَکَہ ﴿۷﴾ نَاجِیَہ ﴿۸﴾ عَاصِمَہ ﴿۹﴾ شَافِیَہ ﴿۱۰﴾ کَنَہ

﴿۱۱﴾ بَجْرِیۃُ الْعَرَبِ ﴿۱۲﴾ سَیِّدَۃُ الْبَلَدَانِ

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیم خُلد

سوزِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں (حدائقِ بخشش شریف)

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر

صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کَافِرْمَانِ

روح پرور ہے: ”تم میں سے جو

مدینے میں مرنے کی استطاعت رکھے وہ مدینے ہی میں مرے کیونکہ جو مدینے

میں مرے گا میں اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہی دوں گا۔“

(شعب الایمان ج ۳ ص ۹۷ حدیث ۱۴۸۲)

اور انھوں نے تمام گھاٹیوں کو سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی عزت افزائی کے لئے گھیرا ہوا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی ج ۵ جزء ۹ ص ۱۴۸)

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی

شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ جب موسم کا پہلا پھل دیکھتے، اُسے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمتِ سراپا رحمت میں حاضر لاتے، سرکارِ نامدار (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) اسے لے کر اس طرح دُعا کرتے: الہی! تو ہمارے لیے ہمارے پھلوں

میں بَرَکت دے اور ہمارے لیے ہمارے مدینے میں بَرَکت کر اور ہمارے صاع و مُد (یہ پیمانوں کے نام ہیں ان) میں بَرَکت کر، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) بے شک ابراہیم

تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکے کے لیے تجھ سے دُعا کی اور میں مدینے کے لیے تجھ

سے دُعا کرتا ہوں، اُسی کی مثل جس کی دعا مکے کے لیے انھوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینے کی برکتیں مکے سے دُگنی ہوں)۔ پھر جو چھوٹا بچہ سامنے ہوتا اُسے

بلا کر وہ پھل عطا فرمادیتے۔ (مسلم ص ۷۱۳ حدیث ۱۳۷۳)

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!

ہیں تخی کے مال میں حقدار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

رسولِ نذیر، سراجِ مُنیر، محبوبِ ربِّ قدیر
صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَافِرْمَا نِ دِلْپَذِيْر

مدینہ لوگوں کو پاک و
صاف کرے گا

ہے: ”مجھے ایک ایسی بستی کی طرف

(ہجرت) کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ

اسے ”یَثْرِب“ کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے، (یہ بستی) لوگوں کو اس طرح پاک و
صاف کرے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔“

(صحیح البخاری حدیث ۱۸۷۱، ج ۱، ص ۶۱۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت

میں مدینۃ المنورہ زادِ اَہْلِ اللہ شِرفاً و تَعْظِيْمًا

کو ”یَثْرِب“ کہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

مدینے کو یثرب
کہنا گناہ ہے

فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 116 پر ہے: مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و

گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:

جو مدینہ کو یثرب کہے اُس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔

علامہ مناوی ”تیسیر شرح جامع صغیر“ میں فرماتے ہیں: اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے توبہ کا حکم فرمایا اور توبہ گناہ ہی سے ہوتی ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۱۶)

یثرب کہنا
کیوں منع ہے؟

فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 119 پر ہے:
حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی عینہ
رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِيَّ اشْعَةُ اللَّمَعَاتِ شَرْحُ الْمَشْكُوتَةِ
میں فرماتے ہیں: آنحضرت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ

سَلَّمَ نے وہاں لوگوں کے رہنے سہنے اور جمع ہونے اور اس شہر سے مَحَبَّت کی وجہ سے اس کا نام ”مدینہ“ رکھا اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا اس لئے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے یا اس لئے کہ یہ ”ثَرْب“ سے بنا ہے جس کے معنی ہلاکت اور فساد ہے اور تَثْرِيْبُ بمعنی سُرْرَش اور ملامت ہے یا اس وجہ سے کہ یثرب کسی بت یا کسی جاہر و سرگش بندے کا نام تھا۔ امام بخاری (عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِي) اپنی تاریخ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ جو کوئی ”ایک مرتبہ یثرب“ کہہ دے تو اسے (کفارے میں) ”دس مرتبہ مدینہ“ کہنا چاہئے۔ قرآن مجید میں جو ”يَا هَلْ يَثْرِبُ“ (یعنی اے یثرب والو!) آیا ہے۔ وہ دراصل منافقین کا قول (یعنی کہی ہوئی بات) ہے کہ یثرب کہہ کر وہ مدینۃ المنورہ کی توہین کا ارادہ رکھتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ یثرب کہنے والا اللهُ تَعَالَى سے استغفار (یعنی توبہ) کرے

اور معافی مانگے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ **مَدِينَةُ الْمُنَوَّرَةِ** زادَكَ اللهُ مَرَفَاتٍ وَ تَعَطُّبِيْنَا كَوْجُو يَنْشُرِبْ کہے اُس کو سزا دینی چاہئے۔ حیرت کی بات ہے کہ بعض بڑے لوگوں کی زبان سے اشعار میں لفظ ”یَنْشُرِبْ“ صادر ہوا ہے اور اللہ تَعَالَىٰ خوب جانتا ہے اور عظمت و شان والے کا علم بالکل بچختہ اور ہر طرح سے مکمل ہے۔

زندگی کیا ہے! مدینے کے کسی کُوچے میں موت
موت پاک و ہند کے ظلمت کدے کی زندگی

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ

مدینہ کی سختیوں پر صبر کرنے
والے اکیلے شفاعت کی بشارت

شہنشاہِ مدینہ، قرآرِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ باقرینہ
ہے: میرا کوئی اُمّتی مدینے کی

تکلیف اور سختی پر صبر نہ کرے گا مگر میں قیامت کے دن اُس کا شفع (یعنی شفاعت کرنے والا) ہوں گا۔
(مسلم ص ۷۱۶ حدیث ۱۳۷۸)

مُفَسِّرِ شَهِيْرِ حَكِيْمِ الْاُمَّتِ حضرت مفتی احمد یار خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ

اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: (یعنی) شَفَاعَتِ حُصُوصِيٍّ۔ حق یہ ہے کہ یہ وعدہ ساری اُمّت کے لیے ہے کہ مدینے میں مرنے والے مَضُوْرٍ اَنُوْرٍ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کی اس شَفَاعَتِ کے مستحق ہیں۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند

سیدھی سڑک یہ شہرِ شَفَاعَتِ نگر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

خیال رہے کہ حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں رہنا بہتر تھا اور ہجرت کے بعد فتحِ مکہ سے پہلے مکہ معظمہ میں رہنا مسلمان کو منع ہو گیا، ہجرت واجب ہو گئی اور فتحِ مکہ کے بعد وہاں رہنا تو جائز ہوا، مگر مدینہ منورہ میں رہنا افضل قرار پایا کہ یہاں حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قرب ہے، اسی لیے زیادہ تر فضائلِ مدینہ پاک میں رہنے کے آئے ہیں۔

(مرآة المناجیح ج ۴، ص ۲۱۰)

مدینہ اس لیے عطارِ جان و دل سے ہے پیارا

کہ رہتے ہیں مرے آقا مرے دلبر مدینے میں (وسائلِ بخشش ص ۴۰۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرِّ وَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ”اہلِ مدینہ پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ لوگ خوشحالی کی تلاش میں یہاں سے چراگاہوں کی طرف نکل جائیں گے، پھر جب وہ خوشحالی پالیں گے تو لوٹ کر آئیں گے اور اہلِ مدینہ کو اس کُشادگی کی طرف جانے پر آمادہ کریں گے حالانکہ اگر وہ جان لیں تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔“

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۰۶ حدیث ۱۴۶۸۶)

اُن کے دَر کی بھیک چھوڑیں سرورِی کے واسطے
 اُن کے دَر کی بھیک اچھی سرورِی اچھی نہیں (ذوقِ نعت)
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مَدِیْنَةُ الْمِنَوَّرَةِ كِي تَنگَدَسْتِي بِرَصْبَر كَرْنِي وَالْكِيلِيَّةِ شَفَاعَتِ كِي بَشَارَتِ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
 ہیں کہ مدینے میں چیزوں کے نَزخ (یعنی بھاؤ) بڑھ گئے اور حالات سخت ہو گئے
 تو سُرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”بُھڑ کرو اور خوش ہو جاؤ کہ
 میں نے تمہارے صاع اور مد کو با برکت کر دیا اور اکٹھے ہو کر کھایا کرو کیونکہ ایک
 کا کھانا دو کو اور دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا پانچ اور چھ کو کفایت کرتا ہے اور
 بیشک برکت جماعت میں ہے تو جس نے مدینے کی تنگدستی اور سختی پر بھڑ کیا میں
 قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا یا اُس کے حق میں گواہی دوں گا اور جو اس
 کے حالات سے منہ پھیر کر مدینے سے نکلا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے بہتر لوگوں کو اس
 میں بسادے گا اور جس نے اہل مدینے سے بُرائی کرنے کا ارادہ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ
 اسے اس طرح پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۵۷ حدیث ۵۸۱۹)

شہ کوئین نے جب صدقہ بانٹا

زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

مَدِیْنَةُ طَيْبَةٍ کی دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 243 صفحات پر مشتمل کتاب

”پہشت کی کنجیاں“ صفحہ 116 پر ہے: رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّى اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جو شخص بِالْقَصْد (یعنی ارادۃً) میری زیارت کو آیا وہ

قیامت کے دن میری مُحَافَظَت (یعنی حفاظت) میں رہے گا اور جو شخص مدینے

میں سَکُونَت (یعنی رہائش اختیار) کریگا اور مدینے کی تِکالیف پر ضَہر کریگا تو میں

قیامت کے دن اُس کی گواہی دوں گا اور اُس کی شفاعت کروں گا اور جو شخص

حَرَمِیْن (یعنی مکہ، مدینے) میں سے کسی ایک میں مرے گا اللهُ عَزَّوَجَلَّ اُس کو

اس حال میں قبر سے اٹھائے گا کہ وہ قیامت کے خوف سے اٹن میں رہے گا۔

(مشکاۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۲ حدیث ۲۷۵۵)

یاد رہے! مَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَةِ زَادَنَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا

میں صرف اُسی کو قیامت کی اجازت ہے جو

یہاں کا احترام برقرار رکھ سکتا ہو، جو ایسا نہیں

مَدِیْنَةُ طَيْبَةٍ میں رہائش اختیار کرنا کیسا؟

مکہ شریف
مسجد حنین
مسجد جن
مسجد حصر اہل
مسجد حصر آلہ
مسجد نمرہ
مسجد غمامہ
مسجد جمہ
مسجد شہین

کر سکتا اُس کیلئے یہاں مُستقل یا زیادہ عرصے رہائش کی مُمانعت ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ جلد 10 صَفْحَہ 695 پر ہے: (صاحبِ فتح القدر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: کیونکہ مدینہ طیبہ میں رحمت اکثر، لطف وافر، کرم سب سے وسیع اور عَفْوُ (یعنی مُعافی مانا) سب سے جلدی ہوتا ہے جیسا کہ شاید مُجَرَّب (یعنی تجربے سے ثابت) ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اس کے باوجود اُدکتنے کا ڈر اور وہاں کے احترام و توقیر میں قَلتِ ادب کا خوف تو موجود ہے اور یہ بھی تو مُجَاوَرَت سے مانع (یعنی مستقل رہائش سے رکاوٹ) ہے، ہاں وہ افراد جو فرشتہ صفت ہوں تو اُن کا وہاں ٹھہرنا اور (طویل رہائش اختیار کر کے) فوت ہونا سعادتِ کاملہ ہے۔

مدینہ میں استنجاء کرنے کے متعلق حکایت

مقام ابراہیم
حجرِ اسود
غار ثور
غار حرا
جبل احد
محراب نبوی
مبیر رسول

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فَتَاوَى رَضْوِيہ جلد 10 صَفْحَہ 689 پر ”اَلْحَمْدُ خَل“ کے حوالے سے حکایت نقل کرتے ہیں: ”السَّيِّدُ الْكَمِيلُ ابُو عَبْدِ اللهِ الْقَاضِي رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كے بارے میں بیان کیا گیا کہ انھیں شہر مدینہ میں رَفْعِ حاجت کی ضرورت پیش آئی تو وہ شہر میں ایک مقام کی طرف گئے اور وہاں قَضَاءِ حاجت کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی جو اس عمل سے انھیں منع کر رہی تھی، تو انھوں نے کہا: ”تمام مُحَاجِج ایسا کرتے ہیں،“ تو جواب میں تین دفعہ آواز آئی: کہاں کے

حُجَّاج؟ کہاں کے حُجَّاج؟ کہاں کے حُجَّاج؟ پھر وہ شہر سے باہر چلے گئے اور رُفِع حاجت کی (یعنی پیشاب وغیرہ) اور پھر لوٹے۔

مدینے کا اصل قیام آقا کے احکام پر عمل کرنا ہے

آگے چل کر صاحبِ مدخل کے حوالے سے مزید تحریر ہے: **حُضُور** صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی **مَجَاوَرَتِ** آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے **أَوَامِرِ** اِتِّبَاعِ (یعنی احکامات کی بجا آوری) اور نواہی سے اجتناب (یعنی جن باتوں سے منع فرمایا ان سے بچنے) کی صورت میں ہے خواہ انسان کسی جگہ مُقِيم ہو، اور **أَصْلًا** (حقیقتاً) **مَجَاوَرَتِ** یہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۶۸۹)

غمِ مصطفیٰ جس کے سینے میں ہے
گو کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

”پیارا بیٹا! مدینہ کے کسترہ خرونی نسبت سے
مَدِينَةُ الْمَنُورَةِ کی 17 خصوصیات“

(یوں تو مدینے میں بے شمار خوبیاں ہیں مگر حصولِ بَرَکَتِ کیلئے یہاں صرف 17 بیان کی ہیں)
❁ روئے زمین کا کوئی ایسا شہر نہیں جسکے اسمائے گرامی یعنی مبارک

نام اتنی کثرت کو پہنچے ہوں جتنے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے نام ہیں، بعض علماء نے 100 تک نام تحریر کئے ہیں ❀ مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً ایسا شہر ہے جس کی محبت اور ہجر و فرقت میں دنیا کے اندر سب سے زیادہ زبانوں اور سب سے زیادہ تعداد میں قصیدے لکھے گئے، لکھے جا رہے ہیں اور لکھے جاتے رہیں گے ❀ اللہ عزوجل کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، طیبیوں کے طیبِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف ہجرت کی اور یہیں قیام پذیر رہے ❀ اللہ عزوجل نے اس کا نام طابہ رکھا ❀ سرکارِ عالی و قار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے قریب پہنچ کر زیادتی شوق سے اپنی سواری تیز کر دیتے ❀ مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قلبِ مبارک سکون پاتا ❀ یہاں کا گرد و غبار اپنے چہرہ انور سے صاف نہ فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خاکِ مدینہ میں شفاء ہے۔ (جذب القلوب ص ۲۲) حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے تو تبوک میں شامل ہونے سے رہ جانے والے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان ملے

انہوں نے گرد اڑائی، ایک شخص نے اپنی ناک ڈھانپ لی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ نے ان کی ناک سے کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے
قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ”مدینہ کی خاک میں ہر بیماری سے شفا ہے۔“

(جامع الاصول للجزری ج ۹ ص ۲۹۷ حدیث ۶۹۶۲) ❀ جب کوئی مسلمان
زیارت کی نیت سے مدینۃ المنورہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا آتا ہے تو فرشتے
رحمت کے تحفوں سے اُس کا استقبال کرتے ہیں۔ الخ۔ (جذب القلوب ص ۲۱۱)

❀ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مدینۃ منورہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا میں

مرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ❀ یہاں مرنے والے کی سرکارِ مدینۃ منورہ،
سرورِ مگہ مکرمہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شفا عت فرمائیں گے ❀ جو وضو

کر کے آئے اور مسجد النّبوی الشّریف عَلِي صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ میں نماز ادا
کرے اسے حج کا ثواب ملتا ہے ❀ حجرہ مبارکہ اور منبرِ منور کے درمیان کی جگہ
جنت کے باغوں میں سے ایک باغ (جنت کی کیاری) ہے ❀ مسجد النّبوی

الشّریف عَلِي صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے
برابر ہے (ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۷۶ حدیث ۱۴۱۳) ❀ مدینۃ منورہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا

وَ تَعْظِيمًا کی سرزمین پر مزارِ مصطفیٰ ہے جہاں صبح و شام ستر ستر ہزار فرشتے حاضر
ہوتے ہیں ❀ یہاں کی زمین کا وہ مبارک حصہ جس پر رسولِ انور، مدینہ کے

تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جسمِ منور تشریف فرما ہے وہ ہر مقامِ حسی کہ خانہ کعبہ، بیٹ المعمور، عرش و کرسی اور جنت سے بھی افضل ہے ﴿وَجَالِ مَدِیْنَةَ الْمُنَوَّرَةِ زَادَ مَا اللّٰهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا﴾ میں داخل نہیں ہو سکے گا ﴿اٰہِلِ مَدِیْنَةٍ سَبَّ رُءُوْسِیْ﴾ کا ارادہ کرنے والا عذاب میں گرفتار ہوگا ﴿یہاں کا قبرستان جنت البقیع دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے، یہاں تقریباً 10 ہزار صحابہ کرام و اَجَلَّہٗ اَبْلِیَّتِ اطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ اور بے شمار تابعین کرام و اولیاءِ عِظَامِ رَحِمَہُمُ اللّٰهُ السَّلَام اور دیگر خوش نصیب مسلمان مدفون ہیں۔

رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے

مرا دل بنے یادگارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

مسجد النبوی الشریف
 علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اراضی (یعنی زمین) دو
 یتیم بچوں سہیل اور سہیل (رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما) کی ملکیت تھی، یہاں مشرکین کی
 مہیجۃ النبوی الشریف
 علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 کی اراضی کا حصول

قبریں تھیں، زمین نامہوار تھی، یہ دونوں بچے حضرت سیدنا سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیرِ کفالت (ذمّے داری) تھے۔ اس زمین پر گھجوریں خشک کی جاتی

تھیں۔ حضورِ سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بچوں سے فرمایا: یہ قطعاً اراضی (یعنی PLOT) ہمیں فروخت کر دو تا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جا سکے۔ بچوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی: آقا! یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمائیے تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی اس پیش کش کو شرفِ قبولیت سے نہ نوازا۔ بالآخر قیمت ادا کر کے یہ زمین خرید لی گئی۔ عاشقِ اکبر حضرت سیدِ ناصدِ لیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 10 ہزار دینار ادا کیے (مدینۃ الرسول ص ۱۳۰) دوسری روایت میں ہے کہ یہ جگہ بنو نجار کی تھی۔ سرکارِ دو جہان صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے یہ جگہ قیمتاً فرمائی تو انہوں نے عرض کی: ہم اس کی قیمت (یعنی اجر) اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۲۳) اراضی کا رقبہ تقریباً 100 مربع گز تھا۔

حضرت سیدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے، جب حضورِ انور، مدینے کے تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسجدِ النَّبَوِیِّ الشَّرِیْفِ عَلَی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی اونچائی سات ہاتھ (یعنی تقریباً ساڑھے تین گز)

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد لمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعد

مسجد شیبین

رکھے، اس کی تزئین (یعنی زیب و زینت) میں تکلف نہ ہو۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۳۶) اُس وقت تعمیرات کا یہی انداز تھا، مسجد میں طاق نما محراب، گنبد اور منارہ وغیرہ نہ ہوتا۔ تبدیلی حالات کے سبب اب عالی شان مسجدیں بنانے کی اجازت ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف جلد 8 صفحہ 106 پر ”دُرِّ مختار“ کے حوالے سے دیئے ہوئے ایک جُزیئے کا حصہ ہے: (محراب کے علاوہ) مسجد کے دیگر حصے) مُنقش کرنے میں کوئی حرج نہیں) کیونکہ محراب کا نقش و نگار نمازی کو مشغول (غافل) کر دیتا ہے، البتہ بہت زیادہ نقش و نگار کے لئے تکلف کرنا خصوصاً دیوارِ قبلہ میں مکروہ ہے۔

اس قطعہ اراضی (PLOT) سے کھجوروں کے درخت کٹوا دیے گئے، مُشرکین کی قبریں اکھڑاوا دی گئیں۔ (ربیع الاول ۱۱ھ مطابق اکتوبر ۶۲۲ء میں مسجدِ النَّبویِّ الشَّریف

مسجد النبوی الشریف
علی صاحبہا کی تعمیر
الصلوة والسلام

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ خود حضور رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انیس اٹھ اٹھ کر لاتے اور اپنی زبانِ فیضِ تَرْجَمَان سے یہ بھی فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ - فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ اے رَبِّ قُدُّوسِ! آخِر ت کا بدلہ

ہی بہتر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۲۶، ۳۲۸)

تعمیر مسجدِ نبویؐ میں آقاؐ
مدینے والے آقاؐ، بیٹھے بیٹھے مصطفیٰ صَلَّی
اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلمؐ اینٹیں اٹھا کر لارہے

تھے، یہ دیکھ کر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ اینٹیں مجھے دے دیجئے میں لے
جاتا ہوں۔ فرمایا: اور کافی اینٹیں رکھی ہیں، اٹھا لاؤ! یہ میں لے جا رہا ہوں۔

(مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۲۳ حدیث ۸۹۶۰) مسجدِ النبوی الشریف علی

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی اور اس کی چھت کھجور کی
شاخوں سے تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے تھے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۲۷)

تری ساؤ گی یہ لاکھوں تری عاجزی یہ لاکھوں

ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے (وسائل بخشش ص ۳۸۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسجدِ النبوی الشریف
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
میں نماز کے فضائل
تین فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ
والہ وسلم: (۱) جس نے مسجدِ النبوی
الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
میں چالیس نمازیں سوا تراوا کیں اس

کے لئے جہنم اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۱۱ حدیث ۱۲۰۸۴) (۲) جو پاک و صاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اُس میں نماز ادا کی تو اُس کا ثواب حج کے برابر ہے۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۹ حدیث ۴۱۹۱) (۳) میری اس مسجد کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۷۶ حدیث ۱۴۱۳)

صد غیرتِ فردوس مدینے کی زمیں ہے
باعث ہے یہی اس کا کہ تو اس میں ملیں ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

روضہ رسولؐ کے بارے میں دلچسپ معلومات

سبز سبز گنبد ہر آنکھ کا نور اور ہر دل کا سرور ہے۔ ہر عاشقِ رسولؐ اس بات کا تمنا کرتا ہے کہ وہ جیتے جی کم از کم ایک بار تو ضرور سبز گنبد و مینار کے دیدارِ فرحت آثار سے شرفیاب ہو۔ مدینۃ المنورہ زادنا اللہ شرفاً و تعظیماً میں سب سے باہر کت بلکہ رُوئے زمین کی عظیم ترین زیارت گاہ روضہ رسولؐ ہے۔ کسی عاشقِ رسولؐ نے کتنا پیارا شعر رقم کیا ہے:

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو

افلاک پہ تو گنبدِ خضرا نہیں کوئی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

مَسْجِدُ النَّبِيِّ الشَّرِيفِ عَلٰی صَاحِبَيْهَا
الصلوة والسلام میں مشرقی جانب وہ بقعہ
نور واقع ہے جہاں مدینے کے تاجور،
مَسْجِدُ النَّبِيِّ الشَّرِيفِ عَلٰی صَاحِبَيْهَا

محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جلوہ گر ہیں، یہ وہی حجرہ مبارکہ ہے

جسے مَسْجِدُ النَّبِيِّ الشَّرِيفِ عَلٰی صَاحِبَيْهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ کی پہلی بار تعمیر کے

وقت ہی سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی رہائش

کے لئے تیار کیا گیا تھا اور یہیں اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدَتُنَا عَائِشَةُ صَدِيقَةُ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا تقریباً 9 برس تک اپنے سر تاج، صاحبِ معراج صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے قدموں میں حاضر رہیں، اسی بنا پر اسے حَجْرَةُ عَائِشَةَ بھی کہتے ہیں۔

گارے اور مٹی سے بنی دیواروں اور گھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی چھت پر مشتمل

مختصر رقبے کا یہ گھر شاید اُس وقت مَدِينَةُ مَنْوَرَةٍ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کی سادہ

ترین عمارت تھی اس مکانِ عالی شان کی چھت شریف کی بلندی قدِ آدم یعنی

انسانی قد سے ایک ہاتھ (یعنی تقریباً آدھا گز زیادہ بلند) تھی۔ بعد میں اس کے

اُطراف میں ایسے ہی حُجراتِ مبارکہ دیگر اُمہاتِ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے یکے بعد دیگرے تعمیر کئے گئے۔ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بعض مکانات جَریدِ نخل یعنی کھجور کی صاف ٹہنیوں کے تھے، ان کو کبل سے ڈھانپا ہوا تھا اور دروازے پر بھی کبل کے پردے تھے۔ تمام مکانات قبلہ کی طرف اور مشرق و شام کی جانب تھے، مغرب کی سمت کوئی مکان نہ تھا۔ بعض مکان شریف کچی اینٹوں کے بھی تھے۔ (جذب القلوب ص ۹۷) جن عاشقانِ رسول کو اپنے مکان چھوٹے اور تنگ محسوس ہوتے ہیں اُن کو چاہئے کہ سلطانِ دو جہان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مکانِ عالیشان پر غور کر کے اپنے لئے صبر و تحمل کا سامان کریں۔

خسرو کون و مکاں اور توأخ ایسی

ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حُجْرَةُ مَبَارَكَةٍ مِیْنِ وِصَالٍ وَتَدْفِیْنِ

رسولِ بے مثال، صاحبِ جو و دوآل، حبیبِ ربِّ ذُو الجلال، بی بی آمنہ

کے لال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسی حُجْرَةُ عَائِشَةَ میں ظاہری وصال

فرمایا، گھر کے جس حصے میں انتقالِ شریف ہوا وہی حصہ زمین آپ صَلَّی اللہُ

تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور بننے اور جسم منور سے لپٹنے سے مُشرف ہوا۔
 اُمُّ الْمُؤْمِنِینَ عَائِشَةُ صَدِیقَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اپنی وفات شریف تک اسی حُجْرَةُ
 مُقَدَّسَةٍ میں مقیم رہیں۔

سَیِّخِینِ کَرِیْمِیْنَ کی حُجْرَةُ مُطَهَّرَةٌ میں تدفین

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وقتِ رخصت آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت
 فرمائی کہ میرے جنازے کو شاہِ بحر و بر، مدینے کے تاجور، حبیبِ داؤدِ صلَّی اللہ
 تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے روضۂ انور کے پاک در کے سامنے رکھ کر عرض کرنا:
 اَلْسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَذَا اَبُوْبَکْرٍ بِالْبَابِ ”یا رسول اللہ صَدِّق
 اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، ابوبکر حاضر دربار ہے۔“ اگر دروازہ مبارک کہ خود بخود کھل
 جائے تو اندر لے جانا ورنہ جنَّۃُ البقیع میں دفن کر دینا۔ بعدِ رحلت حسبِ
 وصیتِ روضۂ انور کے سامنے جنازہ مبارک رکھ کر جوں ہی عرض کیا گیا: ”اَلْسَّلَامُ
 عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابوبکر حاضر دربار ہے۔“ دروازے کا تالا خود
 بخود کھل گیا اور آواز آنے لگی: اَدْخِلُوْا الْحَبِیْبَ اِلَى الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ
 اِلَى الْحَبِیْبِ مُشْتَقٌّ دُوْسْتٌ کُوْدُوْسْتٌ سَے ملا دو کہ دوست کو دوست کا اشتیاق (یعنی
 شوق) ہے۔“ (ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۳۶، تفسیر کبیر ج ۷ ص ۴۳۳) چنانچہ آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے پہلو (یعنی برابر) میں دفن کیا گیا اور قبر اس طرح کھودی گئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک سرحضوراً نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مبارک شانوں (یعنی برکت والے کندھوں) کے سامنے آتا تھا۔ پھر تقریباً 10 سال بعد جب امامُ العادلین، امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حجرہ مُطہرہ کے اندر خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔

یا الہی! ازپے حضراتِ صدیق و عمر
خیر دے دنیا کے اندر آخرت محمود کر

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ
حُجْرَةُ مَقَدَّسَهٗ دَوْحَصَّوْنَ مِیْنِ تَقْسِیْمِ تَهَا

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارکہ دو حصوں میں منقسم (یعنی تقسیم) تھا، ایک وہ حصہ جہاں قبور مبارکہ تھیں اور دوسرا وہ جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش تھی، دونوں حصوں کے درمیان ایک دیوار تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر کے اُس حصے میں

جس میں رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور میرے والدِ ماجد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آرام فرماتے تھے، اس حال میں داخل ہوا کرتی تھی کہ پردے کا کچھ خاص اہتمام نہ ہوتا تھا، میں کہتی تھی کہ ایک میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے میرے والدِ بزرگوار۔ جب ان کے ساتھ امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُفن ہوئے تو اللهُ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کی بنا پر اس طرح داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے جسم کو خوب اچھی طرح کپڑوں میں لپیٹا ہوا ہوتا تھا۔ (مسند امام احمد ج ۱۰ ص ۱۲ حدیث ۲۰۷۱۸) معلوم ہوا کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس امر میں کوئی شک نہ تھا کہ دنیا سے پردہ فرما لینے کے باوجود بھی صاحبِ معراج صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور پیارے پدرِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اپنے روضہِ انور کے اندر رہتے ہوئے بھی مجھے دیکھ رہے ہیں اور یہی عقیدہ امیرُ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تھا، چھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہِ اطہر میں دُفن ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضری دیتے وقت پردے کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتی تھیں۔ حالانکہ قبروں کے پاس اس طرح پردے کا حکم نہیں ہے۔

میری مدنی بیٹیاں یا رب! سبھی پرہہ کریں
سنتوں کی خوب خدمت بہرِ صدیقہ کریں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

شَیْخِیْنِ کَرِیْمِیْنِ کَے بَعْدِ کُوْنِی یَہَاں دَفنِ نَہِیْنِ ہُوَا

شَیْخِیْنِ کَرِیْمِیْنِ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُمَا کَے بَعْدِ حُجْرَہٗ مَبَارَکَہٗ مِیْنِ کَسی اَوْرِ کِی
تَدْفِیْنِ کِی تَرْکِیْبِ نَہِیْنِ بَنِی، ذُو الْوَلَدِیْنِ، جَامِعِ الْقُرْآنِ حَضْرَتِ سَیِّدِنَا عِثْمَانَ اِبْنِ
عُقْمَانَ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کِی شَہَادَاتِ اِگْرَچَہٗ مَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَہٗ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا

مِیْنِ ہُوئی لَیْکِنِ اِیْکِ فِسَادِی گْرُوہِ نَے حُجْرَہٗ پَاکِ کَے اِنْدَرِ اَپ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کِی
تَدْفِیْنِ نَہِیْنِ ہُوْنِے دِی چُناچَہٗ اَپ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کُوْجُتِ الْبَقِیْعِ مِیْنِ دَفنِ کِیَا گِیَا۔

جَبْکَہٗ مَوْلٰی مُشْکَلِ کُشَا حَضْرَتِ عَلِیِّ الرِّضَیِّ شَیْرِ خَدَا کَرَّمَہٗ اللهُ تَعَالَى وَجْہَہٗ الْکَرِیْمِہٗ کِی
شَہَادَاتِ مَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَہٗ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا سَے بَہْتِ دُورِ کُوْفِے مِیْنِ ہُوئی لَہٰذَا

اَپ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کِی تَدْفِیْنِ بَہِیْ حُجْرَہٗ مَطْہَرَہٗ مِیْنِ نَہِ ہُوئی۔ جَبِ تُوَا سَے رَسُوْلِ،
جَبْگَرِ کُوْشَہٗ بَہُوْلِ حَضْرَتِ سَیِّدِنَا اِمَامِ حَسَنِ مَحْتَمَلِ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کُوْزِ ہَرْدِے کَرِشَہِیْدِ کِیَا

گِیَا اَوْرِ اَپ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کِی تَدْفِیْنِ حُجْرَہٗ مَقْدَسَہٗ مِیْنِ کَرْنِے کِی کُوْشِشِ ہُوئی
تُوَا سَ وَتِ مَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَہٗ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کَا گُوْرِ زَمْرِ وَا نِ جُوکَہٗ اِبْلِ بَیْتِ کَا
مُخَالَفِ تَہَا، حُ مَسَلَّ ہو کر اُڑے آیا چناچہٗ خُوْشِیْنِ تَصَادُومِ سَے بَچْنِے کَے لَے حَضْرَتِ

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین جنت البقیع میں کر دی گئی۔

حَسَنُ مُجْتَلَى سَيِّدُ الْأَسْحِيَا

رَاكِبٌ دَوْشِ عِزَّتٍ يَهْدِي لَأَكْهَوْنَ سَلَامٍ (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبُ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

حُجْرَةُ مَبَارَكَةٍ كَا دِرْوَازِهِ بِنْدٌ كَرِيْمٌ

صَدَّيْقُهُ بِنْتُ صَدِّيقٍ، مَحْبُوْبُهُ مَحْبُوْبُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب وصال ہوا تو آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور حُجْرَةُ مُطَهَّرَةٍ کے دروازہ مبارکہ کے

باہر ایک مضبوط دیوار کھڑی کر کے اُس میں داخلے کا راستہ بند کر دیا گیا۔ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد وہ جگہ بھی خالی ہو گئی جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قیام پذیر تھیں، یوں اب حُجْرَةُ مُنَوَّرَةٍ میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ قُرْبِ قِيَامَتٍ مِیْنِ

حضرت سیدنا عیسیٰ رُوْحُ اللّٰهِ عَلٰی نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا نُزُوْلُ ہو گا اور

بعد انتقال آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی تدفین حُجْرَةُ پَاكٍ میں کی جائے گی۔

حُجْرَةُ مَبَارَكَةٍ كِي دِيْوَارُوْنَ كِي تَعْمِيْرِ

سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلبِ وسینہ، فیضِ گنجینہ صَلَّی اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی حیاتِ ظاہری کے دَوْرِ مِیْنِ مَكَانِ عَلَیِّ شَانِ كِي دِيْوَارِيْنَ

پَكِي نَهْ تَهِيْنَ، سَبِّ سَهْ پَهْلے امیرِ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے پکی دیواریں تعمیر کروائیں، پھر پہلی صدی کے مجدد حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی صدی ہجری میں جب مسجد النبوی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر نو کی تو سیاہ پتھروں سے (بغیر دروازے کے) دیواریں بنا کر حجرہ عائشہ کا اصلی رقبہ محفوظ کر دیا اور اس کے گرد پنج گوشہ (یعنی پانچ کونے والی) دیوار تعمیر کروادی جس میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔

جالِی مبارک کی تاریخ

مَقْصُورہ شریف لوہے اور پیتل کی اُس جالی مبارک کو کہا جاتا ہے جسے قبورِ مبارکہ کے اطراف میں حضرت سیدنا عمر عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر کردہ پنج گوشہ (پانچ کونی) دیوار کے ارد گرد نصب کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے مصری سلطان رُکنُ الدین بَیبرس نے 668ھ میں لکڑی کی جالی مبارک بنائی تھی، اُس وقت اُس کی بلندی دو آدمیوں کے قد کے برابر تھی۔ پھر شاہ زبیر الدین کُنُبعا نے 694ھ میں اس کے اوپر مزید جالی بڑھادی جو چھت سے جاگی۔ 886ھ میں آتش زدگی کے حادثے میں یہ جالی مبارک شہید ہوگئی تو سلطان قایتبائی نے لوہے اور پیتل کی جالیاں تیار کروائیں جن میں سے پیتل کی جالیاں جانبِ قبلہ جبکہ لوہے کی جالیاں بقیہ تینوں اطراف میں نصب کی گئیں۔ مَقْصُورہ شریف میں کئی دروازے ہیں: ایک قبلہ کی دیوار میں جس کا نام بابُ التَّوبہ ہے، ایک مغرب کی دیوار میں جسے بابُ الوُفُود کہتے ہیں، ایک مشرق کی دیوار میں جس کا

نام بابِ فاطمہ ہے اور ایک شمالی جانب جسے بابُ التَّهْجُدِ کہتے ہیں۔ بابِ فاطمہ کے علاوہ تمام دروازے بند ہی رہتے ہیں، بابِ فاطمہ بھی اُسی وقت کھولا جاتا ہے جب کوئی گورنمنٹ کا مہمان یا وفد آئے، یہ لوگ اگرچہ مقصودہ شریف یعنی جالی مبارک میں داخل تو ہو جاتے ہیں لیکن پنج گوشہ دیوار کے اندر نہیں جاسکتے کیونکہ اس میں داخلے کا کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔ پنج گوشہ کے ارد گرد بڑے بڑے پردے آویزاں ہیں۔

تین قبروں کی نقلی تصاویر

آج کل تین قبروں کی تصویر والے لٹگرے بازار میں بکتے ہیں، جس میں ایک قبر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دو قبریں شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں، یہ جعلی (نقلی) ہیں کیوں کہ تینوں مبارک قبریں پنج گوشہ دیواروں کے اندر ہیں اور اندر حاضر ہونے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ جب ظاہری آنکھوں سے ان مبارک قبروں کی زیارت ممکن ہی نہیں تو یہ تصویریں کہاں سے اور کس طرح اُتاری گئیں؟

بچر و فراق میں جو یارب! تڑپ رہے ہیں

اُن کو دکھا دے مولیٰ بیٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص ۲۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی عَلِیِّ مُحَمَّد

روضہ انور پر گنبدِ اطہر کی تعمیر

حجرہ مبارکہ پر پہلے کسی قسم کا گنبد نہ تھا، چھت پر صرف نصفِ قد آدم

(یعنی آدھے انسانی قد) کے برابر چار دیواری تھی تاکہ جو کوئی بھی کسی غرض سے مسجدِ النبوی الشریف عَدَّ صَاحِبِهَا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ کی چھت پر جائے اُسے احساس رہے کہ وہ نہایت ادب کے مقام پر ہے اور کہیں بھول میں بھی اُس پر نہ چڑھے۔ یہاں یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ عباسی خلافت کے ابتدائی دور میں مُقتَدِر شخصیات کے مزارات پر گنبد بنانے کا سلسلہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بغداد شریف اور دمشق میں گنبد دینی شخصیات کے مزارات کا باقاعدہ حصہ بن گیا۔ بغداد شریف میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ فائض الانوار پر بھی گنبد سلجوقی سلطان ملک شاہ نے پانچویں صدی میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے بعد اس طرزِ تعمیر کو مضر میں خوب رواج ملا اور وہاں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سے مزارات پر گنبد بن گئے۔ جب قلاوون خاندان کا دور آیا تو گنبد تقریباً تمام مسلم علاقوں میں عام ہو چکا تھا۔ مضر میں چونکہ یہ نین تعمیر بہت مقبول تھا اس لیے سلطان منصور قلاوون نے جب روضہ رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر پہلی مرتبہ گنبد بنوانے کا فیصلہ کیا تو مصری معماروں کی خدمات حاصل کی گئیں جنہوں نے اپنے ہنر کو کام میں لاتے ہوئے 678 ہجری میں حجرہ مظہرہ پر لکڑی کے تختوں کی مدد سے خوبصورت گنبد بنایا۔ روضہ رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے نسبت نے اس گنبد شریف کو ایسا حسن بخشا کہ زائرین مدینہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔

وسیلہ تجھ کو بوبکر و عمر، عثمان و حیدر کا
الہی تُو عطا کر دے ہمیں بھی گھر مدینے میں (وسائل بخشش ص، ۴۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ بڑے اور چھوٹے گنبد شریف کی تعمیر

پہلا گنبد شریف تقریباً ایک صدی تک عاشقانِ رسول کی آنکھیں ٹھنڈی
کر رہا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیسہ پلائے ہوئے لکڑی کے تختوں
میں سے چند ’تختے‘ ’ضعیف‘ ہو گئے، چنانچہ سلطان الناصر حسن بن محمد قلاوون نے
گنبد شریف کی کچھ خدمت کی، پھر بعد میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن محمد
نے 765 ہجری میں مزید خدمت کی سعادت حاصل کی۔ ابھی ایک صدی اور گزری
ہوگی کہ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ گنبد شریف کی وسیع بنیادوں پر ’’خدمت‘‘
یا تعمیر نو کی جائے اور ساتھ ہی اُس پنج گوشہ احاطے کی بھی ’’تعمیری خدمت‘‘ کی
جائے جو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بنوایا تھا۔ سلطان اشرف
قایتبائی نے اولاً اپنے ایک نمائندے کو اس کی تحقیقات پر مامور کیا۔ نمائندے کی
رپورٹ کے مطابق حجرہ مُطہَّرہ کی دیواروں کی ’’خدمت‘‘ کی اشد ضرورت تھی اور
خاص طور پر پنج گوشہ شریف کی شرقی (EAST) دیوار کی بھی کہ اس میں کچھ
دراڑیں پڑنی شروع ہو گئی تھیں۔ چنانچہ 14 شعبان المعظم 881 سن ہجری کو
پنج گوشہ شریف کے مُسائِرہ حصے نکال لیے گئے، ساتھ ہی ساتھ حجرہ مُطہَّرہ کی
پُرانی چھت شریف بھی ہٹالی گئی اور شرقی جانب تقریباً ایک تہائی حصے پر چھت

ڈال دی گئی جس سے یہ ایک تہ خانے کی مانند نظر آنے لگا، جب کہ باقی کے دو تہائی حصے پر چھت کی ترکیب نہیں کی گئی بلکہ اس کے اوپر تینوں مبارک قبروں کے سر ہانوں کی جانب منقش پتھروں سے بنا ہوا ایک چھوٹا سا مگر عظمت میں بہت بڑا گنبد حجرہ پاک پر تعمیر کر دیا گیا اس کے اوپر سفید سنگ مرمر لگایا گیا اور پیتل کا ہلال (چاند) نصب کر دیا گیا۔ اس کے اوپر مسجد النبوی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی چھت کو مزید بلند کر دیا گیا تاکہ یہ چھوٹا گنبد اپنے ہلال (چاند) سمیت مسجد کریم کی چھت شریف کے نیچے آجائے۔ پھر اس کے اوپر بڑا گنبد شریف تعمیر کیا گیا۔ 17 شعبان المعظم 881 ہجری کو حجرہ مطہرہ کی ”خدمت“ اور تعمیر نو کا کام شروع ہوا اور دو ماہ میں مکمل ہوا، یہ کام 7 شوال المکرم 881 ہجری کو ختم ہوا۔ سلطان قیتبائی مؤرخہ 2 ذوالحجہ الحرام 881ھ کو مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما حاضر ہوئے اور انہوں نے اسی مقام سے حاضری دی جہاں سے عوام الناس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں (یعنی جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر مؤاچھہ شریف کے سامنے سے)۔ جب انہیں جالی مبارک کے اندر داخل ہونے کی عرض کی گئی تو فرمانے لگے: میں اس قابل کہاں! اگر ممکن ہوتا تو میں مؤاچھہ شریف سے بھی دُور کھڑے ہو کر سلام عرض کرتا۔

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابل منہ دکھانے کے

مگر اُن کا کرم بندہ نواز و بندہ پرور ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

مؤذن پر دورانِ اذانِ آسمانی بجلی گری

13 رمضان المبارک 886 ہجری کو آسمانِ مدینہ کا مطلع ابر آلود

تھا، مؤذن صاحب حسبِ معمول مینارہٴ ریشیہ پر اذان دینے کی عرض سے

چڑھے ہی تھے کہ اچانک ان پر بجلی گری، مؤذن صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے

اور مینارہٴ ریشیہ مسجد النبوی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جانب گر

پڑا، مسجد کریم میں آگ بھڑک اٹھی، ناگہانی آگ کی لپیٹ میں آ کر اور بھگدڑ

وغیرہ میں مزید دس آدمی فوت ہوئے، آگ اور منارے کے گرنے سے گنبد

شریف کو بھی ”صدمہ“ پہنچا اور کچھ ملبہ حجرہ مطہرہ کے اندر بھی حاضری کے لئے

جا پہنچا، تاہم حجرہ شریفہ ”صدمے“ سے محفوظ رہا، اگرچہ فوری نوعیت کی ”تعمیری

خدمت“ تو کروادی گئی مگر مکمل تفصیلات کے ساتھ سلطان قایتبائی کو 16 رمضان

المبارک کو قاصد کے ذریعے پیغام بھیج دیا گیا۔ سلطان نے مضر سے ضروری

سامان اور ایک سو سے زیادہ معمار، کاریگر اور مزدور مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفا

و تعظیبا روانہ کر دیئے۔ کام شروع کر دیا گیا، باہر والا گنبد شریف جس کو بہت

زیادہ ”صدمہ“ پہنچا تھا مکمل طور پر ہٹا لیا گیا، سلطان قایتبائی کے حکم سے

892 سن ہجری میں باہر کی جانب ایک نیا گنبد شریف تعمیر کیا گیا جو کہ صدیوں

تک قائم رہا۔

سبز گنبد کب بنایا

کسی ضرورت کی وجہ سے ترکی سلطان محمود بن عبدالحمید خان نے سلطان قایتبائی کا بنوایا ہوا گنبد شریف شہید کروا کر 1233 ہجری میں دوبارہ گنبد تعمیر کروا دیا۔ 1253ھ مطابق 1837ء میں اسے سبز رنگ کر دیا گیا اور اس کے سبز رنگ کی وجہ سے اسے گنبدِ خضرا کہا جاتا ہے۔ اس میں 67 روشن دان ہیں، جن میں سے کچھ تو گول شکل کے ہیں اور باقی مُستطیل (یعنی لم پورس) ہیں۔

گنبدِ خضرا خدا تجھ کو سلامت رکھے
دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

دونوں گنبدوں میں ایک چھوٹا سا سوراخ رکھا گیا

نچلے گنبد شریف کے اوپر ایک ایسا سوراخ رکھا گیا ہے جس سے قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی، اس پر ایک باریک جالی لگائی گئی ہے تاکہ اس میں کبوتر وغیرہ داخل نہ ہو سکیں۔ اور بالکل اسی طرح اس کے عین اوپر گنبدِ خضرا میں جنوب کی سمت ہلال (چاند) کے نیچے بھی سوراخ رکھا گیا تھا، جب کبھی قحط کا سامنا ہوتا اہل مدینہ اس روزن (سوراخ شریف) کو کھول دیا کرتے تھے، جونہی دھوپ کی کرنیں حجرہ مطہرہ کے اندر حاضری کی سعادت پاتیں، باڈل پانی لیکر حاضر ہو جاتے اور اہل مدینہ کے لیے خوب بارانِ رحمت برساتے۔ اب اسے بند کر دیا گیا ہے۔

بادل گھرے ہوئے ہیں بارش برس رہی ہے

لگتا ہے کیا سہانا بیٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص ۲۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گنبد شریف کے مختلف رنگ

گنبد شریف کے مختلف ادوار میں مختلف رنگوں کی وجہ سے اسے ان

رنگوں کی نسبت سے شہرت رہی ہے، مثلاً جب اس کا رنگ سفید تھا تو اسے

”قُبَّةُ الْبَيْضَاء“ کہتے، جب نیلا رنگ ہوا تو اسے ”قُبَّةُ الزَّرْقَاء“ کہنے

لگے، اور پھر 1253ھ مطابق 1837ء سے اب تک یہ سبز رنگ کی وجہ

سے ”قُبَّةُ الْخَضْرَاء“ (یعنی سبز گنبد) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نہایت دلآویز،

بہت ہی پیارا اور عاشقانِ رسول کی آنکھوں کا تارا ہے، دنیا بھر کے عاشقانِ رسول

اس سے بے حد محبت کرتے ہیں اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دنیا بھر کی

بے شمار مسجدوں کے گنبد ”گنبدِ خضرا“ کی یاد میں سبز رنگ کے بنائے جاتے ہیں۔

بعض مساجد پر تو گنبدوں کی شکل و شباہت اور سبز رنگت میں کافی مشابہت (یعنی

کیسانیت) دیکھی جاتی ہے جس کی ایک مثال بابر کی چوک باب المدینہ کراچی میں

واقع مسجد کنز الایمان پر بنا ہوا سبز سبز گنبد ہے۔

کیسا ہے پیارا پیارا یہ سبز سبز گنبد

کتنا ہے بیٹھا بیٹھا بیٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص ۲۹۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسجدِ نبوی کے 8 ستونِ رحمت

مسجدِ النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے رُختموں بھرے آٹھ ستونوں کو خصوصی فضیلت حاصل ہے، ان پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں اور روضۃ الجنۃ (یعنی جنت کی کیاری) کے اندر 6 ستونوں کی زیارت ممکن ہے، دو ستون چونکہ اب حجرہ مطہرہ کے اندر ہیں لہذا ان کی زیارت مشکل ہے۔ ستون کو عربی میں ”اُسٹوانہ“ کہتے ہیں۔ آٹھوں اُسٹوانات کی تفصیل یہ ہے:

﴿۱﴾ اُسٹوانہ حنّانہ

یہ ستون رحمت سیدھی جانبِ محرابِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بالکل ملا ہوا ہے۔ ”منبر منور“ بننے سے پہلے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبرِ اطہر بنایا گیا اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ بتنا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فراق (یعنی جدائی) میں پھٹ گیا اور چینیں مار کر رونے اور گاہنھن اُونٹنی کی طرح چلانے لگا، یہ حال دیکھ کر تمام حاضرین بھی بے اختیار رونے لگے۔ سرکارِ محروم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبرِ منور سے اتر کر اُس گھجور کے تنے پر دستِ انور پھیر کر فرمایا: ”تُو چاہے تو تجھے تیری جگہ چھوڑ دوں جس حالت میں تو پہلے تھا، اگر تو چاہے تو جنت میں لگا دوں تاکہ جنتی تیرا پھل کھاتے رہیں“، لمحے بھر کے بعد سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نے صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اِس نے جَنّت اختیار کی۔“ اِسی رونے کی وجہ سے اُس نئے کا نام ”حَنّانہ“ پڑ گیا۔ حضرت سَیِّدُنا حَسَن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ التَّوَّابِ جب یہ واقعہ سنتے تو خوب روتے اور فرماتے: اے لوگو! جب کھجور کا ایک بے جان تینا فراقِ رسول میں رو سکتا ہے تو کیا تم نہیں رو سکتے؟

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۴۳۹)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۲﴾ اُسْطُوَانَةُ عَائِشَةَ

یہ ستونِ رحمتِ روضہٴ انور سے تیسرے نمبر پر ہے اور منبرِ منور سے بھی تیسرے نمبر پر۔ رَحْمَتِ اَنَامِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ نے اور کئی اکابرِ صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ نے یہاں بارہا نماز پڑھی ہے اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ یہاں اکثر تشریف رکھا کرتے تھے۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۱)

اگر لوگوں کو پتا لگ جائے تو قرعہ اندازی کریں

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سَیِّدَتُنَا عَائِشَةُ صَدِیقَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا نے ایک مرتبہ سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ کا ارشادِ خوشگوار بیان کیا: ”مَسْجِدُ النَّبَوِيِّ الشَّرِیْفِ عَلٰی صَاحِبَتِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ میں ایک جگہ بہت زیادہ بابرکت ہے، اگر لوگوں کو علم ہو جائے تو انہیں وہاں نماز پڑھنے کے لیے جُؤْم کی وجہ سے قُرْعہ ڈالنا پڑے!“ صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ نے سَیِّدَتُنَا عَائِشَةَ صَدِیقَةُ رَضِیَ

اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ جگہ دریافت کرنا چاہی مگر انہوں نے بتانے سے پہلو تہی کی، بعد ازاں سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر انہوں نے جگہ کی نشاندہی فرمادی جس پر موصوف فوراً وہاں پہنچے اور نفل پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اُس ستونِ رحمت کا علم ہو گیا۔ اسی وجہ سے اسے ”اُسٹوانہ عائشہ“ کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ جگہ دُعا کی قبولیت کے لیے ہُوصی اہمیت رکھتی ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۳﴾ اُسٹوانہ توبہ

یہ ستونِ رحمت قبرِ انور سے دوسرے اور منبرِ منور سے چوتھے نمبر پر ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہاں نفل ادا فرماتے تھے۔ مسافر یا مہمان بھی یہاں آ کر ٹھہرتے تھے۔ اسی جگہ تشریف فرما ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقراء و مساکین حضرات میں قرآنِ کریم کی تعلیم اور اسلامی احکام کی تربیت فرماتے تھے۔ اس ستونِ رحمت کا دوسرا نام ”اُسٹوانہ ابولبابہ“ ہے۔ ایک غلطی کی بنا پر بغرضِ قبولِ توبہ حضرت سیدنا ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو اسی ستونِ رحمت کے ساتھ بندھو ادا کیا تھا اور قسم کھالی تھی کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے آزاد نہیں

فرمائیں گے نہ اس قید سے نکلوں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا، بس اسی حالت میں مر جاؤں گا یا میرا گناہ بخشا جائیگا۔ انہیں صرف نمازوں اور طہنجی حاجتوں کے لئے کھولا جاتا، وہ تقریباً سات دن بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں اپنے دست پر انوار سے کھولا۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۲، ۴۴۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ
﴿۴﴾ اُسْطُوَانَةُ السَّرِیْرِ

یہ ستونِ رحمتِ اُسْطُوَانَةُ توبہ کی مشرقی جانب جالی مبارک سے ملا ہوا ہے۔ جب تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اعترکاف کے لئے مسجد النبی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں قیام فرماتے تو کبھی اسی جگہ سر یر یعنی چارپائی بچھاتے جو گھوڑوں کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ اور اکثر رات کو کھیر یعنی چٹائی پر استراحت (یعنی آرام) فرماتے۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۷، جذب القلوب ص ۹۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ
﴿۵﴾ اُسْطُوَانَةُ الْحَرَسِ

اسے اُسْطُوَانَةُ الْحَرَسِ اور ”اُسْطُوَانَةُ عَلٰی“ بھی کہتے ہیں۔ حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ التکریم اکثر یہاں نوافل ادا فرماتے اور

راتوں کو محبوب باری صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پہرے داری کی خدمات انجام دیتے۔
(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۶﴾ اُسْطُوَانَةُ وُنُوْد

یہ سُنُوْنِ رَحْمَتِ اُسْطُوَانَةُ الْحَرْسِ کے پیچھے واقع ہے۔ جب کبھی گرد و نواح سے وُنُوْدِ عَرَبِ قَبُولِ اِسْلَامِ کیلئے دربار رسالت میں حاضر ہوتے تو ہمارے پیارے آقا مَلَّیْ مَدَنیِ مُصَطَفَی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر اسی مقام پر تشریف فرما ہو کر اُن کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے اور صحابہ کبار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ اِرْدُوْا رُوْدِیْہُتَے۔
(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۹)

اِک سَمْتِ عَلَی اِک سَمْتِ عُمَرُ، صِدِّیقِ اِدھَرِ عَثْمَانِ اُدھَرِ
اِن جَمَلِکِ جَمَلِکِ تَارُوْنِ مِیْنِ، مَہْتَابِ کَا عَالَمِ کَیَا ہُو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۷﴾ اُسْطُوَانَةُ جِبْرَائِیْلِ

حَضْرَتِ سَیِّدِ نَاجِرَائِیْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَکْثَرِیْہِمِیْنِ وَحِی لَے کَرْنَازِلِ ہوتے۔ یہ سُنُوْنِ مُبَارَکِ سَیِّدِہِ بِنِیِ فَاطِمَہِ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہَا کے حُجْرَہِ پَاکِ سے مُتَّصِلِ اور ”صَفَّہِ شَرِیْفِ“ کے ٹھیک سامنے یعنی قبلے کی سمت سبز جالی مُبَارَکِ کے اندر ہے۔
(جذب القلوب ص ۹۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۸﴾ اُسْطُوَانُهُ تَهْجِدُ

یہاں سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے بارہا تہجد ادا فرمائی ہے، یہ ستونِ رحمت ”صُفَّہ شریف“ کے سامنے جانبِ قبلہ حُجْرَةُ فَاطِمَةَ زَهْرَا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پیچھے جانبِ شمال سبز جالیوں کے اندر ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۵۲) باہر قرآن پاک رکھنے کی الماریوں کے سبب زیارت مشکل ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

دیگر ستون بھی مُتَبَرِّک ہیں

مسجد النبوی الشریف عَلَى صَاحِبَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے مُنَدَّگِرہ آٹھ ستونِ رحمت بے شک افضل ترین ہیں مگر دیگر ستون مبارک بھی بلکہ ساری ہی مسجد شریف مُتَبَرِّک ہے۔ قدیم مسجد النبوی الشریف کے ہر ہر ستون پر حُضُورِ انور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مبارک نظر پڑی ہے اور کوئی بھی اُسْطُوَانَهُ (یعنی ستون) ایسا نہیں جہاں صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ نے نماز نہ پڑھی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے: حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے بڑے بڑے صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کو دیکھا ہے کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف سبقت کرتے یعنی جلدی جلدی پہنچتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۷ حدیث ۵۰۳)

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرؤ!

گُرسی سے اونچی گُرسی اسی پاک گھر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

رَوْضَةُ الْجَنَّةِ (جنت کی کیاری)

تاجدارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے حجرہ مبارکہ (جس میں سرکارِ صَلَّی

الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا مزار پُرانوار ہے) اور منبرِ نورِ بار (جہاں آپ صَلَّی اللهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کا درمیانی حصہ جس کا طویل (یعنی

لمبائی) 22 میٹر اور عرض (چوڑائی) 15 میٹر ہے۔ رَوْضَةُ الْجَنَّةِ یعنی ”جنت کی

کیاری“ ہے۔ چنانچہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ

عالمی شان ہے: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ یعنی میرے

گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بخاری ج ۱

ص ۴۰۲ حدیث ۱۱۹۵) عام بول چال میں لوگ اسے ”رِیَاضُ الْجَنَّةِ“ کہتے

ہیں مگر اصل لفظ ”رَوْضَةُ الْجَنَّةِ“ ہے۔

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی

سرداس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

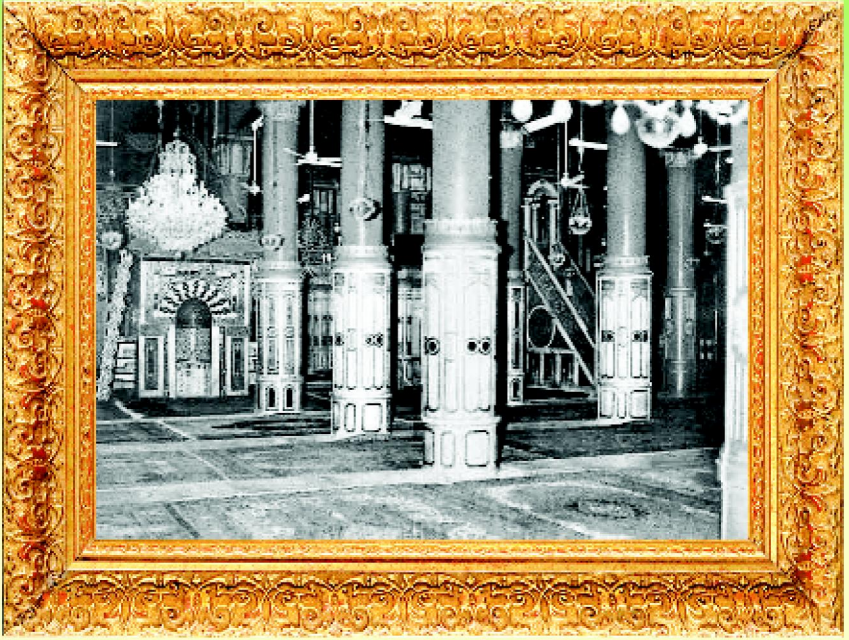
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد



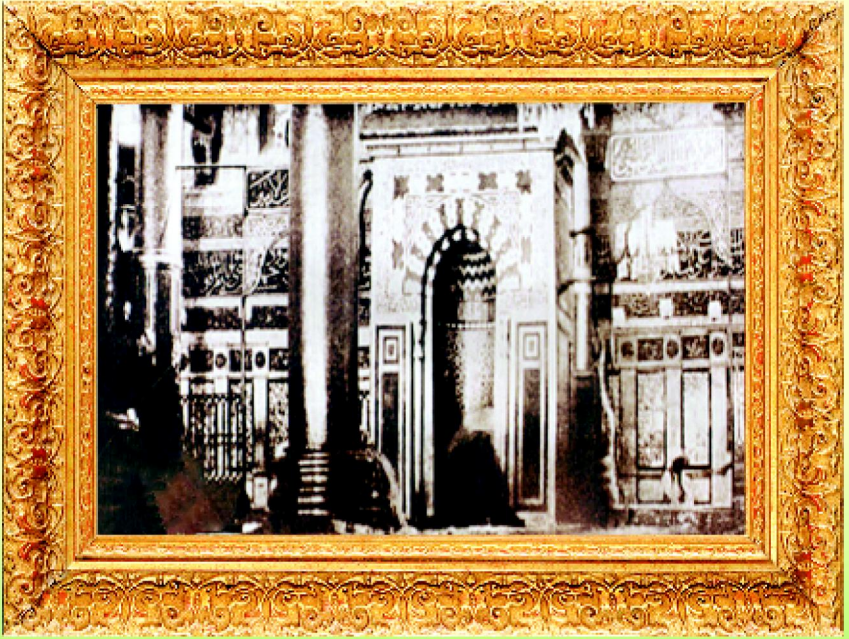
روضه رسول



سبزگنبد



رَوْضَةُ الْجَنَّةِ



مِحْرَابِ نَبِيِّ عَلِيٍّ صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

محرابِ نبوی

عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

مسجدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ میں تادمِ تحریر چار

محرابیں اپنے انوارِ کائری ہیں (۱) محرابِ النبی (۲) محرابِ عثمانی (۳) محراب

تہجد (۴) محرابِ سلیمانی۔ یہاں صرف محرابِ النبی کا ذکر کیا جاتا ہے:

تحویلِ قبلہ (یعنی قبلے کی تبدیلی) کا حکم نازل ہونے کے بعد 14 یا 15 روز تک

امامُ الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مسجدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ عَلَى صَاحِبِهَا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ میں سُنُونِ عَائِشَہ کے سامنے کھڑے ہو کر امامت فرماتے رہے

پھر ۱۵ شعبانِ المعظم ۲ھ کو ”سُنُونِ حَتَّانَہ“ کے مقام کو شرفِ قیام سے

مُشْرِف فرمایا، یہ محراب شریف اسی جگہ پر کعبہ مُشْرِفَہ کے ”میزابِ رحمت“ کی

سُمْتِ بنی ہوئی ہے۔ حُضُورِ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اور

خُلَفَاۓ رَاشِدِیْنَ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کے دَوْرِ زَرِّیْنِ میں محراب کی موجودہ عکلامت

راج نہیں تھی اس کو پہلی صدی کے مُجَدِّد، حضرت سَیِّدِنا عُمَرُ بن عبد العزیز رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ولید بن عبد الملک کے حکم سے 88 ہجری (706ء) میں

ایجاد کیا اور یہ وہ ”بدعتِ کُسنہ“ ہے جسے تمام اُمَّت نے قبول کیا اور اب دُنیا بھر کی

مساجد کی طاق نما محرابیں حضرت سَیِّدِنا عُمَرُ بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ایجادِ مُبَارَک سے بَرکتیں لئے ہوئے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی سیکھنے کو ملی کہ

دور صحابہ میں کسی چیز کا نہ ہونا اُسے ناجائز نہیں کر دیتا، جیسے یہی مروجہ محراب، سنگِ مرمر کے منبر، مساجد پر گنبد و مینار، سبز سبز گنبد و مینار، قبورِ اولیاء پر عمارات و گنبد، ختمِ بخاری، مانک پر اذان و خطبہ، اذان سے قبل دُرود شریف پڑھنا، ہر سال جشنِ ولادت کی دھوم دھام، گیارہویں شریف، اعراسِ بزرگانِ دین وغیرہ وغیرہ۔

محراب و منبر اور وہ ہریالی جالیاں

اور مسجدِ حبیب کا جلوہ نصیب ہو (وسائلِ بخشش ص ۱۱۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

منبرِ رسول

دو فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: (۱) مِنْبَرِيْ عَلَي حَوْضِيْ۔

یعنی میرا منبر میرے حوض (یعنی حوضِ کوثر) پر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۰۳ حدیث ۱۱۹۶)

منبرِ شریف کا وہ گولا جسے رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تھا ماکرتے تھے، صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ (بڑکت کیلئے) اُس پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ (الطَّبَقَاتُ

الْكُبْرَى لِابْنِ سَعْدٍ ج ۱ ص ۱۹۶) (۲) مِنْبَرِيْ عَلَي تُرْعَةٍ مِّنْ تُرْعِ الْجَنَّةِ يَعْنِيْ مِيْرَامِنْبَرِجَنَّتْ كَيْ بَاغُوْنَ مِيْن سَعِيْ بَاغٍ مِيْن وَاقِعٍ هُو۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۲۶)

اصل منبرِ منورِ لکڑی کا تھا

سرورِ کون و مکان، سلطانِ زمین و زمان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لیے سب سے پہلا منبرِ منور 8 ہجری میں تیار کیا گیا تھا، اُس کے تین زینے تھے۔

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِنْہِ مُطْمَہِّرٌ پر رونق افروز ہوتے وقت تیسرے دَرَجے (یعنی زینے) پر بیٹھتے اور دوسرے دَرَجے پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔ **خُضُورِ اِقْدَس** صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر مبارک کا طول (یعنی لمبائی) دو ہاتھ، عَرْض (یعنی چوڑائی) ایک ہاتھ اور ہر زینے کی چوڑائی ایک بالشت تھی۔ (جذب القلوب ص ۹۰) درمیان والا حصہ جس کے ساتھ تکیہ (یعنی ٹیک) لگاتے تھے وہ ایک ہاتھ لمبا اور جن حصوں پر ٹھلے کے لیے بیٹھتے وقت ہاتھ مبارک رکھتے تھے وہ ایک بالشت اور دو انگل اونچے تھے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۰۰، ۴۰۲) منبر مُتَوَّ مَبَارَک کے تینوں جانب پانچ لکڑیاں لگی ہوتی تھیں۔ منبرِ اطہر کی یہ کیفیت حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سیدِ ناصِدِیقِ اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمانِ غنی اور حضرت مولائے کائنات، عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی شَیْرِخِدا رِضْوَانُ اللہِ تَعَالَى عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے زمانے میں بھی قائم رہی۔ (جذب القلوب ص ۹۰) موجودہ دور کے سنگِ مرمر کے منبر ”دورِ صحابہ“ میں نہ ہونے کے باوجود جائز ہیں۔

چُھپ چُھپ کے دیکھوں منبرِ اقدس کی پھر بہار

شاید کبھی تو شاہ کا جلوہ نصیب ہو (وسائلِ بخشش ص ۱۱۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

مقامِ اذانِ بلال کی نشاندہی نہیں ہو سکتی

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! مسجدِ النَّبَوِیِّ الشَّرِیْفِ عَلَی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامِ کے اندر جنت کی کیاری میں موجود منبرِ شریف کے عین سامنے آٹھ

ستونوں پر قائم سنگِ مرمر کا خوبصورت چبوترہ ہے، اسے ”مکبّرِ یہ“ کہتے ہیں، اسی پر کھڑے ہو کر اذان و اقامت کہی جاتی ہے۔ یہ یاد رہے! اس جگہ پر حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان دینا ثابت نہیں۔ (ملخصاً حجّوئے مدینہ ص ۵۱۸)

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے اب اُس جگہ کی نشاندہی دشوار ہے، اس کی تاریخ ملاحظہ ہو: احکام اذان کے نفاذ کے بعد شروع شروع میں حضرت سیدنا بلال ابنِ رباح مسجِد النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ کے قریب واقع ایک اونچے مکان کی چھت پر تشریف لے جا کر اذان دیا کرتے تھے مگر اس کے بعد ان کے لیے لکڑی کا ایک اسٹول بنوایا گیا تھا جس پر کھڑے ہو کر وہ اس وقت تک اذان دیتے رہے جب تک کہ وہ عازمِ دمشق نہیں ہوئے۔

اس اسٹول کو حجرہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا حفصہ بنتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھت پر رکھ دیا گیا تھا جس پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی تھی۔ اس کے بعد آلِ عمر فاروق نے اسے سیدنا حضرت بلال ابنِ رباح حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹبرک اور آثار کے طور پر سنبھال لیا تھا جو کہ صدیوں تک محفوظ رہا۔ قطب الدین خنفي (متوفی ۹۹۰ ہجری) اپنی تاریخِ مدینہ میں تصدیق کرتے ہیں کہ ان کے ایام میں بھی وہ اسٹول حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آثار کے طور پر محفوظ تھا پھر جب دارِ آلِ عمر کو ایک مدرّسہ میں تحویل کر دیا گیا تب بھی وہ مُتبرک آثار قائم و دائم رہا لیکن بیسویں صدی کے شروع میں وہ گوشہ گمنامی میں چلا گیا۔

صُفَّہ شَرِيف

صُفَّہ سائبان اور سائے دار جگہ کو کہتے ہیں۔ مسجد النَبَوِيِّ الشَّرِيفِ عَدَلِ
صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ مِیْلِ بَابِ جَبْرَائِیْلِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ سے داخل ہوں تو کچھ
قدم چلنے کے بعد سیدھے ہاتھ کی جانب صُفَّہ شریف اپنے جلوے لٹا رہا ہے۔ صُفَّہ
زمین سے آدھا میٹر بلند ہے جبکہ اس کی لمبائی 12 میٹر اور چوڑائی 8 میٹر ہے اور
اس کے اطراف میں تقریباً دو فٹ اونچی بیتل کی جالی کا خوبصورت حصار (یعنی
جنگل) بنا ہوا ہے، یہاں زائرین تلاوتِ قرآنِ مُبِیْن بھی کرتے ہیں اور نماز بھی
پڑھتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں فقراءِ مُہاجرین صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ کا
ایک گروہ اسلامی تعلیم کے حُصُول اور تطہیرِ قُلُوب (یعنی دلوں کی پاکیزگی کے حُصُول)
کی خاطر صبح و شام قیام پذیر رہتا تھا۔ ان کی تعداد 70 اور 400 کے درمیان
رہی ہے۔ تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سیدنہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس
جب کہیں سے صدقہ حاضر کیا جاتا تو اصحابِ صُفَّہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کے یہاں بھجوا
دیتے اور اگر کہیں سے ہدیہ (یعنی تحفہ و نذرانہ) حاضرِ خدمت ہوتا تو خود بھی تناؤ ل
فرماتے اور اصحابِ صُفَّہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کو بھی شریک فرما لیتے۔ علمِ دین کے
یہ شائقین نہایت سادہ اور غریب و مسکین ہوا کرتے تھے انہیں میں سے ایک مشہور
صحابی حضرت سَیِّدُنَا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے

170 اصحابِ صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فقط تہبند تھا یا کمبل جسے

اپنی گردن میں باندھ کر لٹکا لیتے تھے اور وہ بھی اس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کی

آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اسے تھامے رہتے کہ

کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۶۹ حدیث ۴۴۲) سیدنا مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے: قسم

ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کہ میں بسا اوقات بھوک کی

شدت کے باعث اپنا شکم (یعنی پیٹ) اور سینہ زمین پر لگا دیتا اور بعض اوقات

پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تا کہ سیدھا کھڑا ہو سکوں۔ (بخاری ج ۴ ص ۲۳۴ حدیث

۶۴۵۲) جنابِ رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان علمِ دین کے

عاشقین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے وجدِ آفرین کلمات سے نوازتے

ہوئے اُن سے فرمایا: ”اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ ربِّ کائنات (عزوجل) نے تمہارے

لئے کیسے کیسے انعامات تیار کر رکھے ہیں تو تم تمنا کرتے کہ کاش! فقر وفاقے کا یہ سلسلہ اور

طویل ہو جائے۔“

(ترمذی ج ۴ ص ۱۶۲ حدیث ۲۳۷۵)

جُشُوْءِ مِیْنِ کِیُوْنِ پھریں مال کی مارے مارے

ہم تو سرکار کے ٹکڑوں پہ پلا کرتے ہیں (وسائلِ بخشش ص ۱۴۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

مساجدِ مدینہ

مدینہ منورہ زادِ مَآلِہُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا اور اس کے گرد و نواح میں مُتَعَدِّد اسی مساجد ہیں جو اللہ کے محبوب، فَاتِحِ الْقُلُوبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی طرف منسوب ہیں۔ اُن میں اکثر کے نشانات ختم ہو چکے ہیں۔ تاہم حصولِ بَرَکَتِ کیلئے چند کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ زائرین عاشقین انہیں تلاش کر کے جہاں جہاں مسجدیں ملیں وہاں نقلیں پڑھیں اور جہاں آثار نہ پائیں وہاں بَیِّنَاتِ حَسْرَتِ فِضَاؤُنْ کی زیارت کر کے بَرَکَتِ حاصل کریں اور وہاں دعائیں مانگیں کہ جہاں جہاں سلطانِ کون و مکاں صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری ہوئی ہے وہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔ مُحَقِّقِ عَمَلِي الْاِطْلَاقِ، خَاتِمِ الْمُحَدِّثِينَ، حضرت علامہ شیخ عبدالحق مُحَدِّثِ دِلْوِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے عشق و مَسْتی میں ڈوب کر کتنی پیاری بات کہی ہے کہ ”اربابِ بصیرت (یعنی دل کی نظر رکھنے والے) یہ جانتے ہیں کہ ان (مکے مدینے کے) پہاڑوں اور وادیوں میں اثرِ جمالِ مُحَمَّدِی اور ظُہُورِ کمالِ اِہْمَدِی سے کس قدر نورانیت ظاہر ہو رہی ہے! بے شک اس کا سبب یہی ہے کہ ان تمام جگہوں میں کوئی بھی ایسا ذرہ نہیں جس پر نظرِ مبارک نہ پڑی ہو اور وہ دیدارِ رسالت مآب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سے شَرَفِیَابِ نہ ہوا ہو۔ (جذب القلوب ص ۱۴۸)

آ کے میں روح کی ہر تہ میں سمو لوں تجھ کو

اے ہوا تو نے سرکار کو دیکھا ہو گا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۱﴾ مسجدِ قبا

مدینہ طیبہ زادگانِ اللہ شرفاً و تعظیماً سے تقریباً تین کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف ”قبا“ نامی ایک قدیمی گاؤں ہے جہاں یہ مُتَبَرِّک مسجدِ نبویؐ بنی ہوئی ہے، قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ میں اس کے فضائل نہایت اہتمام سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مسجدُ النَّبِیِّ الشَّرِیْفِ عَلَی صَاحِبِهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ سے درمیانی چال سے چل کر تقریباً 40 منٹ میں عاشقانِ رسولؐ مسجدِ قبا پہنچ سکتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے: **خُضِرَ رَأْسُ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** ہر ہفتے کو کبھی پیدل تو کبھی سواری پر مسجدِ قبا تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۰۲ حدیث ۱۱۹۳)

عمرے کا ثواب

دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ﴿۱﴾ مسجدِ قبا میں نماز پڑھنا ”عمرے“ کے برابر ہے (ترمذی ج ۱ ص ۳۴۸ حدیث ۳۲۴) ﴿۲﴾ جس شخص نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر مسجدِ قبا میں جا کر نماز پڑھی تو اسے ”عمرے“ کا ثواب ملے گا۔

(ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۷۵ حدیث ۱۴۱۲)

فاروقِ اعظم اور قبا

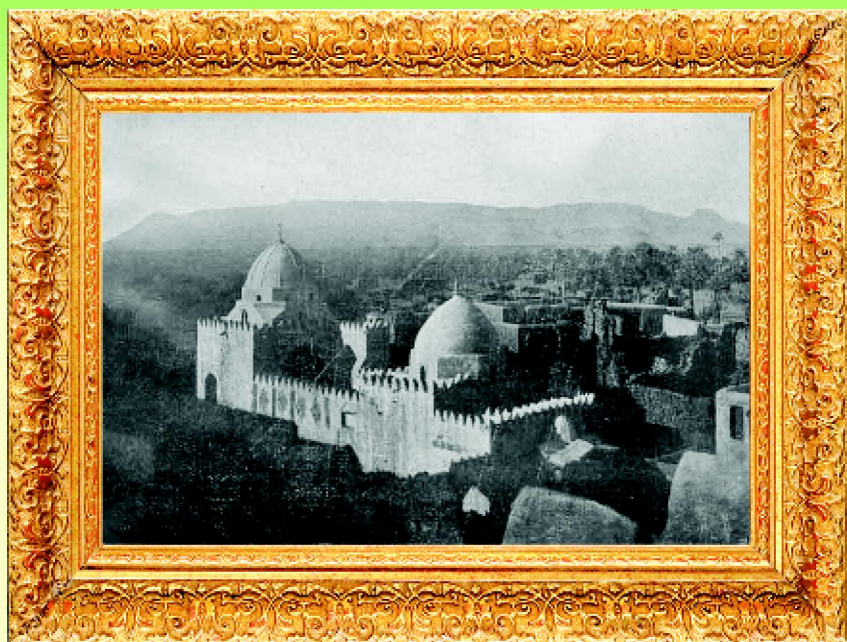
امیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ



مینبر رسول



صفہ شریف



مسجد قبا



خمسه (ياسبعه) مساجد

مسجد خیف میں داخل ہوئے تو ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا بیٹ المقدّس میں ایک نماز پڑھنے کے بعد چار رکعتیں پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے، اور اگر یہ مسجد دُور دراز علاقے میں ہوتی تب بھی ہم اونٹوں کے جگر فنا کر دیتے (یعنی اس کی زیارت کیلئے ہم ضرور سفر کرتے)۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۶۲ حدیث ۳۸۱۷۴)

عبداللہ بن عمر اور قبا

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر ہفتے مسجدِ قبا میں

حاضر ہوتے تھے۔ (مسلم ص ۷۲۴ حدیث ۱۳۹۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

(۲) مسجدِ فضیخ

یہ مسجد شریف مسجدِ قبا سے مشرقی جانب ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جب لشکرِ اسلام نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تھا، اُس وقت شہنشاہِ مدینہ صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا مبارک خیمہ یہیں لگایا گیا تھا اور اِس مقام پر آپ صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے 6 دن نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ (وفاء الوفاء ج ۳ ص ۸۲) اِس

کی یادگار میں یہ مسجد بنائی گئی۔ بعض لوگ غلط فہمی کے سبب اس کو ”مسجدِ شمس“

کہتے تھے۔ اگست 2001ء میں یہ مبارک مسجد شہید کر دی گئی، کچھ عرصہ ملبہ

شریف تشریف فرما رہا پھر وہ بھی اٹھالیا گیا، جگہ ہموار ہو گئی اور علاقے کے لوگوں

کی گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ بن گئی!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۳﴾ خَمْسَه (یاسبعہ) مَسَاجِد

مدینہ طیبہ زادَہَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا کے شمال مغرب کی طرف سَلْع پہاڑ کے

دامن میں پانچ مسجدیں ایک دوسرے کے قریب قریب واقع ہیں۔ دراصل

یہاں پہلے سات مساجد ہوا کرتی تھیں عَرَبِی میں سات کو ”سَبْع“ کہتے ہیں لہذا

یہ علاقہ ”سَبْعِ مَسَاجِد“ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ کچھ سال قبل دو مساجد شہید

کر کے وہاں لاری اڈہ، دُکانیں اور پارکنگ ایریا وغیرہ کی ترکیب کر لی گئی۔

چونکہ اب پانچ مسجدیں رہ گئی ہیں اور عَرَبِی میں پانچ کو ”خَمْسَه“ کہتے ہیں اس

لئے آہستہ آہستہ یہ مقام ”خَمْسَه مَسَاجِد“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ان پانچ میں

سے ایک مسجد بنام ”مَسْجِدُ الْفَتْحِ“ ٹیلے پر واقع ہے جس پر چڑھنے کے لئے

سیڑھیاں بھی موجود ہیں۔ ”غَزْوَةُ أَحْزَاب“ کے موقع پر (جسے غزوة خندق بھی

کہا جاتا ہے) حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مسجدِ الْفَتْحِ کے مقام

پر پیر، منگل، بدھ تین دن مسلمانوں کی فَتْحِ وَنَصْرَتِ کے لئے دُعا فرمائی، تیسرے

دِنِ ظَهْرِ وَعَصْرِ کے درمیان فَتْحِ کی بشارت ملی اور ایسی فَتْحِ کا مل حاصل ہوئی کہ

اس کے بعد ہمیشہ کُفْرًا مَغْلُوب (یعنی دَبے ہوئے) رہے۔ حضرت سیدنا جابر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب مجھے مشکل پیش آتی ہے تو ”مسجد فتح“ میں جا کر دُعا مانگتا ہوں تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔“ مسجد الفتح کے علاوہ دیگر چھ مسجدوں کے نام یہ ہیں: (۱) مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ اصل میں مسجد علی بن ابی طالب ہے) (۲) مسجد سیدنا عمر بن خطاب (شہید ہو چکی ہے) (۳) مسجد سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ ماضی قریب میں مسجد ابوبکر صدیق کے نام سے جانی جاتی تھی اب شہید کر دی گئی ہے (۴) مسجد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (یہ مسجد دُور صحابہ میں نہ تھی، اس کی کوئی تاریخ منقول نہیں، کہا جاتا ہے کہ ۱۳۲۹ھ (1911ء) کے بعد بنائی گئی ہے) (۵) مسجد سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہید ہو چکی ہے۔)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿۴﴾ مسجد غمامہ

مَكَّةُ مَكْرَمَةٌ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا يَا جَدُّهُ شَرِيفٌ سَبَّحَ مِنْهَا مَدِينَةَ مَنُورٍ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا آتے ہیں تو مسجد النبوی الشریف علی صاحبینا الصلوٰۃ والسلام آنے سے قبل اونچے قبوں (گنبدوں) والی ایک نہایت ہی خوب صورت مسجد آتی ہے یہی ”مسجد غمامہ“ ہے۔ ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ۲ھ میں پہلی بار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز

اس مقام پر کھلے میدان میں ادا فرمائی ہے۔ یہیں آپ ﷺ نے بارش کے لئے دُعا فرمائی، دُعا فرماتے ہی باؤل گھر گئے اور بارش برسنی شروع ہو گئی۔ ”باؤل“ کو عربی زبان میں غَمَامَہ کہتے ہیں اسی نسبت سے اسے اب مسجدِ غمامہ کہتے ہیں۔ یہاں گھلا میدان تھا، پہلی صدی کے مجدد، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں مسجد تعمیر کروادی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۵﴾ مسجدِ اجابہ

یہ مسجد مبارک مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاؤ تعظیما کی قدیم ترین 9 مساجد میں سے ایک ہے جو کہ شارعِ ملک فیصل (پرانام شارعِ شہین یا پہلے طریق دائری Round about) پر جنت البقیع کی شمال مشرقی جانب (شارعِ شہین اور شارعِ ملک عبدالعزیز کے چوک کی الٹی طرف) واقع ہے۔ اس مقام پر ایک بار ہمارے پیارے آقا، مکے مدینے والے مصطفیٰ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور ”تین دُعائیں“ فرمائیں ان میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔ وہ تین دُعائیں یہ تھیں: (۱) یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری اُمت قُط سالی کے سبب ہلاک نہ ہو۔ (قبول ہوئی) (۲) یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری اُمت پانی میں ڈوب کر ہلاک نہ ہو۔ (قبول ہوئی) (۳) یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری اُمت آپس میں نہ لڑے۔ (روک دیا گیا)

(مسلم ص ۱۵۴۴ حدیث ۲۸۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۶﴾ مَسْجِدِ سُقِیَا

یہ مسجد شریف، عجائب گھر کے قریب مدینہ منورہ زادکھا اللہ شرفاً وَتَعْظِیْمًا کے ریلوے اسٹیشن کے احاطے میں ہے، مسجد سُقِیَا اُس تاریخی مقام پر بنائی گئی تھی جہاں یہ ایمان افروز واقعہ ہوا تھا چنانچہ امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات، علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْکَرِیْمِ بیان کرتے ہیں: سلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ کی مَعْرِیَّت میں ہم مدینہ طیبہ زادکھا اللہ شرفاً وَتَعْظِیْمًا سے نکلے، جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حَرَّةُ السُّقِیَا کے قریب پہنچے تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ نے پانی طلب فرمایا، وضو کر کے قبلہ رو کھڑے ہو کر اہالیانِ مدینہ باسکینہ زادکھا اللہ شرفاً وَتَعْظِیْمًا کے لئے اس طرح خیر و بَرَکَت کی دعا فرمائی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ابراہیم تیرے بندے اور خلیل تھے، انہوں نے مکے والوں کے لئے بَرَکَت کی دُعا فرمائی تھی اور میں تیرا بندہ اور رسول ہوں تجھ سے اہلِ مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کے مُد اور صاع (یہ دو پیمانوں کے نام ہیں ان) میں اہلِ مکہ کی نسبت دو گنا بَرَکَت عطا فرما۔

(تورمذی ج ۵ ص ۴۸۲ حدیث ۳۹۴۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

(۷) مسجدِ سجدہ

”مسجدِ سجدہ“ اُس مقدّس مقام پر واقع ہے جہاں ایک مشہور واقعہ ہوا

تھا چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 743

صفحات پر مشتمل کتاب، ”جنت میں لے جانے والے اعمال“ صفحہ 496

پر ہے: حضرت سپد ناعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ

خوش نصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و مکالم، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے

مثال، بی بی آمنہ کے لالِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک مرتبہ باہر تشریف لائے

تو میں بھی پیچھے ہولیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک باغ میں داخل ہوئے

اور سجدے میں تشریف لے گئے، آپ نے سجدہ اتنا طویل کر دیا کہ مجھے اندیشہ ہوا

کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روحِ مبارک قبض نہ فرمائی ہو! چنانچہ میں قریب ہو کر بغور

دیکھنے لگا، جب سر اقدس اٹھایا تو فرمایا: ”اے عبد الرحمن! کیا ہوا؟“ میں نے

جواباً اپنا خدشہ ظاہر کر دیا تو فرمایا: جبرئیل امین (عَلَيْهِ السَّلَام) نے مجھ سے کہا: ”کیا

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے

کہ جو تم پر دُرُودِ پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں

اُس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔“ (مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۶ حدیث ۱۶۶۲) بطور یادگار اس مقام

پر انوار پر ”مسجدِ سجدہ“ بنا دی گئی تھی۔ آج کل وہ جدید تعمیر کے ساتھ موجود تو ہے

مگر وہاں آویزاں تختی پر ”مسجدِ ابوذر“ لکھا ہوا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۸﴾ مَسْجِدِ ذِبَاب (یا مسجد رایہ)

”ثَنِيَّةُ الْوُدَاع“ سے جبلِ اُحُد کی طرف جاتے ہوئے اُلٹے ہاتھ پر مدینہ منورہ زادَکَا اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا سے شمال (NORTH) کی طرف ”ذِبَاب“ نامی پہاڑ پر غزوہ شَبُوح سے واپسی پر یا بعض روایات کے مطابق ”غزوہ خندق“ کے موقع پر سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا خیمہ شریف تھب کیا گیا تھا۔ روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ”جبلِ ذِبَاب“ پر نماز بھی ادا فرمائی ہے۔ (جذب القلوب ۱۳۶، ۱۳۷، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۵۵) اُس مبارک پہاڑ پر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور یادگار ایک مسجد بنائی جسے ”مسجد ذِبَاب“ یا ”مسجد رایہ“ کہا جاتا ہے۔ اسے ماضی میں مسجد قرین اور ”مسجد زاویہ“ کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۹﴾ مَسْجِدِ عَيْنَيْن

یہ مسجد شریف مزارِ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ مبارک کے سامنے جانبِ قبلہ واقع پہاڑ ”جبل الرماة“ پر واقع تھی، اُحُد کے دن

لشکرِ اسلام کے تیر انداز اس پر کھڑے تھے۔ کہتے ہیں، سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی مقام پر برچھی لگی تھی۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، شہنشاہِ خیر الانام صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مَعَ صَحَابَہٖ کَرَامِ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ وہاں مُسَلِّحَ نماز ادا فرمائی تھی۔
(وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۴۸-۸۴۹)

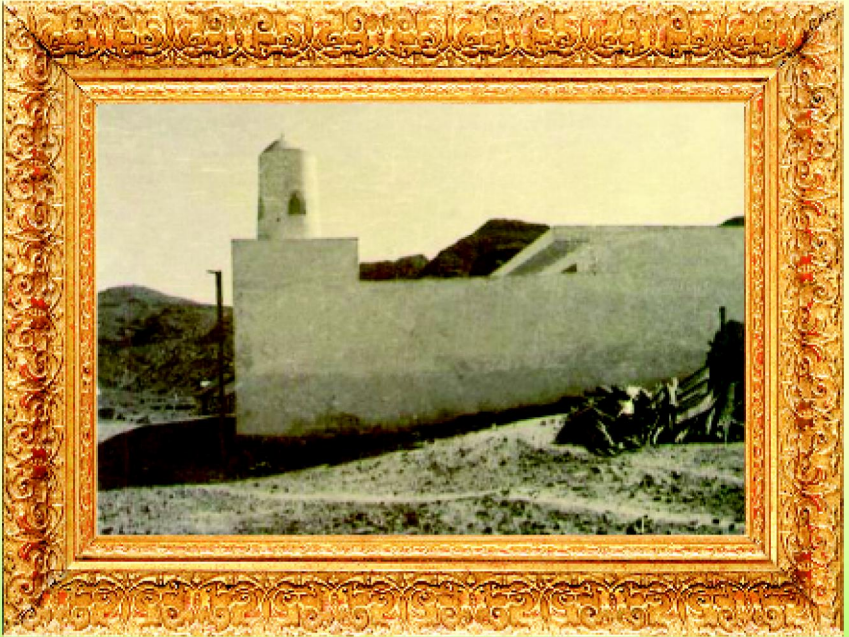
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۰﴾ مسجدِ مشربہ امِ ابراہیم

یہ مسجد شریفِ حَرَّہ شَرْفِیَّہ کے قریب نَخْلِسْتَان (یعنی کھجور کے باغ) میں واقع تھی۔ مَشْرَبَہ یعنی باغ اور امِ ابراہیم سے مراد امُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، یہ ان ہی کا باغ تھا اور حقیقی مَدَنِی مَنَّة، عاشقانِ رسول کی آنکھوں کے تارے، مکی مَدَنِی مُصَطَفَہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دُلا رے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت یہیں ہوئی تھی۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہاں نماز پڑھنا ثابت ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۲) آج کل یہ مقدس مَشْرَبَہ یعنی مبارک باغ قبرستان بنا ہوا ہے اور اسے چار دیواری میں بند کر دیا گیا ہے اور یہاں عاشقانِ رسول کا داخلہ ممنوع ہے، قبرستان کے درمیان ایک چھوٹی سی قدیم مسجد ہے جس کے صحن میں ایک نہایت ہی نختہ حال لُٹواں ہے۔ ایک مُوَرِّخ کا بیان ہے: ”مجھے جب بھی داخلے میں کامیابی ملی، میں نے اس مسجد میں تدفین کا سامان پایا ہے!“



مسجد مشربہ اُمّ ابرہیم



مسجد بنی حرام



مسجدِ غمامہ



مسجدِ اجابہ

موجودہ چار دیواری کے باہر پرانی طرز کی ایک بغیر چھت کی مسجد بنا دی گئی ہے۔ ایک محقق کا کہنا ہے کہ اس کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں اصل مسجد شریف مشر بہ (یعنی باغ شریف) کے اندر ہی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۱﴾ مسجد بنی قریظہ

یہ مسجد شریف حُرّہ شَرْقِیَّہ کے پاس ”مسجد شمس“ سے کافی فاصلے پر جانب مشرق (EAST) مسجد فصیح اور مشر بہ اُمّ ابراہیم کے درمیان واقع تھی۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنو قریظہ کے محاصرے کے دوران اس مسجد کو نماز کیلئے مقرر کیا تھا۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۱۰۶) ایک روایت کے مطابق ”مسجد بنی قریظہ“ اُس مقدّس مقام پر بنائی گئی تھی جہاں 5 ہجری (627ء) میں ”غزوہ بنو قریظہ“ کے موقع پر محبوب ربّ عرش صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ”عَرِیش“ (یعنی دھوپ سے بچنے کیلئے سائبان) نصب کیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق قریب ہی ایک خاتون کا گھر تھا جس میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توسیع کے دوران اُس مبارک مکان کو بھی مسجد شریف میں شامل کر لیا تھا۔ (جذب القلوب ص ۱۲۶) اب اُس مسجد بنو قریظہ کی زیارت نہیں ہو سکتی۔ آہ! اُس مقدّس

مقام پر پچھلے سالوں ”وَدْ كِشَاف“ بنی ہوئی دیکھی گئی تھی! وہاں کی فضاؤں کو حسرت سے چومئے اور عشقِ رسول میں دل جلایئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ
﴿۱۲﴾ مَسْجِدُ النُّوْرِ

ایک بار حضرت سیدنا سید بن خضیر اور حضرت سیدنا عبّاد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں دربار رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک حضرت سیدنا سید بن خضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاٹھی روشن ہوگئی اور یہ دونوں اُس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہو گیا تو حضرت سیدنا عبّاد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور دونوں اپنی اپنی لاٹھی شریف کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۲۷۷ حدیث ۱۲۴۰۷) جدھر دونوں صحابی جدا ہوئے تھے وہاں یعنی مسجد النبیوی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے شمال مشرقی حصے میں جنت البقیع کے اُس پار جہاں قبیلہ بنی عبدالمطلب آباد تھا پہلی صدی ہجری کے مجدد امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”مسجد الثور“ تعمیر کروائی تھی۔ اب اُس کی زیارت نہیں ہو سکتی، عاشقانِ رسول صرف فضا میں چوم کر برکتیں حاصل کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۱۳﴾ مسجدِ فَسْح

جبلِ اُحُد کے دامن میں ”شَعْبِ جَرَّار“ کی جانب ایک چھوٹی سی

مسجد ہے۔ غزوہ اُحُد کے مشہور و معروف کم سن مجاہد حضرت سیدنا رافع رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہاں چند

نمازیں ادا کی تھیں۔“ (تاریخ المدینة المنورة لابن شبة ج ۱ ص ۵۷) مَطْرِي

کے قول کے مطابق ”ظہر وعصر کی نمازیں یہاں ادا فرمائی تھیں۔“ (وفاء الوفاء ج ۲

ص ۸۴۸) بعض مؤرخین کے نزدیک غزوہ اُحُد میں سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

والہ وسلم کے زخم ہائے مبارکہ یہاں دھوئے گئے تھے اس لئے یہ ”مسجدِ غسل“

کے نام سے بھی جانی جاتی تھی۔ سگِ مدینہ یعنی عنہ نے بہت سال پہلے اُس مقام پر

مسجد کا ایک گھنڈر دیکھا تھا جس کے گرد لوہے کے خاردار تار لگے ہوئے تھے۔ غالباً

یہ ”مسجدِ فَسْح“ ہی تھی۔ اس مسجد شریف کی زبوں حالی خون کے آنسو بہانے کا مقام

ہے کہ یہ ہمارے مکی مدنی سرکار، راحتِ قلبِ بے قرار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی

سجدہ گاہ کی یادگار ہے۔ خدا جانے اب وہ کھنڈر بھی باقی ہے یا نہیں!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿ ۱۴ ﴾ مسجدِ بنی ظفر (یامسجدِ بغلہ)

جُتِ البقیع کے شرقی جانب (یعنی EAST میں) حَزَّہُ شَرِقیَّہ کی

طرف ”اوس“ نامی قبیلے کی ایک شاخ ”قبیلہ بنی ظفر“ آباد تھا، یہ ”مسجد بنی ظفر“

وہاں تھی، اسے مسجدِ بغلہ (یعنی چڑچڑ والی مسجد) بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں سرکارِ

دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک چٹان پر تشریف فرما ہو کر حضرت سیدنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تلاوت سنی تھی، اور اس قدر روئے تھے کہ

داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ (معجم کبیر ج ۱۹ ص ۲۴۳ حدیث ۵۴۶)

وہ چٹان مبارک تَبْرُکًا مسجد میں رکھی گئی تھی، عاشقانِ رسول اُس کی زیارت

سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے تھے۔ بعض مُؤرِّخین نے لکھا ہے کہ بے اولاد

عورتیں اُس پر بیٹھ کر دُعا کرتیں تو اولاد کی نعمت سے سرفراز ہو جاتی تھیں۔ (جذب

الانقلاب ص ۱۲۸) وہاں اور بھی تبرُّکات تھے، جن میں ایک پتھر شریف پر سلطانِ بحر و بر

صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُواری کے خَسَّوْر کے سُم (یعنی گھر) مبارک کا

نشان تھا، ایک پتھر مؤر پر بے کسوں کے یاوَر، مدینے کے تاجور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گہنی مبارک اور مقدَّس انگلیوں کے نشانات تھے۔ (ایضاً) افسوس نہ

اب اُس مسجد کی عمارت رہی نہ ہی تبرُّکات۔ عاشقانِ رسول صرْف وہاں کی

فُضَاوٰں کی زیارت فرمائیں، دل جلائیں اور ہو سکے تو آنسو بہائیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿۱۵﴾ مسجدِ مائدہ

مسجدِ بنی ظفر کے قریب ہی ”مسجدِ مائدہ“ واقع تھی۔ منقول ہے یہ اسی مقام پر بنی تھی جسے سلطانِ کون و مکان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے نجران کے نصرانیوں کے ساتھ مبادلے کیلئے مَنْتَخَب فرمایا تھا اور جس جگہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ نامدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے لئے لکڑیاں گاڑ کر اپنی چادر تان کر سانبان کھڑا کیا تھا اور ٹھور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے اہل بیت کے ہمراہ وہاں تشریف لائے تھے۔ ایک تاریخی روایت کے مطابق اس مقام پر آقائے نامدار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور اہل بیت اطہار کیلئے جنت سے ”پانچ پیالوں“ میں کھانا نازل ہوا تھا۔ اس لئے اسے ”مسجدِ پنج پیالہ“ بھی کہتے ہیں۔ یہاں عاشقانِ رسول نے بطورِ یادگار گنبد بنائے تھے۔ سن ۱۴۱ھ میں سبِ مدینہ غنی عنہ نے اُس مقدّس مقام کے کھنڈر کی زیارت کی تھی، گنبد وغیرہ موجود نہیں تھے اور یہ لکھتے وقت فضاؤں کے سوا کچھ نہیں بچا۔ عاشقانِ رسول کیلئے اُن فضاؤں کی زیارت کر کے عشقِ رسول میں دل جلانا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّد

﴿ ۱۶ ﴾ مسجدِ بنی حرام

یہ مسجد شریف حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی

مکانِ عالیشان کی جگہ پر عاشقِ رسول، حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے بنوائی تھی جہاں سرورِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے یہ تین معجزات ظاہر ہوئے تھے: ﴿۱﴾ ایک بکری میں بہت سارے (ایک

روایت کے مطابق 1500) صحابہ کرام علیہم الرضوان کا پیٹ بھر گیا تھا ﴿۲﴾

سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہڈیوں پر دستِ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا

تو بکری زندہ ہو گئی تھی ﴿۳﴾ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوت شدہ دو مدنی

مٹے سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دُعا سے زندہ ہو گئے تھے۔ (ان

ایمان افروز واقعات کی تفصیل ”فیضانِ سنت“ جلد اول صفحہ 345 تا 349 پر ملاحظہ فرمائیے)

اسی مکانِ عظیم الشان میں سرکارِ دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک نماز

بھی ادا فرمائی تھی۔ یہ مسجد شریف، مسجد النبی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ

والسلاّم سے ”نمہ مساجد“ جاتے ہوئے ”السّیح“ کے علاقے میں سڑک

کے سیدھے ہاتھ پر اُس بستی کے اندر واقع ہے جو کہ جبلِ سلح کے دامن میں آباد

ہے۔ ۱۴۰۹ھ میں قدیم بنیادوں پر یہاں شاندار مسجد بنا دی گئی ہے مگر باہر

مُلکوں سے آئے ہوئے حُجّاج و مُعتمرین اکثر اس کے دیدار سے محروم ہی رہتے

ہیں کیوں کہ اسے آبادی کے اندر جا کر تلاش کرنا دشوار ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۱۷﴾ مَسْجِدِ الشَّيْخَيْنِ

مَسْجِدُ النَّبِيِّ الشَّرِيفِ عَلَي صَاحِبَيْهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ سَ مَزَارِ سَيِّدِنَا

حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جاتے ہوئے اُلٹے ہاتھ پر دُور ہی سے یہ مسجد شریف نظر

آجاتی ہے۔ اس مبارک مقام کو بہت ساری مَدَنی نسبتیں حاصل ہیں مثلاً ﴿۱﴾

غزوہٗ اُحُد کے لئے جاتے ہوئے سرکارِ دو جہاں صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے

یہاں پہلا پڑاؤ فرمایا اور رات کا کچھ حصہ گزارا تھا ﴿۲﴾ یہاں آقائے مدینہ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک یاد و نمازیں ادا فرمائی تھیں ﴿۳﴾ اسی جگہ جسم

پُر انوار پر ہتھیار اور زِرّ ہیں سجائی تھیں ﴿۴﴾ یہاں جنگی تیار یوں کا معاینہ اور

مُجاہدین کا انتخاب فرمایا تھا اور کئی مَدَنی مُتوں کو واپس لوٹایا تھا ﴿۵﴾ یہیں مَدَنی

مُنّے حضرت سَیِّدِ نَارِ فِیْعِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بڑے نظر آنے کیلئے پاؤں کی اُنکلیوں پر

کھڑے ہو گئے تھے تو بارگاہِ رحمت سے اجازت مل گئی تھی، اس پر ایک اور مَدَنی

مُنّے سَیِّدِ نَاسْمُرَهٗ بِنِ جُنْدُبِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عَرَض کی تھی کہ میں رافع سے

زیادہ طاقتور ہوں، پھر دونوں میں گشتی ہوئی اور سَمُرہ غالب آ گئے تھے اور ساتھ

چلنے کی اجازت پا گئے تھے۔ اس مسجد شریف کو ”مَسْجِدِ الشَّيْخَيْنِ“ کہنے کی

وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک بوڑھے اندھے یہودی اور اندھی یہودن بڑھیا کے جُدا جُدا وقتے تھے۔ بوڑھے کو عَرَبی میں ”شیخ“ کہتے ہیں، اس وجہ سے وہ آبادی دو بوڑھوں کے سبب ”الشَّيخَيْن“ کے نام سے مشہور تھی۔ اس مسجد شریف کے اور بھی نام ہیں (۱) مسجدِ دُرُع (۲) مسجدِ بدائع اور (۳) مسجدِ عَدْوِي۔ آج کل اوقافِ مدینہ کی طرف سے جدید طرز پر تعمیر کر کے اس کا نام ”مسجدِ خیر“ رکھا گیا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

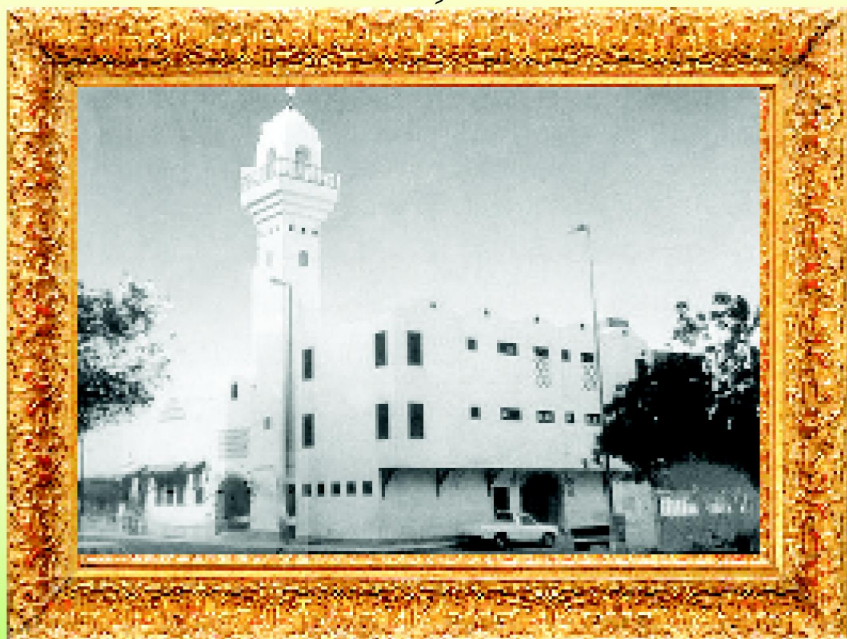
﴿۱۸﴾ مَسْجِدِ مِسْتَرَا ح

یہ مسجد شریف مسجدِ شیخین سے تھوڑے ہی فاصلے پر اُحُد شریف کی طرف جاتے ہوئے عین سرک پر واقع ہے۔ ابتدائے اسلام میں اسے ”مسجدِ بنی حارثہ“ کہا جاتا تھا کیوں کہ وہاں قبیلہ بنی حارثہ (اوسی) آباد تھا۔ ایک روایت کے مطابق ایک صحابی (سیدنا حارث بن سعد بن عبیدُ الحارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں: ”رسولُ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائی تھی۔“ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۶۵) سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے غزوہ اُحُد سے واپسی پر یہاں تھوڑی دیر استراحت یعنی آرام فرمایا تھا۔ اسی لئے اسے مسجدِ مِسْتَرَا ح کہا جاتا ہے۔ آج کل یہاں عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد



مسجد شکیں



مسجد مستراح



مسجد مَضِیح (یا مسجد بنی اُمیّہ)



مسجد جُمُعہ

﴿۱۹﴾ مسجدِ مَصْبَحِ (یا مسجدِ بَنی اُنَیْفِ)

یہ مسجد شریف مسجدِ قبا کے سامنے والے علاقے میں واقع ہے۔ مسجدِ قبا کے سامنے سروں روڈ پر آبادی کے اندر کی طرف داخل ہوں تو آگے چل کر ”مُسْتَوْدَعَاتُ الْغَسَّانِ“ کے فوراً بعد ایک خستہ حال مسجد شریف کی غیر مُقَفَّ (یعنی غیر چھت کے) چار دیواری نظر آتی تھی جس کے اطراف میں ملبے کا ڈھیر بھی دیکھا گیا ہے۔ (خدا جانے تادمِ تحریر وہ مسجد شریف کس حال میں ہے!) قبیلہ بَنی اُنَیْفِ کے لوگ یہاں آباد تھے، اس مقام پر صحابہ کرام علیہم الرضوان جمع ہو کر سرکارِ مَکَّہ مکرمہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مکہ شریف سے آمد کا انتظار کیا کرتے تھے، آخر کار ان کی مُراد برآئی اور سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی بصورتِ ہجرت تشریف آوری ہو گئی۔ اسی مقام پر سرکارِ عالی وقار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہجرت کے بعد پہلی نمازِ فُجْر ادا فرمائی تھی۔

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ

﴿۲۰﴾ مسجدِ بَنی زُرَيْقِ

بیعتِ عَقَبَةُ اَوَّلِ میں ایمان لانے کے بعد حضرت سَيِّدُنا ابورافع بن مالک زُرَيْقِ رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اللہ کے محبوب، فَاتِحُ الْقُلُوْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے مدینہ منورہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيْمًا میں وُرُوْدِ مَسْعُوْدِ سے قبل

ہی یہ مسجد شریف بنائی تھی اور ایمان لانے والے حضرات وہاں نماز پڑھتے اور سیدنا ابورافع بن مالک زُرَیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت سے اُس وقت تک کا نازل شدہ قرآنِ کریم کا جو حصہ عنایت ہوا تھا اُس کی تلاوت کرتے تھے۔ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اس مسجد میں داخل ہوئے ہیں۔ (وفاء الوفا ج ۲ ص ۸۵۷) مسجد زُرَیق مسجدِ غمّامہ اور موجودہ کورٹ کے درمیانی حصے میں کسی جگہ پر واقع تھی، آہ! اس تاریخی اور مدینے کی سب سے پہلی مسجد کا اب کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔ عاشقانِ رسول اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ وہاں کی فضاؤں کو نگاہوں سے چوم کر برکتیں حاصل کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۲۱﴾ مسجدِ کَتِیْبَہ

مدینۃ منورہ رَاكَا اللهُ شَرْفًا وَتَعْظِيْمًا کے اولین انصاری صحابی حضرت سیدنا ابورافع بن مالک زُرَیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ اُحُد میں شہید ہو گئے۔ مبارک لاش کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکانِ عالیشان ہی میں تدفین کی گئی۔ بعد میں خاندان والوں نے اُس مکانِ برکت نشان پر اس طرح مسجد تعمیر کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پر انوارِ کن میں آگیا۔ صوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کا مشہور سلسلہ طریقت ”سنوسیہ“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی اولاد سے جاری ہوا

ہے۔ اس مسجد شریف کے قریب عثمانیوں (ترکوں) نے عارضی فوجی بارکیں بنوائی ہوئی تھیں، چونکہ عَرَبی میں فوجی بٹالین یا یونٹ کو ”کَیْبِیَّہ“ کہتے ہیں اس لئے وہ علاقہ ”کَیْبِیَّہ“ کہلانے لگا اور اسی وجہ سے اُس مسجد شریف کو ”مَسْجِدُ الْکَیْبِیَّہ“ کہا جانے لگا۔ یہ مسجد مع ایک قدیم مینار اس تحریر سے چند سال قبل تک باقی تھی، پنج وقتہ نمازوں کی بھی ترکیب تھی، البتہ صدر کروڑ افسوس کہ مزار شریف شہید کر کے فرش ہموار کر دیا گیا تھا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۲۲﴾ مَسْجِدِ بَنِي دِينَار

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ زادما اللہ شرفاً و تعظیماً میں خاندانِ نبی و دینار بن التجاری کی ایک خاتون سے شادی فرمائی، ایک بار انہوں نے سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں دعوتِ پیش کی اور تشریف لاکر نماز ادا کر کے گھر کو منور کرنے کی التجاء کی۔ شرفِ قبولیت سے سرفرازی ملی اور وہاں قدم رنجہ فرما کر شہنشاہِ رسالت صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز ادا فرمائی۔ (وفاء الوفا ج ۲ ص ۸۶۶)

اسی مکانِ عالیشان پر سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطورِ یادگار ”مسجد بنی دینار“ بنوائی۔ بعد میں علاقہ بنی دینار میں دھوپوں کی آبادی ہو گئی،

وہاں دھوبی گھاٹ بن گئے، جس سے وہ محلہ ”علاقہ غَسَّالین“ مشہور ہوا اور یہ مسجد، ”مسجدِ غَسَّالین“ کہلانے لگی۔ آج کل اسے ”مسجدِ مُعَيْسَلَه“ کہتے ہیں۔ اس مسجد شریف کا نیا محل وقوع یعنی پتا: مَحَلَّةُ الْمَالِحَه، مدرسہ عَسْکَرِيَه کے پیچھے آبادی میں تقریباً آدھا کلومیٹر اندر کی طرف ہے۔ اب اس تاریخی مُتَبَرِّک مسجد کے قریب جدید سہولتوں سے آراستہ ایک بڑی مسجد بنادی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اُس مبارک مسجد کی طرف لوگوں کا رُخِجان کم ہے اور اس کی اصل حیثیت پر گنمانی کی دُھند لہٹ چھا رہی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿۲۳﴾ مسجدِ مینارِ تین

حضرت سَیِّدُ نَاحِرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَه (رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شاہِ خیرُ الْأَنَامِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اس مقام پر نماز پڑھی تھی۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۷۸-۸۷۹) عاشقانِ رسول نے بطور یادگار یہاں ”مسجدِ مینارِ تین“ تعمیر فرمائی۔ اس کا پتہ یہ ہے: مَسْجِدُ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ عَلَى صَاحِبَةِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ سے شارعِ عَنَمَرِيَه (قدیم نام شارعِ مَلَكَة) سے ہو کر وادیِ عَقِيقِ كِي طرف جائیں تو تقریباً آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر پیٹرول پمپ آئے گا، اس سے تھوڑا سا آگے سیدھے ہاتھ پر ایک گھلا میدان ہے جہاں

اس تحریر سے قبل دُور ہی سے اس مسجد شریف کے کھنڈرات نظر آ جاتے تھے۔ بقول ایک جدید مُورِّخ کے اُس مقام پر اب ایک بہت بڑی مسجد بنانے کا منصوبہ تیار ہو گیا ہے، جسے ”مسجد مینار تین“ ہی کے نام سے پکارا جائے گا، مگر صدر کوڑا فسوس! وہ ظاہراً مختصر سی مسجد جسے رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سجدہ گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا تھا وہ غَلَطْ منصوبہ بندی سے نئی عمارت کے صدر دروازے (مین انٹرنس) کے پاس مَعَاذَ اللّٰهِ جوتے اُتارنے کی جگہ پڑتی ہے۔ (اس تحقیق کو تادم تحریر کچھ سال گزر چکے ہیں، ہو سکتا ہے نئی مسجد اب بن چکی ہو)

مری ہوئی بکری

یہ مشہور واقعہ بھی ”مسجد مینار تین“ والے مقام کی طرف گزرتے ہوئے ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شاہِ خیرُ الْأَنَامِ، صاحبِ گیسوئے مُشک فام صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ کے ہمراہ اسی مقام سے گزر رہے تھے۔ اچانک حُضُورِ پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نگاہ مبارکہ ایک مُردہ بکری پر پڑی جس سے بدبو آ رہی تھی، صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ نے ناک پر کپڑے ڈال لئے جس پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اس بکری کا اپنے مالک پر کیا اثر دیکھتے ہو؟ اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! یہ کیا اثر دکھا سکتی ہے؟ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللّٰهُ تَعَالَى

کے سامنے یہ دنیا اس سے بھی ہلکی ہے جتنا یہ بکری اپنے مالک کے لئے ہلکی ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۷۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۲۴﴾ مسجدِ جمعہ

یہ مسجد شریف مسجدِ قبا سے مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّرِیْفِ عَلَی صَاحِبِہَا

الصلوة والسلام کی طرف جاتے ہوئے سیدھے ہاتھ پر آتی ہے۔ ہجرت مبارکہ کے موقع پر قبا شریف سے فارغ ہو کر محبوبِ ربِّ الأنام، صاحبِ گیسوئے

عزیزِ فام صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ عَازِمِ مَدِیْنَةِ ہَوَیْے اور یہ جلوس مبارک جب ”بنی سالم“ کے علاقے سے گزرا تو مقامی حضرات نے

کچھ دیر اپنے یہاں قیام کی التجا کی، جو منظور کر لی گئی۔ اسی دوران نمازِ جمعہ کا وقت آ گیا، تو رحمتِ عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ

کے ہمراہ باجماعت پہلی نمازِ جمعۃ المبارک ادا فرمائی۔ جہاں نماز ادا کی گئی وہاں باقاعدہ مسجد بنا لی گئی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

(۲۵) مسجدِ مَعْرَاسِ

یہ مسجد شریف میقاتِ اہلِ مَدِیْنَةِ ”ذُو الْحَلِیْفَةِ“ کے قبلے کی جانب

ہوا کرتی تھی۔ یہ اُس مقدّس جگہ پر واقع تھی جہاں شہنشاہِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکّہ مکرمہ زَادَکَا اللّٰہُ شَرَفَا وَتَعْظِیْمَا سے واپسی پر رات گزاری تھی اور

آرام فرمایا تھا۔ اب اس مسجد مبارک کی زیارت نہیں ہو سکتی!

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۲۶﴾ مسجد ذوالحلیفہ

یہ مسجد شریف مسجد النّبویّ الشّریف علی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

کے جنوب مغرب میں تقریباً 9 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آج کل یہ مقام

بیر علی یا ابیاری علی کے نام سے مشہور ہے اور یہ اہل مدینہ منورہ کی میقات ہے۔

مسجد ذوالحلیفہ کا پرانا نام ”مسجد شجرہ“ ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی آخر الزمان، شہنشاہِ کون و مکان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ زَادَکَا اللّٰہُ شَرَفَا وَتَعْظِیْمَا سے ”شجرہ“ کے راستے سے باہر تشریف

لے جاتے اور مَعْرَس کے راستے سے مدینے آتے اور جب مکّہ المکرمہ

زَادَکَا اللّٰہُ شَرَفَا وَتَعْظِیْمَا تشریف لے جاتے تو ”مسجد شجرہ“ میں نماز پڑھتے تھے اور

جب واپس تشریف فرما ہوتے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے بیچ میں نماز ادا کرتے

تھے، وہیں رات بھر قیام رہتا یہاں تک کہ صبح ہوتی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۶

حدیث ۱۵۳۳) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

مسجد خیف

مسجد جن

مسجد جبرائیل

مسجد نمرہ

مسجد غمامہ

مسجد جمعة

مسجد شہین

رسولِ غیب دان آقائے دو جہان صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ذُو الحُلْفِیۃ میں رات بسر فرمائی اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔ (مسلم ص ۶۰۷ حدیث ۱۱۸۸)

سَيِّدُ الْمُبَلِّغِينَ، رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَجَّةُ الْوَدَاعِ کے لئے تشریف لے جاتے وقت ذُو الحُلْفِیۃ پہنچے تو وہاں مسجد میں دو رکعت پڑھیں۔ (ایضاً ص ۳۹۴، تاریخ المدینة المنورة ص ۵۰۱-۵۰۲) اب یہاں بنام ”مسجد ذُو الحُلْفِیۃ“ ایک عالیشان مسجد قائم ہے۔

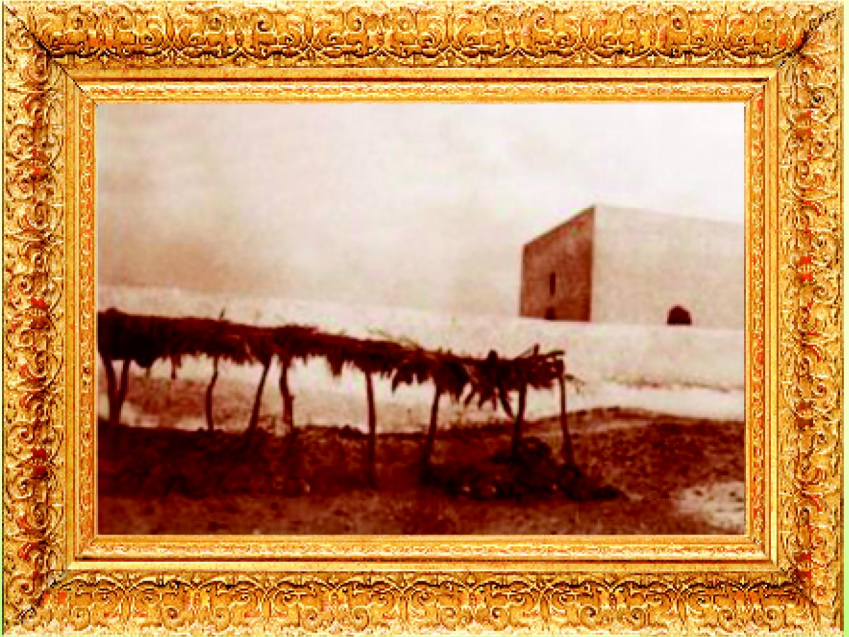
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ

﴿۲۷﴾ مسجد قبلتین

یہ مبارک مسجد الْحَرَّةُ الْوَبْرَةَ (الْحَرَّةُ الْغَرْبِیَّةُ) میں ”وادئِ عَقِیق“ کے ”الْعَرَصَ“ نامی میدان کے قریب واقع ہے۔ مساجدِ خمسہ بھی وہیں قریب ہی واقع ہیں۔ ”بِرُّ رُوْمَہ“ (یعنی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنواں) مدینہ منورہ زادگانِ اللہ شرفاً وَ تَعْظِیْمًا سے جاتے ہوئے اس مسجد شریف کے دائیں (یعنی سیدھی) جانب ہے۔ حضور پر نور، فیض گنجور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہاں نمازِ ظہر ادا فرمائی ہے۔ یہ مسجد مقدّس ”بُؤْسَلِیْم“ کے نام سے متعارف تھی کیونکہ یہاں قبیلہ بُؤْسَلِیْم آباد تھا۔ ہجرت کے سترھویں مہینے ۵ اَرَجَبِ الْمُرَجَّبِ ۲ھ (جنوری 624ء) بروز شنبہ (یعنی ہفتے کے روز) میرے آقا



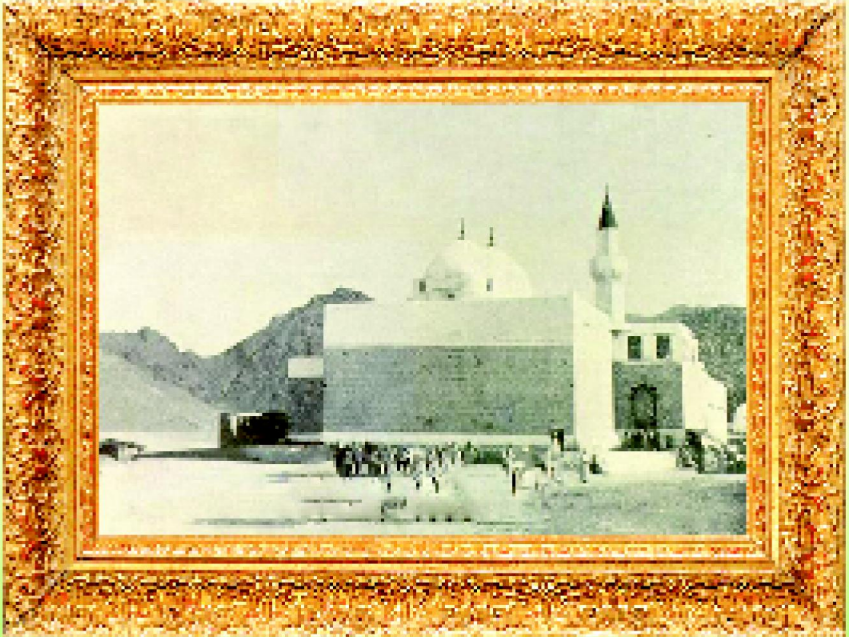
مسجد ذوالحليفة



مسجد قبلتين



جبلِ اُحد



مزارِ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہاں پر ابھی ظہر کی دو رکعت ادا فرمائی تھیں کہ تحویلِ قبلہ کا حکم نازل ہو گیا، بقیہ دو رکعت بیٹ اللہ شریف کی طرف مٹ کر کے ادا فرمائیں۔ اس وجہ سے اس کا نام مسجدِ قبلتین (یعنی دو قبلوں والی مسجد) ہوا۔ بطور یادگار عاشقانِ رسول نے بیٹ المقدس کی طرف دیوار میں قبلے کا نشان بنا دیا تھا اور اس میں ”آیات تحویلِ قبلہ“ نقش کر دی تھیں، عاشقینِ زائرین اس نشان کو بھی مس کر کے برکت حاصل کرتے تھے۔ اب وہ دیوار شریف ہٹا دی گئی ہے اور صدر دروازے کی جانب چھت پر قبلہ اول کی سمت کے اظہار کیلئے مصلے کا نقش بنا دیا گیا ہے۔

جَبَلِ أُحُد

جَبَلِ أُحُدِ مَدِينَةُ مَنَوَّرَةٌ زَادَهَا اللهُ شَمَاءً وَتَعْظِيمًا كِي جَانِبِ شَمَالٍ وَقَعَ يَه
ایک نہایت ہی مقدس پہاڑ ہے۔ حضرت سیدنا ابو عبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نے فرمایا: أُحُدٌ هَذَا جَبَلٌ يُجَنَّبُ وَنُجِبُهُ یعنی ”یہ اُحُد پہاڑ ہم سے مَحَبَّت
کرتا ہے اور ہم اس سے مَحَبَّت کرتے ہیں۔ (مزید فرمایا:) اور یہ جنت کے دروازوں
میں سے ایک دروازے پر ہے جبکہ غیر جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اور ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں،

وہ چہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔“ (مُعْجَمِ أَوْسَطِ ج ۵ ص ۳۷ حدیث

۶۵۰۰) ”جبلِ عمیر“ اُحد پہاڑ کے سامنے جنوب (south) کی طرف مگہ

مکرمہ زَادَكَ اللهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا کے راستے میں واقع ہے جسے سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ

تَعَالَى عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنا دشمن قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا جمادات (یعنی ٹھوس چیزوں)

میں بھی مَحَبَّت و عداوت کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

مزارِ سیدنا ہارون

حضرت سیدنا ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کا مزار پر انوارِ جبلِ اُحد پر

واقع ہے۔ مگر افسوس! اب اس کی زیارت بے حد مشکل ہے، پہاڑ کے نیچے ہی

سے ”السلام علیک یا نبی اللہ“ عرض کر دیجئے۔

مزارِ سیدنا حمزہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ اُحد (۳ ھ) میں شہید ہوئے تھے، آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار فائض الانوار اُحد شریف کے قریب واقع ہے۔ ساتھ ہی

حضرت سیدنا مَعْصُوبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عَبْدُ اللهِ بْنِ

جَحْشِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات بھی ہیں۔ نیز غزوہ اُحد میں 70 صحابہ کرام

عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے جامِ شہادت نوش کیا تھا ان میں سے بیشتر شہدائے اُحد بھی

ساتھ ہی بنی ہوئی چار دیواری میں ہیں۔

بعض شہدائے اُحد کے مزارات کی نشاندہی

ان میں سے چند شہداء کرام رَضَوْنَ اللہ تَعَالَى عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کی مبارک قبریں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گاہ سے ”سید الشہداء امیر حمزہ اسکول“ کی دوسری جانب ایک چھوٹی سی گھاٹی پر ہیں جس کے گرد درختوں نے ایک چار دیواری تعمیر کروادی تھی۔ اُس چار دیواری کو حال ہی میں مزید بلند کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جس میں حضرت سیدنا عمر و بن جَمُوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بھتیجے کی مبارک قبریں ہیں۔ پہلی بار حضرت سیدنا عمر و بن جَمُوح اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن الحرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اکٹھا ایک قبر میں دفن کیا گیا تھا، مگر جب تدفین تو ہوئی تو ان کو علیحدہ علیحدہ قبروں میں منتقل کیا گیا۔ ”واقدی“ کے قول کے مطابق اس قبرستان میں حضرت سیدنا خارجہ بن زید، حضرت سیدنا سعد بن ربیع، حضرت سیدنا نعمان بن مالک اور حضرت سیدنا عبد قیس بن حَسْحَس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اَجْمَعِیْنَ بھی مدفون ہیں۔ (تاریخ المدینۃ المنورۃ لابن شبہ ج ۱ ص ۱۲۹) اس کے علاوہ مزید دو صحابہ کرام حضرت سیدنا ابو الیمان اور حضرت سیدنا خَلَد بن عمر و بن جَمُوح بھی وہیں آرام فرما ہیں۔ رَضَوْنَ اللہ تَعَالَى عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال کے شروع میں قبورِ شہدائے اُحد پر آتے اور فرماتے: **السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ** (یعنی سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو بچھلا گھر کیا ہی خوب ملا!)

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۳۸۱ حدیث ۶۷۴۵)

شہدائے اُحد عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کُو سَلَامِ کَرْنِے کِی فِضِیْلَتِ

حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّابِ نقل کرتے ہیں: جو شخص ان شہدائے اُحد سے گزرے اور ان کو سلام کرے یہ قیامت تک اُس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ شہدائے اُحد عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ اور بالخصوص مزارِ سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارہا جواب سلام کی آواز سنی گئی ہے۔

(جذب القلوب ص ۱۷۷)

سَیِّدُنَا حَمِزَةُ کِی خِدْمَتِ مِیں سَلَامِ

السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا حَمِزَةُ ط السَّلَامُ

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سلام

عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللہِ ط السَّلَامُ عَلَیْکَ

ہو آپ پر اے محترم چچا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے، سلام ہو

يَا عَجَّةَ نَبِيِّ اللَّهِ ط السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَجَّةَ

آپ پر اے عجم بڑو! روار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے، سلام ہو آپ پر اے چچا

حَبِيبِ اللَّهِ ط السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَجَّةَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے، سلام ہو آپ پر اے چچا

الْمُصْطَفَى ط السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ

مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے، سلام ہو آپ پر اے سردار شہیدوں کے

وَيَا أَسَدَ اللَّهِ ط وَأَسَدَ رَسُولِهِ ط السَّلَامُ عَلَيْكَ

اور اے شیر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اور شیر اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے۔ سلام

يَا سَيِّدَنَا عَبْدَ اللَّهِ ط بِنِ جَحْشِ ط السَّلَامُ عَلَيْكَ

ہو آپ پر اے سیدنا عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلام ہو آپ پر

يَا مُصْعَبَ بْنَ عَمْرِو ط السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا

اے مُصْعَب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سلام ہو اے

شُهَدَاءِ أَحَدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ط

شہدائے اُحد آپ سبھی پر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتیں اور برکتیں۔

شہدائے اُحد کو مجموعی سلام

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءُ يَا سَعْدَاءُ

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے شہیدو! اے نیک بختو!

يَا نَجَبَاءُ يَا نِقَبَاءُ يَا أَهْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ

اے شریفو! اے سردارو! اے مجتہم صدق و وفا!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

سلام ہو آپ پر اے مجاہدو! اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنے والو!

حَقِّ جِهَادِهِ ﴿سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

﴿ترجمہ کنزالایمان: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی

عُقْبَى الدَّارِ﴾ ﴿۲۳﴾ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءُ

خوب ملا ﴿ سلام ہو اے شہدائے

أُحُدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةً اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ

اُحد آپ سبھی پر اور اللہ عزوجل کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔



طالب علم مدینہ
تشیع و مغفرت و
بے حساب رحمت
الفرودوں میں آقا
کا پڑوں

ایک چپ سو سکھ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

16-9-2012

آخذ و مراجع

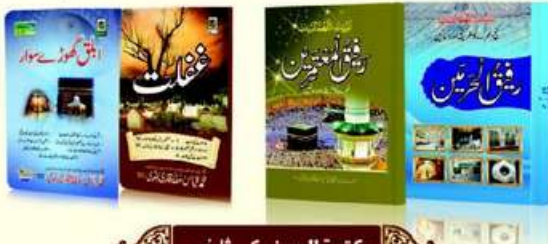
مطبوعہ	کتاب	مطبوعہ	کتاب
دارالکتب العلمیہ بیروت	فردوس الاخبار	مکتبہ المدینہ باب المدینہ	قرآن مجید
دارالفکر بیروت	مجمع الزوائد	داراحیاء التراث العربی بیروت	تفسیر کبیر
دارالکتب العلمیہ بیروت	مجمع الجوامع	دارالفکر بیروت	درمنثور
دارالکتب العلمیہ بیروت	جامع صغیر	دارالمعرفہ بیروت	تفسیر نسفی
دارالکتب العلمیہ بیروت	کنز العمال	دارالکتب العلمیہ بیروت	تفسیر بغوی
المکتبہ العصریہ بیروت	کتاب الحوائف	داراحیاء التراث العربی بیروت	تفسیر روح البیان
دارالکتب العلمیہ بیروت	حلیۃ الاولیاء	کوئٹہ	تفسیرات احمدیہ
دارالکتب العلمیہ بیروت	دلائل النبوة	مکتبہ المدینہ باب المدینہ	تفسیر خزائن العرفان
دارالکتب العلمیہ بیروت	جامع الاصول	مکتبہ اسلامیہ مرکز الاولیاء لاہور	تفسیر نسفی
دارالکتب العلمیہ بیروت	کشف الخفاء	دارالکتب العلمیہ بیروت	صحیح البخاری
دارالکتب العلمیہ بیروت	فتح الباری	دار ابن حزم بیروت	صحیح مسلم
دارالکتب العلمیہ بیروت	شرح صحیح مسلم	دارالفکر بیروت	سنن الترمذی
داراحیاء التراث العربی بیروت	شرح الزرقانی علی المؤطا	دارالمعرفہ بیروت	ابن ماجہ
دارالکتب العلمیہ بیروت	فیض القدير	دارالمعرفہ بیروت	مؤطا امام مالک
دارالفکر بیروت	مرقاۃ	دارالفکر بیروت	مسند امام احمد بن حنبل
مکتبہ المعارف العلمیہ مرکز الاولیاء لاہور	لمعات التنقیح	دارالکتب العلمیہ بیروت	مشکوٰۃ المصابیح
ضیاء القرآن پبلیشرز مرکز الاولیاء لاہور	مرآة المناجیح	داراحیاء التراث العربی بیروت	معجم کبیر
فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاہور	نزہۃ القاری	دارالکتب العلمیہ بیروت	معجم اوسط
دارالکتب العلمیہ بیروت	تہذیب التہذیب	دارالکتب العلمیہ بیروت	مصنف عبدالرزاق
دارالکتب العلمیہ بیروت	الطبقات الکبریٰ لابن سعد	دارالفکر بیروت	مصنف ابن ابی شیبہ
دارالفکر بیروت	الطبقات الکبریٰ للبخاری	دارالمعرفہ بیروت	مشدرک
دارالکتب العلمیہ بیروت	مواجب اللدنیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت	شعب الایمان
داراحیاء التراث العربی بیروت	وفاء الوفاء	دارالکتب العلمیہ بیروت	الترغیب والترہیب

مقام ابراہیم	دارالکتب العلمیہ بیروت	عیون الحکایات	نوری بک ڈپو مرکز الاولیاء لاہور	جذب القلوب
حجر اسود	دارالکتب العلمیہ بیروت	روض الفائق	مرکز اہلسنت برکات رضابند	حیۃ اللہ علی العلمین
غار ثور	دارالکتب العلمیہ بیروت	روض الریاحین	مرکز اہلسنت برکات رضابند	شواہد الحق
غار حوا	دارالکتب العلمیہ بیروت	رشقۃ الصادی	مرکز اہلسنت برکات رضابند	الشفاء
جبل احد	دارالکتب العلمیہ بیروت	لقظ المرجان	باب المدینہ کراچی	بستان الحدیث
مزار نبوی	سٹیبل اکیڈمی مرکز الاولیاء لاہور	غنیہ	دارالفکر ایران	تاریخ المدینہ المنورہ لابن شبہ
مزار رسول	دارالمعرفۃ بیروت	رد المحتار	دارالفکر بیروت	تاریخ مدینہ دمشق
	باب المدینہ کراچی	المسک المنقظ فی المنک المتوسط	دارحضر بیروت	اخبار مکہ
	جامعہ اسلامیہ مدینہ اطہر باب المدینہ کراچی	رفیق المناسک	دارالکتب العربیہ بیروت	تاریخ الاسلام
	مؤسسۃ الریان بیروت	بحر العمیق	دارالکتب العلمیہ بیروت	خصائص کبریٰ
	دارالفکر بیروت	الجاوی للفتاویٰ	مرکز اہلسنت برکات رضابند	مدارج النبوت
	رضافا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور	فتاویٰ رضویہ	المکتبۃ الوہبہ	سیرت عمر بن عبدالعزیز
	مکتبہ نعمانیہ فیاء کونٹیا کولت	کتاب الحج	دارالکتب العلمیہ بیروت	العقد الثمین
	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	بہار شریعت	دارالغفر دمشق	بحر الدموع
	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	بہشت کی کنجیاں	دارالکتب العلمیہ بیروت	رسالۃ القشیریہ
	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی	ملفوظات اعلیٰ حضرت	فاروق اکیڈمی گمبٹ	اخبار الاخیار
	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	جنت میں لے جانے والے اعمال	دارالفکر بیروت	مستطرف
	مکتبۃ نظامیہ سائہ اہوال	بلد الامین	دارالمعرفۃ بیروت	التذکرۃ فی الوعظ
	مکتبۃ نظامیہ سائہ اہوال	مدینۃ الرسول	دارالکتب العلمیہ بیروت	قوت القلوب
	فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاہور	سنی علماء کی حکایات	دارالبیروتی دمشق	لباب الاحیاء
	رضافا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور	حیات محمدت اعظم پاکستان	دارصادر بیروت	احیاء العلوم
	ہند	نخزن احمدی	دارالمعرفۃ بیروت	الزواج
	نظرین پاکستان پرنٹرز مدینہ الاولیاء بلتان	مہر منیر	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	احسن الوعاء
	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	پروے کے بارے میں حوالہ جواب	شہیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور	سرور القلوب
	داراحیاء الکتب العربیہ مصر	الجامع اللطیف لابن ظہیرۃ	زاویہ چلیشہ مرکز الاولیاء لاہور	انوار علمائے اہلسنت، سندھ
	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	وسائل بخشش	برکاتی پبلیشرز باب المدینہ کراچی	انوار قطب مدینہ

سُنَّتِ كِي بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک و دعوتِ اسلامی کے سبکے سبکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مدنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں بہنیتِ ثواب سنتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ کلہرِ مدینہ کے ذریعے مدنی فیاضات کا رسالہ پڑھ کر کے ہر مدنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو متمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے لگنا ہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے گڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنی یا ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی فیاضات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ



مکتبہ المدینہ کی ناخبر

- کراچی: شہید سید کھار اور فون: 021-32203311
- راولپنڈی: فضل داد پازار، کھلی پوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گلشن بخش، گلشن روڈ۔ فون: 042-37311679
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 19 انور سائٹ، صدر۔
- سرور آباد (فیصل آباد): امین پور بازار، فون: 041-2632625
- خان پور: ڈرامائی پوک نمبر کارہ۔ فون: 068-5571686
- کشمیر: پوک شہیدیاں، سرپور۔ فون: 058274-37212
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، ٹکری ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- سکھر: فیضانِ مدینہ، براج روڈ۔ فون: 071-5619195
- مٹان: نزد کھیل والی سید، اندرون بوہڑ گٹ۔ فون: 061-4511192
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ، موز، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- انکارہ: کانچ روڈ، القائل ٹاؤن، سہیل جیمز، فیصل ٹاؤن۔ فون: 044-2550767
- گلزار حیدر (حکروہا) نیوا، ایک، القائل جامعہ سہیل جیمز، مٹان۔ فون: 048-6007128



مکتبہ المدینہ فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

MC 1286

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net